ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

میں ماہِ رجب المرجب اور شعبان المعظم
کی مناسبت سے شائع ہونے والے
مضامین کا مجموعہ
بنام

رجب المرجب اور شعبان المعظم کے 72 مضامین

For Download Visit:
www.dawateislami.net

پیش کش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ (دعوتِ اسلامی)

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
	حمد و نعت	
08	ہم بھی ہیں گنہگاروں میں یاصاحبِ معراج	01
	معراجِ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ہم پر عنایتیں	
09	دیدارِ الٰہی	02
11	ربِّ کریم کا تحفہ	03
13	معراج کے تحفے	04
15	شبِ معراج انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے خطبے	05
17	قصیدہ معراجیہ اور شبِ معراج کی منظر کشی	06
19	معراج کی حکمتیں	07
21	معراج جسمانی تھی یا روحانی؟	08
	نیکیوں کی عظمت اور گناہوں کی مذمت	
23	دعا کی عظمت و فضیلت اور حکمتیں	09
25	کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت	10
26	شبِ براءت	11
27	گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں	12
30	بددعائیں کیوں؟	13
32	کثرتِ استغفار	14
34	جھوٹی گواہی اور الزام تراشی کی مذمت	15
35	نیکی اور گناہ کا خیال	16

17	جھوٹ کی بدبو	37
18	بے باکیاں	38
19	لعنت کے اسباب	40
20	جہالت	42
21	جھوٹے الزامات	44
22	شبِ براءت اور آتش بازی	46
23	شبِ براءت کے پٹاخے / پیامِ امامِ اہلِ سنّت	48
24	آقا کا مہینا	49
25	قبرستان کی حاضری	50
26	پیغامِ امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ	51

صدقہ وخیرات اور زکوٰۃ وروزہ کی اہمیت، فضیلت، احکام

27	غریبوں کی مدد کیجئے	52
28	ہر نیکی صدقہ ہے	53
29	صدقہ وخیرات	54
30	مال خرچ کئے بغیر صدقے کا ثواب	55
31	زکوٰۃ کی حکمتیں اور آداب	56
32	آگ کے کنگن	58
33	پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا اور اس رات عبادت کرنا مع دارالافتاء اہلِ سنت کے دیگر اہم سوالات	61
34	گم شدہ مال کی زکوٰۃ کا حکم / سگے بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟ مع دیگر اہم اور دلچسپ سوالات	64

اصلاحی مضامین

35	امانت داری	67

36	گھر میں دینی ماحول بنانے کا ایک نسخہ	68

تذکرہ صالحین وصالحات (رجب المرجب)

37	تذکرہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ	69
38	حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	71
39	حضرت سیدنا ذوالبجادین رضی اللہ عنہ	73
40	حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ	75
41	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	77
42	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انقلابی کارنامے	79
43	عمرِ ثانی	80
44	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ	81
45	حضرت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	82
46	خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی دینی خدمات	83
47	ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ	84
48	خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت بھرے ملفوظات	85
49	وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال یا عرس رجب المرجب میں ہے	86

تذکرہ صالحین وصالحات (شعبان المعظم)

50	ام المؤمنین حضرت سیدتنا حفصہ رضی اللہ عنہا	96
51	حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ	97
52	حضرت سیدنا اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ	99
53	حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ	101
54	تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	103
55	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علم حدیث	105

56	فقاہتِ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ	107
57	حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی کارنامے	108
58	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تجارت	109
59	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی 8 خاص باتیں	111
60	حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ	112
61	حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ	114
62	حضرت سیدنا عثمان مروندی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	115
63	محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اور خدمت حدیث	116
64	شعبان المعظم کے چند اہم واقعات	117
65	وہ بزرگانِ دین جن کا یوم وصال یا عرس شعبانُ المعظم میں ہے	118

پہلے اسے پڑھئے

رَجَبُ المرجّب ہجری سن کا ساتواں جبکہ شعبان المعظم آٹھواں مہینا ہے۔ یہ دونوں مہینے اہلِ اسلام کے نزدیک بڑی اہمیت و فضیلت والے ہیں۔ ایک حدیثِ پاک میں دعاؤں کی قبولیت کے لئے پانچ راتوں کی اہمیت بیان ہوئی ہے ان میں سے دو راتیں انہی دو ماہ کی ہیں چنانچہ حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: پانچ راتیں ایسی ہیں جس میں دُعا رَد نہیں کی جاتی: (1) جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات (2) رجب کی پہلی (یعنی چاند) رات (3) پندرہ شعبان کی رات (یعنی شبِ براءت) (4) عیدُ الفطر کی (چاند) رات (5) عیدُ الاَضحیٰ کی (یعنی ذُوالحِجّہ کی دسویں) رات۔[1]

رجَبُ المرجّب حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے، حضرت سیّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَجۃُ الوَداع کے موقع پر خطبہ دیا، دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: زمانہ اپنی اسی ہیئت پر گردش کررہا ہے جس پر زمین وآسمان کی پیدائش کی گئی تھی، سال میں بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین لگاتار ذُوالقعدہ، ذُوالحجہ اور محرم اور قبیلۂ مُضَر والوں کا رجب جو کہ جُمادَی الاُخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔[2]

حضرت امام زَکَریّا قَزوِینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات: 682ھ) اور شارحِ بخاری حضرت سیّدُنا امام قَسطلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات: 923ھ) بیان فرماتے ہیں کہ کثیر احادیثِ مبارکہ ماہِ رجب کی عظمت و شان پر دلالت کرتی ہیں اس میں عبادتیں قبول اور دُعائیں مُستجاب ہوتی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں کوئی مظلوم شخص اگر ظالم کیلئے بددُعا کرنا چاہتا تو اپنا ارادہ ماہِ رجب تک مؤخّر کردیتا اور رجب کے آنے پر ظالم کے خلاف دعا کرتا تو وہ دُعا قبول ہوجایا کرتی تھی۔[3]

شعبانُ المعظم اُن پانچ مہینوں میں سے پہلا مہینا ہے جن کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے، پانچ مہینے یہ ہیں: (1) شعبان المعظم (2) رمضانُ المبارک (3) شوال المکرم (4) ذوالقعدۃ الحرام اور (5) ذوالحِجّۃ الحرام۔ اسی ماہ میں رمضانُ المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔[4] شعبان، شِعْب سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہیں گھاٹی۔ چونکہ اس مہینے میں خیر وبرکت کا عمومی نُزول ہوتا ہے، اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینا خیر وبرکت کا راستہ ہے۔[5]

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا سُمِّیَ شَعْبَانُ لِاَنَّہٗ یَتَشَعَّبُ فِیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ لِلصَّائِمِ فِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ، یعنی اس مہینے کو ”شعبان“ اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں، یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔[6]

حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: شعبان کا مہینا آتا تو مسلمان قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہوجاتے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کردیتے تاکہ کمزوروں اور مسکینوں کو بھی رمضان کے روزوں کی طاقت ملے۔[7]

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رجب المرجّب کا مہینا آتا تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ دُعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبٍ وَّ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ ترجمہ: یااللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔[8]

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے کہ رجب تُخْم (یعنی بیج) بونے کا مہینا ہے، شعبان پانی دینے اور رمضان کاٹنے کا کہ رجب میں نوافل میں خوب کوشش کرو، شعبان میں اپنے گناہوں پر رووَ اور رمضان میں رَبّ تعالیٰ کو راضی کرکے اس کھیت کو خیریت سے کاٹو، ان کے اس قول کا ماخذ یہ (بیان کردہ) حدیث ہے یعنی رجب میں ہماری عبادتوں میں برکت دے اور شعبان میں خشوع و خضوع دے، اور رمضان کا پانا اس میں روزے اور قیام نصیب کر۔[9]

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رَجَبٌ شَهْرُ اللهِ تعالٰی وَشَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُ اُمَّتِيْ یعنی رجب اللہ پاک کا مہینا ہے، شعبان میرا مہینا ہے اور رمضان میرے اُمّتیوں کا مہینا ہے۔[10]

الحمد للہ تعالیٰ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی میں بھی ان مہینوں کو خصوصی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے اور ان مہینوں میں نفلی روزے رکھنے کی خوب ترغیب دی جاتی ہے۔ دعوتِ اسلامی کی دیگر مجالس و شعبہ جات کے ساتھ ساتھ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ان مہینوں کی اہمیت و فضیلت کو مختلف انداز سے اجاگر کرنے کی سعی کرتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں مبارک مہینوں کی اہمیت بیان کرنے کے سلسلہ کو مزید بڑھانے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے گزشتہ سالوں کے شماروں میں سے ان مضامین کا مجموعہ پیش کیا جاتا ہے جو اللہ کی رحمت، گناہوں کی سزا، گناہوں سے توبہ، معراج شریف اور ان مہینوں میں آنے والے اعراس بزرگانِ دین سے مناسبت رکھتے ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ 72 سے زائد مضامین "معراجِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہم پر عنایتیں"، "رجب المرجب و شعبان المعظم کی مناسبت سے دعا، گناہوں کی مذمت اور توبہ پر مضامین"، "صدقہ و خیرات اور زکوۃ کی اہمیت، فضیلت اور احکام"، "تذکرہ صالحین و صالحات (رجب المرجب)" اور "تذکرہ صالحین و صالحات (شعبان المعظم)"، جیسے اہم ابواب کے تحت پیش کئے جارہے ہیں۔ اس مجموعہ کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور دوسروں کو بھی شیئر کیجئے نیز اسی طرح ہر ماہ بچوں، بڑوں، خواتین، تاجروں اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے لئے مفید اور معتبر و مستند ترین مضامین پڑھنے کے لئے اور

1... مصنف عبد الرزاق، 4/246، حدیث: 7957۔ لوامع الانوار، ص259 بتقدم و تاخر
2... بخاری، 2/376، حدیث: 3197
3... عجائب المخلوقات، ص69۔ لوامع الانوار، ص260 مفہوماً
4... حدائق الاولیاء، مجلس فی شہر شعبان، 2/592
5... مکاشفۃ القلوب، ص303
6... التدوین فی اخبار قزوین، 1/153
7... ماذا فی شعبان، ص44
8... معجم اوسط، من اسمہ علی، 3/85، حدیث: 3939

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❁ ہر مہینے کن کن اللہ کے نیک بندوں کا عرس ہے؟ ❁ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❁ عوام و خواص کے لئے قرآنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❁ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❁ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❁ علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❁ شیخِ طریقت، امیر اہلِ سنّت کے اصلاحی پیغامات ❁ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❁ معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج ❁ ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی اخلاقی، علمی، نفسیاتی اور معاشرتی خرابیاں اور ان کا علاج ❁ نوجوانوں، اسٹوڈنٹس، سربراہانِ خانہ اور والدین کو درپیش چیلنجز اور ان کا حل ❁ معاشرے کے مختلف کردار ماں، باپ، بہن، بھائی، استاد، شاگرد وغیرہ کو کیسا ہونا چاہئے؟ ❁ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❁ بچّوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❁ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی رہنمائی اور اس کے علاوہ بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 5 زبانوں (اردو، انگلش، ہندی، عربی اور گجراتی) میں شائع ہونے والے تحقیقی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے آج ہی اس نمبر پر واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

+92313-1139278

ابوالنّور راشد علی عطاری مدنی

ایڈیٹر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

23 جمادی الاخری 1443ھ

27 جنوری 2022ء

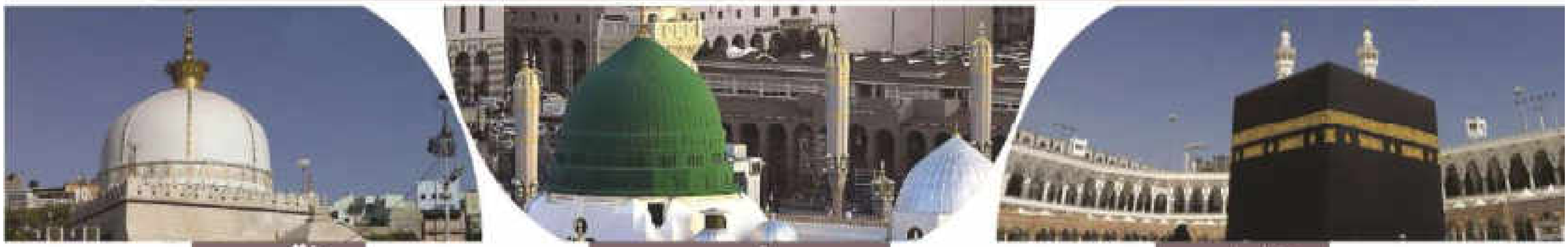

مناجات

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بُھول جاؤں نَزْع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

حدائقِ بخشش، ص132

از امام اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

نعت

ہم بھی ہیں گنہگاروں میں یاصاحبِ معراج
ہے نام طلب گاروں میں یاصاحبِ معراج

تم شمع ہو پروانوں میں سلطانِ دو عالَم
تم چاند ہو سیّاروں میں یاصاحبِ معراج

تم مالک و مختار ہو تم شافعِ محشر
عاصی میں خطاکاروں میں یاصاحبِ معراج

اب جانچ کھرے کھوٹے کی ہونے لگی آقا
ہلچل ہے سیہ کاروں میں یاصاحبِ معراج

کھوٹوں کا بھرم رکھ لیا بازارِ عمل میں
خود ہو کے خریداروں میں یاصاحبِ معراج

مَسکَن کے لیے پاؤں میں صحرائے مدینہ
مَدفَن ہو تو کُہساروں میں یاصاحبِ معراج

ایوبؔ کا مُنھ کیا ہے کہ خود قادرِ مُطلَق
واصِف ہے ترا یاروں میں یاصاحبِ معراج

شمائمِ بخشش، ص33

از مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

منقبت

شاہِ جُود و سخا غریب نواز
میرے مشکل کُشا غریب نواز

اس طرف بھی ذرا کرم کی نظر
ہے لگا آسرا غریب نواز

ہر گھڑی فیض عام ہے تیرا
واہ کیا ہے عطا غریب نواز

ہم تو مانگیں گے مانگے جائیں گے
جَم گیا بسترا غریب نواز

بھیک خواجہ ملے بھکاری کو
منتظر ہے گدا غریب نواز

والیِٔ ہند یامعین الدین
المدد سیِّدا غریب نواز

حالِ دل کیا بیاں کرے ایوبؔ
ہے عیاں مُدّعا غریب نواز

شمائمِ بخشش، ص41

از مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

مشکل الفاظ کے معانی: شہِ مشکل کُشا: مشکلیں دور کرنے والے سردار۔ نَزْع: جاں کنی، موت کی سختی۔ شادی: خوشی۔ شہِ جُود وعطا: سخاوت اور عطائیں فرمانے والے سردار۔ عیب پوشِ خلق: مخلوق کے عیب چھپانے والے۔ ستّارِ خطا: خطائیں چھپانے والے۔ بے باکیاں: بے حیائیاں۔ خوابِ گراں: بھاری نیند۔ شافعِ محشر: قیامت کے دن شفاعت کرنے والے۔ مَسکَن: ٹھکانہ۔ مَدفَن: قبر۔ کُہسار: پہاڑوں کی قطار۔ قادرِ مُطلَق: اللہ پاک۔ واصِف: تعریف کرنے والا۔ عیاں: ظاہر۔ مُدّعا: مقصد۔

دیدارِ الٰہی

مولانا شاہ زیب عطاری مدنی

ہر کمال وخوبی کی جامع اور ہر عیب و نقص سے پاک ذات، خالقِ کائنات، مالکِ اَرض و سماوات اللہ کریم کا دیدار سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور دنیا و آخرت میں سارے انعامات سے بڑا انعام ہے۔ دیدارِ الٰہی کے بارے میں اسلامی عقائد کیا ہیں؟ آیئے! جانتے ہیں۔

دنیا میں رب کا دیدار: دنیا کی زندگی میں اللہ پاک کا دیدار نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے خاص ہے، رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السّلام بلکہ اولیا کے لئے بھی حاصل ہے۔[1] معراج کی رات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ پاک کا دیدار اپنی سر کی آنکھوں سے جاگتے ہوئے کیا، یہی راجح اور جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ امام نووی اور علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے۔[2]

دیدارِ الٰہی پر چار روایات: 1 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: رَاَیْتُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یعنی میں نے اپنے رب تبارَک وتعالیٰ کو دیکھا ہے۔[3] 2 حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ یعنی محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔[4] قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْاَشْهَرُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی رَبَّهٗ بِعَیْنِهٖ کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے مشہور قول کے مطابق نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار کیا۔[5] 3 حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اللہ پاک کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں: لَقَدْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ کہ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیدارِ الٰہی کیا ہے۔[6] 4 حضرت امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَنَّهٗ رَاٰی اللهَ تَعَالٰی بِبَصَرِهٖ وَعَیْنَیْ رَاْسِهٖ کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار کیا۔[7]

خواب میں دیدارِ الٰہی: جُمہور علما رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک دنیا میں خواب کی حالت میں دیدارِ الٰہی ممکن ہے، محال نہیں، بلکہ واقع ہے جیسا کہ بہت سے اَسلاف سے منقول ہے۔[8] چنانچہ 1 شیخ عبدُ الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں خواب میں دیدارِ الٰہی ہو سکتا ہے بلکہ ہوا بھی ہے، ہمارے امامِ اعظم بھی اس نعمت سے مشرف ہوئے ہیں۔[9] 2 علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم ترمذی، شمسُ الائمہ علامہ کردری اور حمزہ الزیات وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خواب میں اللہ پاک کے دیدار سے مشرف ہوئے ہیں۔[10] 3 امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حمزہ الزیات کہتے تھے: میں نے اپنے رب کے سامنے سورۂ یٰسٓ اور طٰہٰ کی قراءت کی ہے۔[11]

4 حضرتِ سیّدُنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں خواب میں دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوا، میں نے عرض کی: اے رب! تیرے نزدیک کون سا عمل افضل ہے جس کے ذریعے مقربین تیرا قرب حاصل کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے احمد! وہ

میرا پاک کلام (قرآنِ پاک) ہے۔ میں نے عرض کی: اے رب! اسے سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے پڑھے۔ ارشاد فرمایا: سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے۔[12]

آخرت میں رب کا دیدار: آخرت میں مؤمنوں کو رب کا دیدار نصیب ہو گا اور مؤمنین جنت میں سَر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار کریں گے۔[13] لیکن یہ دیدار جہت، مکان اور شکل وصورت سے پاک ہو گا۔[14] پھر کیسا ہو گا؟ اس کے جواب میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اُس وقت بتادیں گے۔[15] اس کا انکار کرنا، فسق اور گمراہی ہے۔[16] حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ جنت میں ہر مؤمن کو دیدارِ الٰہی ہوا کرے گا مرد ہوں یا جنتی عورتیں، عورتوں کے متعلق اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ انہیں بھی دیدار ہو گا۔[17] آخرت میں دیدارِ الٰہی ہونے کے بارے میں صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی اہلِ سنت کا عقیدہ، قرآن وحدیث و اجماع کے دلائلِ کثیرہ اس پر قائم ہیں۔[18] (1) قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌۙ(۲۲) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌۚ(۲۳)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔[19] (2) یونہی ایک اور مقام پر ارشاد ہوا: ﴿لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌؕ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد۔[20] اس آیت کے تحت تفسیر درِ منثور میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی کتبِ صحیح کی احادیث و آثار کی روشنی میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ آیت میں "زیادۃ" سے مراد آخرت میں جنتیوں کو دیدارِ الٰہی کا نصیب ہونا ہے۔ مزید یہ کہ علّامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ یہی جمہور سلف کی رائے ہے۔[21] (3) مدینے کے تاجدار، شفیعِ روزِ شمار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ پاک ان سے ارشاد فرمائے گا: "اگر تمہیں مزید کسی چیز کی خواہش ہو تو میں وہ زیادہ فرمادوں۔" جنتی عرض کریں گے: "کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات عطا فرما کر اپنی جنت میں داخل نہیں فرمایا؟" آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "اس کے بعد اللہ پاک ان کے سامنے سے پردے اٹھا دے گا۔ پس انہیں اپنے رب کے دیدار سے بڑھ کر محبوب کوئی چیز عطا نہیں کی جائے گی۔"[22]

(4) حضرت جریر بن عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں رات کے وقت حاضر تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور اسے دیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہ کرو گے۔[23]

---

(1) بہارِ شریعت، 1/ 20، 21 ملتقطاً (2) شرح الشفاء، 1/ 425 (3) مسند احمد بن حنبل، 1/ 611، حدیث: 2580 (4) ترمذی، 5/ 185، حدیث: 3290 (5) الشفاء، 1/ 196 (6) الشفاء، 1/ 197 (7) الشفاء، 1/ 198 (8) المعتقد المنتقد، ص58 (9) اشعۃ اللمعات، 4/ 449 (10) منح الروض الازھر، ص151 (11) الیواقیت والجواہر، ص162 ماخوذاً (12) احیاء العلوم، 1/ 364 (13) منح الروض الازھر، ص148، 149 (14) النبراس، ص161 (15) بہارِ شریعت، 1/ 22 (16) المعتقد المنتقد، ص58، صراط الجنان، 3/ 170 (17) مراٰۃ المناجیح، 7/ 517 (18) خزائن العرفان، ص1071 (19) پ29، القیامۃ: 22، 23 (20) پ11، یونس: 26 (21) منح الروض الازھر، ص149 (22) مسلم، ص95، حدیث: 449 (23) بخاری، 1/ 203، حدیث: 554۔

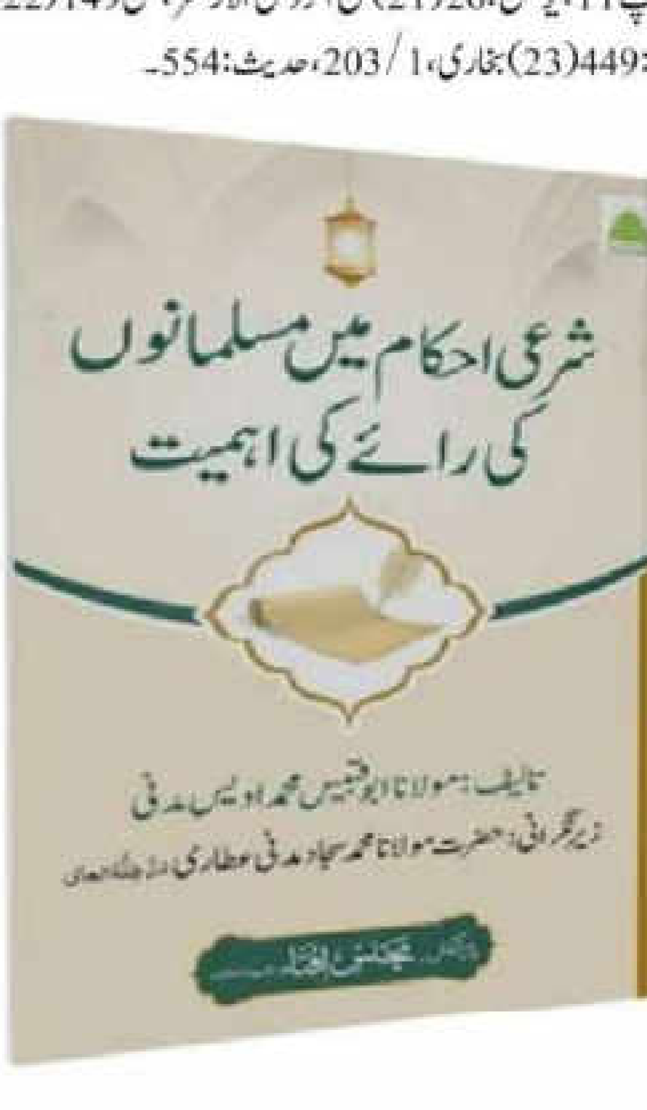

ربِّ کریم کا تحفہ

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

زمانے بھر کا دستور ہے کہ لوگ تحائف کی قدر کرتے ہیں، بالخصوص جب تحفہ کسی بڑی شخصیت سے ملے تو اُسے سنبھال کر رکھا جاتا اور اپنی قسمت پر ناز کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ تحفوں کی قدر نہیں کرتے یا تحفہ دینے والے کا شکریہ ادا نہیں کرتے تو ایسے لوگ مُعاشرے میں اچّھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ میں جس تحفے کی طرف توجّہ دلانا چاہتا ہوں وہ مخلوق کا نہیں بلکہ خالقِ کائنات اللہ پاک کا دیا ہوا ہے جو شبِ معراج پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے مسلمانوں کو عطا فرمایا گیا، اس تحفے کو آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا، حَجَّۃُ الْوَدَاع کے خطبے میں بھی لوگوں کو اس تحفے کی قدر کرنے کی تاکید فرمائی، اس تحفے کے ذریعے بندہ اپنے ربِّ کریم کی رِضا، خوشنودی اور قُرب پانے میں کامیاب ہوسکتا ہے، یقیناً وہ تحفہ نماز ہی ہے، اعلانِ نَبُوّت کے گیارہویں سال اسلام میں سب اعمال سے پہلے نماز کو ہی فرض کیا گیا، حدیثِ پاک کے مطابق حضراتِ انبیائے کرام علیہمُ السّلام اب بھی اپنی اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں، شبِ معراج جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجدِ اقصیٰ پہنچے تو وہاں پر بھی نماز کا ہی اہتمام کیا گیا، جب بھی کوئی اَہم مُعاملہ درپیش ہوتا تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز پڑھتے، جسے ”نمازِ حاجت“ کہا جاتا ہے، سورج کو گہن لگتا تو نماز کی طرف مُتوجِّہ ہوتے، جب قحط سالی ہوئی اور پانی کی قِلّت کا مسئلہ لے کر لوگ بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے تو اس وقت بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو نماز کی تعلیم دی، جسے ”نمازِ اِسْتِسْقاء“ کہا گیا، حضرت سیّدنا رَبیعہ بن کَعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے جنّت میں ساتھ رہنے کی تمنّا کا اظہار کیا تو انہیں بھی نفل نماز کی کثرت کی تلقین فرمائی۔ آیاتِ قراٰنیہ ہوں یا احادیثِ کریمہ، صحابۂ کرام کے فرامین ہوں یا ائمۂ اسلام کے ارشادات! جابجا نماز کی اَہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ مگر بدقسمتی سے آج مسلمانوں کی ایک بھاری تعداد کو اس تحفۂ خداوندی کی قدر نہیں ہے، فی زمانہ مسلمانوں کی اکثریت نماز سے دُور ہے اور جو پڑھتے ہیں ان میں سے ایک بڑی تعداد کو درست قراٰنِ پاک پڑھنا نہیں آتا، انہیں نماز کے ضروری مسائل سے واقفیت نہیں ہوتی۔ مخلوق کے تحفوں کی ناقدری کرنے والوں کو لوگ ناقدرے اور نالائق ٹھہراتے ہیں تو اندازہ کیجئے کہ جو اپنے پیدا کرنے والے مالک و مولیٰ اللہ کریم کی طرف سے ملے ہوئے تحفے کی قدر نہ کرے تو شریعت کی نگاہ میں وہ کتنا بڑا بدبخت اور نالائق ہوگا، بے نمازی جہاں نماز کے فضائل و برکات سے خود کو محروم کرتا ہے وہیں دنیا و آخرت میں ملنے والی کئی طرح کی سزاؤں کا بھی خود کو مستحق ٹھہرالیتا ہے۔ **بے نمازی کے ساتھ کیا ہوگا؟** قیامت کے دن سب سے پہلے تارکینِ نماز کے منہ کالے کئے جائیں گے، اللہ پاک انہیں اوندھا کرکے دوزخ میں ڈال دے گا، جان بُوجھ

کر نماز چھوڑنے والے سے اللہ و رسول بَرِیُ الذِّمّہ ہیں، اس کی عمر سے بَرَکت چھین لی جاتی ہے، اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی مٹ جاتی ہے، اس کی دعا آسمانوں کی طرف بلند نہیں ہوتی، نیکوں کی دعاؤں میں اس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا، وہ ذلیل ہو کر مرے گا، بھوکا اور پیاسا مرے گا، قبر اس پر تنگ ہوگی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی، اس کی قبر میں آگ بھڑکائی جائے گی جس کے انگاروں پر وہ رات دن لوٹتا رہے گا، قبر میں اس پر ایک اژدھا (بڑا سانپ) مُسلّط کردیا جائے گا، قیامت کے دن اس کے چہرے پر تین سطریں لکھی ہوں گی: **پہلی**: اے اللہ کے حُقوق ضائع کرنے والے! **دوسری**: اے اللہ کی ناراضی کے لئے مخصوص! اور **تیسری** سطر یہ ہوگی کہ جیسے تُو نے اللہ کے حُقوق دنیا میں ضائع کئے ہیں ایسے ہی تُو آج اللہ کی رحمت سے نااُمید ہوگا۔ جہنّم میں ایک وادی ہے جسے ”لَمْلَم“ کہا جاتا ہے، اس میں سانپ رہتے ہیں ہر سانپ اُونٹ جتنا موٹا اور ایک ماہ کے سفر کے برابر طویل ہوگا وہ بے نمازی کو ڈسے گا اس کا زہر ستّر سال تک بے نمازی کے جسم میں جوش مارتا رہے گا، پھر اس کا گوشت گل جائے گا۔
(ماخوذ از بہارِ شریعت، مکاشفۃ القلوب)

نمازکے فضائل و برکات ایک نظر میں

نماز رِضائے الٰہی اور قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے ❀ وزنِ اعمال کے وقت نمازی کے لئے حُجّت و دلیل ہے ❀ اس سے مسجدوں کی زینت اور آبادی ہے ❀ فرشتوں کی تمام عبادتوں کی جامع ہے ❀ یہ بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے ❀ بلائیں ٹالتی اور عذابِ الٰہی سے نجات بخشتی ہے ❀ حلِّ مشکلات کا بہترین ذریعہ ہے ❀ غم کو سکون سے بدلتی ہے ❀ غرور و تکبُّر کو توڑتی ہے ❀ بندے کو خشیّتِ الٰہی (خوفِ خدا) سے زینت دیتی ہے ❀ افلاس و تنگدستی (غُربت) کو دُور کرتی ہے ❀ بندے کو اللہ پاک کے ذِکْر کا شرف دلاتی اور اس قابل بناتی ہے کہ وہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِین بندے کا ذِکْر فرماتا ہے ❀ مسلمانوں کا ہتھیار اور ان کی حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے ❀ قبر کے اندھیرے کو روشنی سے بدلتی ہے ❀ بارگاہِ الٰہی میں نمازیوں کا ہر صبح و شام تذکرہ ہوتا ہے ❀ نمازیوں کو رحمت کے فرشتے ڈھانپ لیتے ہیں ❀ نمازی کے لئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ❀ نمازی اور ربِّ کریم کے درمیان سے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں ❀ عوارفُ المعارف شریف میں ہے کہ نماز میں چار مختلف حالتیں ہیں: قیام، قُعود، رُکوع، سُجود اور چھ طرح کے ذِکر ہیں: تلاوتِ قراٰن، تسبیح، حمدِ الٰہی، اِسْتِغفار، دعا اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرود شریف۔ یہ کُل دس چیزیں ہوئیں اور یہی دس چیزیں فرشتوں کی دس صَفوں میں تقسیم کی گئی ہیں، ان میں ہر صَف دس ہزار فرشتوں پر مشتمل ہے، لہٰذا نماز کی دو رکعتوں میں وہ کچھ موجود ہے جو ایک لاکھ فرشتوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ (ماخوذ از، ہماری نماز، تصنیف مفتی خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ علیہ)

میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: بچّی بات یہ ہے کہ دعوتِ اسلامی مسجد بھرو تحریک ہے کہ مسجدیں بھرو، نمازی بنو! نمازی بناؤ! اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشق کی شمع اپنے دل میں روشن کرو اور اپنے آپ کو سنّتوں کے سانچوں میں ڈھالو۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں ادا کیجئے اور دیگر مسلمانوں کو بھی نیکی کی دعوت دیتے ہوئے نمازی بنایئے اور اس تحفۂ خداوندی کی قدر کیجئے۔

عمل کا ہو جذبہ عطا یاالٰہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یاالٰہی

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت
ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش (مرمم)، ص102)

ابو محمد عطاری مدنی*

معراج کے تحفے

حضور نبیِّ کریم، رءُوف رَّحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اعلانِ نبوّت کے بارھویں سال، 27 رَجَبُ الْمُرَجَّب کی رات سفرِ معراج کی سعادت حاصل ہوئی۔ (خزائن العرفان، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ:1، ماخوذا) سفرِ معراج میں جہاں کئی معجزات ظاہر ہوئے اور شانِ مصطفٰے کی بلندی آشکار (نمایاں) ہوئی وہیں ربِّ مصطفٰے کی طرف سے صاحِبُ التَّاج وَ الْمِعْراج صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تحائف بھی عطا ہوئے مثلاً دیدارِ باری تعالٰی، بلاواسطہ کلام، سورۂ بقرہ کی آخری آیات، پنجگانہ نماز کی فرضیّت۔

1 دیدارِ باری تعالٰی: علامہ شہابُ الدّین احمد خَفاجی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: صحیح مذہب یہ ہے کہ نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ معراج سَر کی آنکھوں سے اپنے رب تعالٰی کو دیکھا جیسا کہ اکثر صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضْوَان کا مذہب ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفاء، 3/144) یاد رہے کہ دنیا میں جاگتی آنکھوں سے پَرْوَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کا دیدار صرف سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خاصّہ ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/20 ماخوذا)

2 گفتگو کا شرف: جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی: ”اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ یعنی تمام قولی، بدنی اور مالی عبادات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں“ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اے نبیِّ مکرّم! تجھ پر سلام ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں“ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چاہا کہ سلام میں آپ کی اُمّت کا حصّہ بھی ہو جائے لہٰذا عرض کی: ”اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللہِ الصّٰلِحِیْن یعنی ہم پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں پر سلام ہو“ حضرتِ سیّدنا جبرائیل امین علیہِ السَّلام اور تمام آسمانی فرشتوں نے کہا: ”اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں“۔ (تفسیر قرطبی، پ3، البقرہ، تحت الآیۃ: 285، 2/322) حضرت علّامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے شبِ معراج اپنے محبوب کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بغیر واسطے کے کلام فرمایا۔ (فتح الباری، 8/185)

3 سورۂ بقرہ کی آخری آیات: معراج کی رات اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا فرمائیں۔ یہ دو آیات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔ (روح البیان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:286، 1/449 ملخصاً)

4 اُمّتِ محمدی کے لئے بخشش کی بشارت: معراج کی رات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ بشارت اُمّتِ محمدیہ کو دی گئی کہ جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بخشش فرما دے گا۔ (ایضاً)

5 معراج کا خصوصی تحفہ: حضرتِ سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالٰی نے میری اُمّت پر 50 نمازیں فرض فرمائیں، میں یہ لے کر واپس ہوا حتّٰی کہ حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) کے پاس سے گزرا تو انہوں نے

* ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

پوچھا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی اُمّت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان پر 50 نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السّلام نے مجھے کہا: آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے، آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں کہ میں واپس رب تعالیٰ کی بارگاہ میں گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک حصّہ معاف فرمادیا، فرماتے ہیں کہ میں پھر موسیٰ علیہ السّلام کی طرف لوٹا اور انہیں اس کی خبر دی، انہوں نے کہا: آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیے، آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں اپنے رب کے پاس واپس لوٹا تو رب تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں پانچ ہیں اور حقیقت میں پچاس ہی ہیں ہمارے ہاں فیصلے میں تبدیلی نہیں کی جاتی۔ (مسلم، ص89، حدیث:415)

مشہور مفسّر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: یہ خاص تحفہ تھا جو اُمّتِ محمدیہ کو حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی معرفت دیا گیا۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/144)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نماز اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خصوصی تحفہ ہے جو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے ہمیں نصیب ہوا۔ لہٰذا اس تحفۂ خداوندی کی حفاظت کریں اور پانچوں وقت کی نَماز باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا خوب اہتمام کریں۔

مسجد بھرو تحریک! جاری رہے گی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سوال: مکّی سورتوں میں سب سے بڑی سورت کون سی ہے؟

جواب: سورۃ الاَعراف۔ (صراط الجنان، 3/263)

سوال: حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کس ماہ میں ہوئی؟

جواب: رجب المرجّب میں۔ (زرقانی علی المواھب، 1/504)

سوال: انبیائے کرام علیہم السّلام نے مسجدِ اقصیٰ میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اقتدا میں باجماعت نماز ادا فرمائی تھی، وہ کونسی نماز تھی؟

جواب: تحیۃُ المسجد[1] کی نماز تھی۔

(مرقاۃ، 10/167، تحت الحدیث:5863)

سوال: جنّت کی وہ کون سی نہر ہے جو اسلامی مہینے کے نام پر ہے؟

جواب: جنّت کی ایک نہر کا نام ''رجب'' ہے اور اسلامی سال کے ساتویں مہینے کا نام بھی رجب ہے۔ (شعب الایمان، 3/368، حدیث:3800)

سوال: صحیح مسلم کی شرح لکھنے والے عالمِ دین امام یحییٰ بن شرف نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال کب ہوا؟

جواب: 24 رجب المرجّب سن 676 ہجری میں۔

(دلیل الفالحین، 1/21)

سوال: غزوۂ تبوک کب ہوا؟

جواب: رجب المرجّب سن 9 ہجری میں۔

(سیرت ابن ہشام، ص514)

---

(1) مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے دو رکعت نماز پڑھنا سنّت ہے اسی کو تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/674 ماخوذاً)

شبِ معراج
انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے خُطبے

مولانا خضر حیات عطّاری مدنی*

پیارے اسلامی بھائیو! سفرِ معراج میں متعدّد ایسے ایمان افروز معاملات وقوع پذیر ہوئے جن سے نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت خوب ظاہر ہوئی، ان میں سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بیتُ المقدّس میں دیگر انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے ساتھ جمع ہونا اوران کی امامت فرمانا بھی ہے۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ عیاں ہو معنیِ اوّل آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے[1]

بیتُ المقدس میں پڑھی جانے والی اس مبارک نماز کے بعد بعض جلیلُ القدر انبیائے کرام علیہمُ السّلام نے خُطبے ارشاد فرمائے جن میں اللہ پاک کی حمد کی اور اس کی رحمتوں اور نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔ آخر میں حضورِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اور اپنی اُمّت کی زبردست شان اور کمالات کو بیان فرمایا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے خطبے:

1 سب سے پہلے حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل (یعنی گہرا دوست) بنایا، مجھے ملکِ عظیم عطا فرمایا، اپنا فرمانبردار اور لوگوں کا امام بنایا یعنی میری پیروی کی جائے گی۔ مجھے آگ سے بچایا اور اسے میرے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنا دیا۔[2]

2 پھر حضرتِ سیّدُنا موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے مجھے ہم کلامی کا شرف بخشا،[3] اپنی رسالت اور کلام کے ذریعے مجھے اپنا برگُزیدہ (یعنی منتخب) بندہ بنایا، مجھے نَجی (یعنی بغیر کسی فرشتہ کے واسطہ اللہ پاک سے کلام کرنے والا) بنا کر اپنا قرب عطا فرمایا، مجھ پر تورات اتاری، میرے ذریعے فرعون کو ہلاک فرمایا اور بنی اسرائیل کو نجات بخشی۔

3 ان کے بعد حضرتِ سیّدُنا داؤد علیہ السّلام نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے جس نے مجھے بادشاہت عطا فرمائی، مجھ پر زَبور نازل فرمائی، لوہے کو میرے لئے نرم کیا،[4] پرندوں اور پہاڑوں کو میرا فرمانبردار کیا، مجھے حکمت اور فصلِ خطاب (یعنی علمِ قضا جو حق و باطل میں فرق و تمیز کر دے) عطا فرمایا۔

4 حضرتِ سیّدُنا سلیمان علیہ السّلام نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے جس نے ہواؤں، جنات اور انسانوں کو میرے تابع کر دیا، سرکش جنات کو میرا فرمانبردار کر دیا کہ وہ میری مرضی سے عالیشان عمارتیں اور تصویریں بناتے تھے،[5] مجھے پرندوں اور ہر چیز کی بولی سکھائی، میرے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، مدرس جامعۃ المدینہ ملتان

ایسی بادشاہت عطا فرمائی کہ میرے بعد کسی کے لئے نہ ہوگی۔

5 ان کے بعد حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ علیہ السّلام نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جس نے مجھے توریت اور انجیل سکھائی، مجھے اپنی اجازت سے یہ قدرت دی کہ میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو صحتیاب کرتا اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ مجھے بلند کیا،(6) مجھے کافروں سے نجات عطا فرمائی، مجھے اور میری والدہ کو شیطان مردود کے شر سے پناہ دی کہ ہم پر اس کا کچھ قابو نہیں رہا۔

6 جب انبیائے کرام علیہمُ السّلام اللہ پاک کی حمد و ثنا اور اپنے اُوپر اس کی رحمتیں و عطائیں بیان کرچکے تو تمام نبیوں کے سردار، احمدِ مختار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: آپ نے اپنے ربّ کی حمد و ثنا بیان کی اور اب میں اپنے ربّ کی تعریف و ثنا بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کی ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام انسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، مجھ پر حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب (قراٰنِ کریم) نازل فرمائی جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے، میری اُمّت کو بہترین اُمّت بنایا جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی۔ اللہ پاک نے میری اُمّت کو سب سے افضل اُمّت بنایا جو (جنّت میں داخلے کے اعتبار سے) اوّل اور (دنیا میں آنے کے اعتبار سے) آخری اُمّت ہے۔ اللہ کریم نے میرا سینہ کُشادہ فرمایا اور مجھ سے میرا بوجھ دُور فرما دیا، میرے لئے میرا ذِکر بلند فرما دیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ عظیمُ الشّان فضائل سُن کر حضرت سیّدُنا ابراہیم علیہ السّلام نے دیگر انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے فرمایا: بِھٰذَا فَضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ یعنی اِنہی عظمتوں کی وجہ سے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آپ سب پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔(7)

دیگر انبیا کے حمدِ الٰہی کے ساتھ اپنے فضائل بیان کرنے کی حکمت: آدمی جب کسی کو اپنے سے بہتر حال میں دیکھے تو اس کو چاہئے کہ خدا پاک کے جو احسانات اس پر ہیں ان کو یاد کرے اور اس کا شکر بجالائے کہ جس پروردگار نے اس کو ایسا مرتبہ عطا فرمایا میرے لائق مجھے بھی عطا فرمایا ہے۔(8)

معراج کے بارے میں مزید معلومات کے لئے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے سابقہ سالوں کے رجب المرجب کے شمارے بھی مفید ہیں۔

---

(1) حدائقِ بخشش، ص232 (2) نمرود اور اس کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جب آگ میں ڈالا تو وہ آگ آپ کے لیے گلزار اور سلامتی والی بن گئی۔ (پ17، الانبیاء:69) (3) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے جہاں اللہ کریم کا کلام بغیر کسی واسطے کے سنتے۔ (4) اللہ کریم نے یہ آپ کو معجزہ دیا تھا کہ لوہا آپ کے دستِ مبارک میں آکر موم یا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو جاتا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کے اور بغیر ٹھونکے پیٹے بنا لیتے تھے۔ (خزائن العرفان، پ22، سبا، تحت الآیۃ:10) (5) اُس شریعت میں تصویر بنانا حرام نہ تھا۔ (خزائن العرفان، پ22، سبا، تحت الآیۃ:13) (6) مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ابھی تک ظاہری وفات نہیں پائی بلکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا تھا، آپ قیامت کے قریب دنیا میں تشریف لائیں گے آپ کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا ختمِ نبوت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے آخری نبی جنابِ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نائب کے طور پر تشریف لائیں گے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شریعت کے مطابق احکام جاری فرمائیں گے۔ (ماخوذ از: خصائص کبریٰ، 2/329) (7) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400 ملخصاً (8) الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، ص280 ملخصاً۔

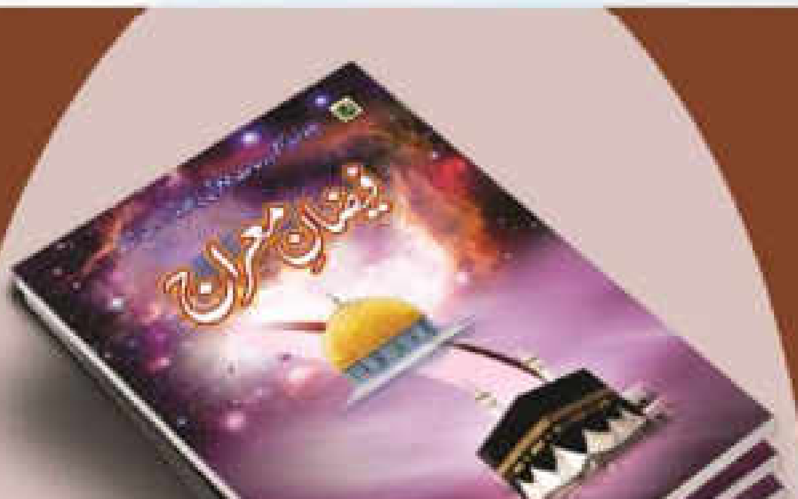

معجزۂ معراج کا تفصیلی بیان پڑھنے کے لئے یہ کتاب ”مکتبۃُ المدینہ“ سے حاصل کیجئے یا اس QR Code کے ذریعے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

اشعار کی تشریح

قصیدۂ معراجیہ اور شبِ معراج کی منظر کشی

راشد علی عطاری مدنی*

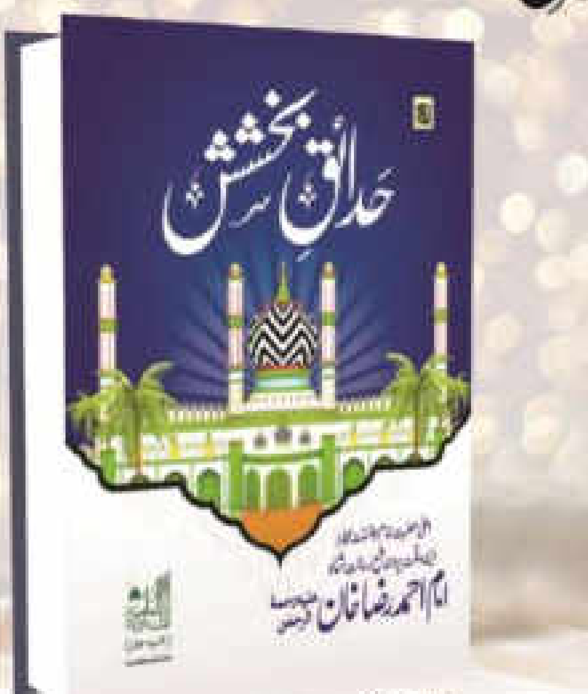

اللہ پاک نے امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے قلم کو ایسی جامعیّت (comprehensiveness) اور قوّت عطا فرمائی کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے جس مسئلہ کی تحقیق (research) میں کوئی کتاب، رسالہ یا فتویٰ تحریر فرمایا تو اُس مسئلے کو اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْس (یعنی خُوب واضح) فرمادیا۔ یونہی جس موضوع پر بھی اَشعار لکھے تو اُس کی مَنظر کَشی (visualizing) کا حق ادا فرمادیا، جسے دیکھ کر فنِّ شاعری کے ماہرین حیران ہو جاتے ہیں۔ اس کی زبردست مثال اِنتہائی مختصر سے وقت میں لکھا جانے والا "قصیدۂ معراجیہ" ہے، جو کہ 67 اَشعار پر مشتمل ہے۔ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدے میں حَسین تخیُّلات (خوبصورت خیالات imaginations) کے ساتھ ساتھ جابجا آیاتِ قراٰنیہ اور اَحادیثِ نَبَوِیّہ کی زبردست ترجُمانی فرمائی ہے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدے میں سفرِ معراج کے مختلف مرحلوں (stages) کو بڑے فصیح و بلیغ اَلفاظ میں پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اِس قصیدے میں اُردو کے اِستعاروں اور مُحاوروں (idioms) کا کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اس قصیدے کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مجدِّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے واقعۂ معراج کی مناسَبت سے کعبہ و حطیم، مسجدِ اَقصیٰ و نمازِ اَقصیٰ، جبرئیل و بُراق، آسمان و عرشِ اَعظم، سِدرۃُ المنتہیٰ و جنّت اور لامکان و دیدارِ رحمٰن کا تذکرہ بڑے لطیف اَنداز میں فرمایا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کسی کو سفرِ معراج کا مختصر بیان اُردو زبان میں پڑھنا ہو تو وہ امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس مبارَک اور منفرِد (unique) "قصیدۂ معراجیہ" کو ملاحَظہ کرلے۔ ذیل میں اِسی قصیدے کے چند اَشعار اور ان میں بیان کئے جانے والے مضامین کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1 وہ سَرْوَرِ کِشْوَرِ رِسالت، جو عَرش پر جلوہ گر ہوئے تھے ۔۔۔ نئے نِرالے طَرَب کے ساماں، عَرَب کے مہمان کے لئے تھے

(الفاظ و معانی: سَرْوَر: بادشاہ۔ کِشْوَر: مُلک / دیس۔ جلوہ گر: سج دھج کے آنا۔ طَرَب کے ساماں: خوشی و مسرّت کے اسباب)

مذکورہ بالا شعر "قصیدۂ معراجیہ" کا مَطلع (پہلا شعر) ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ مُلکِ رسالت کے بادشاہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معراج کی شب عرشِ اعظم پر جلوہ فرما ہوئے تھے اور قُدرت کی جانب سے عَرَب کے مہمان، رسولِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خاطر کائنات میں خوشی و شادمانی کے اَسباب کا اہتمام (arrangement) کیا گیا تھا۔

2 نمازِ اَقصیٰ، میں تھا یہی سِرّ، عیاں ہوں معنیٔ اَوّل آخر ۔۔۔ کہ دَست بَستہ، ہیں پیچھے حاضر، جو سَلطنت آگے کر گئے تھے

(الفاظ و معانی: سِرّ: راز۔ عیاں: واضح۔ دست بستہ: ہاتھ باندھ کر)

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں تمام اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کی اِمامت فرمائی تھی، چنانچہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَام فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَمَمْتُهُمْ "یعنی میری خاطر انبیائے

* مُدرِّس جامعۃ المدینہ، فیضانِ اولیا، کراچی

کرام علیہم السّلام کو (مسجدِ اَقصیٰ) میں جمع کیا گیا تو جبرئیل علیہ السّلام نے مجھے آگے بڑھایا یہاں تک کہ میں نے انبیائے کرام علیہم السّلام کی امامت فرمائی۔" (نسائی، ص81، حدیث:448) مذکورہ بالا شعر میں امامُ الانبیاء صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو تمام نبیوں کی اِمامت کے لئے آگے بڑھائے جانے کی ایک حکمت کو بیان کیا گیا ہے کہ اِس (آگے بڑھائے جانے) کے ذریعے قدرت کا مقصود مخلوق کو اوّل و آخر کا معنیٰ و مفہوم بتلانا تھا، یوں کہ بظاہر سب سے آخر میں تشریف لانے والے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم مقام و مرتبے میں سب نبیوں سے اوّل (یعنی پہلے) ہیں، چنانچہ تمام انبیائے کرام علیہم السّلام معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں رسولِ اعظم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے مقتدی بن کر ہاتھ باندھے پیچھے کھڑے تھے۔

3 تھکے تھے رُوحُ الامیں کے بازو چُھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو　　رِکاب چُھوٹی اُمید ٹُوٹی نِگاہِ حسرت کے وَلوَلے تھے

(الفاظ و معانی: رُوحُ الامیں: حضرت جبرائیل علیہ السّلام۔ رِکاب: گھوڑے پر چڑھنے کا لوہے کا حلقہ۔ وَلولے: جوش)

سفرِ معراج میں سِدرۃُ المنتہیٰ پر پہنچ کر جب جبریلِ اَمین علیہ السّلام رُک گئے تو سُلطانِ اَعظم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے جبریل! کیا ایسے مقام پر ایک خلیل (یعنی دوست) اپنے خلیل کو چھوڑ دیتا ہے؟ تو جبریل علیہ السّلام نے عرض کی: اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْر "یعنی اگر میں اِس مقام (سدرۃُ المنتہیٰ) سے آگے بڑھا تو نُور کی وجہ سے جَل جاؤں گا۔" (مواہب لدنیہ، 381/2) ذکر کردہ شعر میں اِسی حالت (condition) کی منظر کشی کی گئی ہے۔

4 جُھکا تھا مُجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا　　یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

(الفاظ و معانی: مُجرے: آداب / سلامی۔ بزمِ بالا: آسمان کے فرشتے)

صُوفیا نے بیان فرمایا ہے: جب نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم (سفرِ معراج میں) عرشِ اَعظم تک پہنچے تو عرش نے آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے دامنِ کرم کو تھام لیا۔ (مواہب لدنیہ، 388/2) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو یوں بیان فرمایا ہے کہ معراج کی رات گویا عرشِ اعظم سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو سَلامی پیش کرنے کے لئے جھکا، فرشتوں نے ربِّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر کیا، عرش تو قدمِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم سے آنکھیں مَل رہا تھا اور فرشتے آپ علیہ السّلام کے اِرد گرد نِثار ہو رہے تھے۔

5 بڑھ اے محمد! قَریں ہو احمد! قریب آ سَرورِ مُمَجَّد!　　نِثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سَماں تھا یہ کیا مزے تھے

(الفاظ و معانی: قریں ہو: پاس آؤ۔ سرور: سردار۔ مُمَجَّد: بزرگی والے۔ سماں: منظر)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں ایک روایت کا ترجمہ بھی شامل ہے۔ چنانچہ جب رسولِ ذیشان صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم معراج کی رات سفر کرتے ہوئے قُربِ الٰہی کے خاص مقام میں پہنچے تو آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو نِدا (یعنی آواز) دی گئی: اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ، اُدْنُ یَا اَحْمَد، اُدْنُ یَا مُحَمَّد قریب ہو اے ساری مخلوق سے بہتر محبوب! قریب آؤ اے احمد! آگے بڑھو اے محمد! (صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) (مواہب لدنیہ، 2/381)

6 وہ بُرجِ بَطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سَیر کو سدھارا　　چمک پہ تھا خُلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

(الفاظ و معانی: برجِ بطحا: مکّہ کی زمین / مکّہ کا گنبد۔ ماہ پارہ: چاند / نہایت حَسین۔ بہشت: جنّت۔ خُلد: جنّت۔ قمر: چاند)

اس شعر میں قلمِ رضا نے بیان فرمایا کہ مالکِ جنّت صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم شبِ معراج جنّت کی سیر کرنے کیلئے روانہ ہوئے، یوں جنّت کی قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا کہ آسمانِ نبوّت کے کامل چاند صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم جنّت میں قدم رنجہ ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلَّی

صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ معراج جنّت میں تشریف لے جانے سے متعلّق ارشاد فرمایا: ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَاِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَ اِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ ”یعنی پھر مجھے جنّت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں اور اُس کی مٹی مُشک تھی۔“ (مسلم، ص89، حدیث:415)

7 خُدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے　　ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نُور کے تڑکے آلیے تھے

(الفاظ و معانی: کروروں منزل: بہت زیادہ جگہوں۔ نور کے تڑکے: سویرے کی روشنی)

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر کئی روایات وتفاسیر کا خُلاصہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے حبیبِ اکبر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شبِ معراج صدیوں کا سفر رات کے اِنتہائی معمولی سے وقت میں طے کروا دیا، زنجیر ہل رہی تھی، پانی جاری تھا کہ معراج کے دُولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کون ومکاں، آسمان و جناں (جنّت) اور دیدارِ الٰہی کرکے لامکاں سے واپس مکّۂ پاک تشریف لے آئے۔

8 نَبیِ رَحمت شفیعِ اُمّت! رضاؔ پہ لِلّٰہ ہو عنایت　　اسے بھی ان خِلعتوں سے حِصّہ جو خاص رَحمت کے واں بٹے تھے

(الفاظ و معانی: عنایت: توجّہ / نظر / مہربانی۔ خلعتوں: تحفے / جوڑے / عطیات / انعامات۔ واں: وہاں)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس مَقطع (تخلّص پر مشتمل شعر) میں عرض گزار ہیں کہ اے رحمت والے اور اُمّت کی شفاعت فرمانے والے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! خدا را احمد رضاؔ پر عنایت ونوازش فرمایئے اور اِسے بھی اُن خاص رحمت والے نورانی جوڑوں میں سے اس کا حصّہ عطا فرمایئے، جو بارگاہِ الٰہی سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا کئے گئے تھے۔

مشہور مُحاورہ ہے کہ ”فِعْلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ“ یعنی حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اللہ پاک کا ایک صِفاتی نام حکیم بھی ہے، اس کے ہر کام میں بے شُمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جنہیں سمجھنے سے ہماری عقلیں قاصر (بے بس) ہوتی ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے مَدَنی حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اعلانِ نبوّت کے گیارھویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے حضرت سیّدَتُنا اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ستائیسویں رجب پیر کی شب میں معراج کروائی۔ اس معراج میں کئی حکمتیں ہیں جن کا ہمیں مکمل علم نہیں۔ البتہ علمائے کرام نے جو حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے 5 حکمتیں ملاحظہ کیجئے:

1 سارے مراتب طے کروائے حکیمُ الاُمّت مُفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ تمام مُعْجِزات اور دَرَجات جو انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کو علیحدہ علیحدہ عطا فرمائے گئے، وہ تمام بلکہ اُن سے بڑھ کر (کئی مُعْجِزات) حُضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عطا ہوئے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں: حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کو یہ دَرَجہ ملا کہ وہ کوہِ طُور پر جا کر رَبّ (کریم) سے کلام کرتے تھے، حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام چوتھے آسمان پر بُلائے گئے اور حضرتِ اِدْرِیس علیہ السّلام جنّت میں بُلائے گئے تو حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مِعْراج کرائی گئی، جس میں اللہ پاک سے کلام بھی ہوا، آسمان کی سیر بھی ہوئی، جنّت و دوزخ کا مُعایَنہ بھی ہوا، غرضیکہ وہ سارے مَراتِب ایک ہی مِعْراج میں طے کرا دیئے گئے۔

(شانِ حبیب الرحمٰن، ص107 ملخصاً)

2 ایمان بالغیب کا مُشاہدہ کیا معراجِ مصطفےٰ کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ (کریم) کی اور جنّت و دوزخ کی گواہی دی اور اپنی اپنی اُمّتوں سے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

* شعبہ فیضان اولیاو علما، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

پڑھوایا، مگر اُن حضرات (انبیائے کرام) میں سے کسی کی گواہی نہ تو دیکھی ہوئی تھی اور نہ ہی سُنی ہوئی اور گواہی کی انتہا دیکھنے پر ہوتی ہے، تو ضرورت تھی کہ ان انبیائے کرام (علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام) کی جماعتِ پاک میں سے کوئی ایسی ہستی بھی ہو کہ جو ان تمام چیزوں کو دیکھ کر گواہی دے، اُس کی گواہی پر شہادت کی تکمیل ہوجائے۔ یہ شہادت کی تکمیل حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات پر ہوئی۔ (کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام چیزوں کو اپنی مُبارک آنکھوں سے مُلاحظہ فرمایا)۔

(شانِ حبیب الرحمٰن، ص107 ملخصاً)

3 مالکِ کونین نے اپنی سلطنت دیکھی اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تمام خزانوں کا مالک بنایا ہے، اللہ پاک پارہ30، سُوْرَۃُ الْکَوْثَر کی آیت نمبر1 میں اِرشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ(۱) ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ حضور مالکِ کونین، شبِ اسریٰ کے دولہا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: میں سورہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کُنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ (بخاری، 2/303، حدیث:2977) رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: میں (اللہ پاک کے خزانوں کا) خازِن ہوں۔ (مسلم، ص512، حدیث:1037) حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی عطا سے اس کی تمام سلطنت کے مالِک ہیں، اسی لئے جنّت کے پتّے پتّے پر، حُوروں کی آنکھوں میں غرضیکہ ہر جگہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا ہوا ہے: یعنی یہ چیزیں اللہ (کریم) کی بنائی ہوئی ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کو دی ہوئی ہیں۔ (تو معراج کروانے میں) اللہ پاک کی مرضی یہ تھی کہ (دوجہانوں کے خزانوں کے) مالِک کو اس کی ملکیت دِکھا دی جائے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن، ص107 ملخصاً) چنانچہ اس لئے معراج کی رات یہ سیر کروائی گئی۔

4 سلسلۂ شفاعت میں آسانی کل بروزِ قِیامت نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شفاعت فرمانی ہے، بلکہ شفاعت کا دروازہ آپ سے کھلنا ہے، اللہ پاک نے اپنے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کائنات کے عجائبات، جنّت کے درجات اور جہنّم کا مُشاہدہ کرادیا، اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں تاکہ قِیامت کے ہولناک دن کی ہیبت آپ پر طاری نہ ہوسکے، پورے عزم واِستقلال کے ساتھ شفاعت کرسکیں۔

(معارج النبوۃ، ص80 ملخصاً)

5 وحی کی تمام اقسام کا شرف وحی کی ایک قسم یہ ہے کہ اللہ پاک بِلاواسطہ کلام فرمائے اور یہ وحی کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، معراج کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام اقسامِ وحی سے شرف پائیں، کُتبِ تفاسیر میں لکھا ہے کہ "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" والی آیات جو کہ سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ کی آخری 2 آیات ہیں، حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات اللہ پاک سے بِلاواسطہ سُنی، اسی طرح کچھ سُوْرَۃُ الضُّحٰی اور کچھ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ معراج کی رات سُنی۔

(روح البیان، پ25، الشوریٰ، تحت الآیۃ:51، 8/345)

ہدیہ فی شمارہ: سادہ:50 رنگین:100

سالانہ ہدیہ مع ترسیلی اخراجات:

سادہ:1200 رنگین:1800

ممبر شپ کارڈ (Member Ship Card)

12 شمارے رنگین:1100 12 شمارے سادہ:550

نوٹ: ممبر شپ کارڈ کے ذریعے پورے پاکستان میں مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے 12 شمارے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے

Call: +922111252692 Ext:9229-9231

Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ایڈریس: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

دارالافتاء اہلسنت
Dar-ul-ifta Ahl-e-sunnat

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، ایک تفصیلی فتویٰ پیشِ خدمت ہے۔

معراج جسمانی تھی یا روحانی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ (1) شبِ معراج کو سرکار علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی معراج جسمانی تھی یا روحانی؟ (2) اگر کوئی جسمانی معراج کا انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(سائل: محمد عدیل رضا قادری، پنڈی گھیب، اٹک)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

(1) حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کو بیداری کی حالت میں جسمانی معراج نصیب ہوئی، اس پہ قرآنی آیت و صحیح احادیث دال ہیں، نیز جمہور صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، فقہاء، محدثین اور متکلمین کا مذہب اور اہلِ سنّت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ(۱) ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کروائی جس کے اِرد گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

(پ15، بنی اسرآءیل: 1)

اس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ خازن، جلالین اور حاشیہ صاوی میں ہے: "والحق الذی علیہ اکثر الناس و معظم السلف و عامۃ الخلف من المتأخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بروحہ وجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم، ویدل علیہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ ﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا ﴾ و لفظ العبد عبارۃ عن مجموع الروح والجسد، والحدیث الصحیحۃ التی تقدمت تدل علی صحۃ ھذا القول"

ترجمہ: حق وہی ہے جس پر کثیر لوگ، اکابر علماء اور متأخرین میں سے عام فقہاء، محدثین اور متکلمین ہیں کہ حضور علیہ السّلام نے جسم اور روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا، کیونکہ لفظ عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے، یونہی (ماقبل) ذکر کردہ حدیث صحیح بھی اس قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔

(تفسیر خازن، پ15، تحت الآیۃ: 1، 3/158)

نسیم الریاض میں ہے: "(انہ اسراء بالجسد والروح فی القصۃ کلھا) ای فی قصۃ الاسراء الی المسجد الاقصیٰ والسموات، (وعلیہ تدل الآیۃ) الدالۃ علی شطرھا صریحاً (وصحیح الاخبار) المشھورۃ المستفیضۃ الدالۃ علی عروجہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السماء، والاحادیث الاحاد الدالۃ علی دخولہ الجنۃ ووصولہ الی العرش او طرف العالم کما سیاتی وکل ذلک بجسدہ یقظۃ"

ترجمہ: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے واقعۂ معراج میں یعنی مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں تک جسم و روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی، جس کے ایک حصے پہ آیت کریمہ واضح طور پہ دلالت کرتی ہے اور آسمانوں تک کی سیر پر حدیثِ مشہور مستفیض دلالت کرتی ہے، نیز

جنّت میں داخل ہونے، عرش پہ جانے یا عالَم کے اس کنارے جانے پہ خبرِ واحد دلالت کرتی ہے، جیسے کہ آگے آئے گا، اور یہ سب بیداری میں جسمِ مبارک کے ساتھ تھا۔(نسیم الریاض،3/103)

مکتوباتِ امام ربّانی و فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسمِ مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی، جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾ (یعنی) پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو، یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو“۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/ 74)

مقالاتِ کاظمی میں ہے: ”جمہور علماء، صحابہ، تابعین و تبعِ تابعین اور ان کے بعد محدثین و فقہاء اور متکلمین سب کا مذہب یہ ہے کہ اسراء اور معراج دونوں بحالتِ بیداری اور جسمانی ہیں اور یہی حق ہے“۔ (مقالاتِ کاظمی،1/114)

(2) معراج شریف کا مطلقاً انکار کفر ہے، کیونکہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کی معراج قطعی اور کتابُ اللہ سے ثابت ہے، البتہ جو معراج کو تسلیم کرے لیکن فقط روحانی کا قائل ہو تو وہ خطا پر ہے، اور فی زمانہ اس کا انکار نہیں کرتے مگر بدمذہب و گمراہ لوگ۔

معراج کا مطلقاً انکار کفر ہے، چنانچہ شرح عقائدِ نسفیہ پھر نبراس میں ہے: ”فالاسراء هو من المسجد الحرام الى البيت المقدس قطعی ای یقینی ثبت بالکتاب ای القرآن و یکفر منکرہ۔۔ الخ“ ترجمہ: مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک کی سیر قطعی یقینی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے“۔

(النبراس، ص 295)

نسیم الریاض میں ہے: ”(ذهب معظم السلف و المسلمين) عطف للعام على الخاص، وفيه اشارة الى ان خلافه لاينبغى لمسلم اعتقاده (الى انه اسراء بالجسد) مع الروح (وفى اليقظة)“ ترجمہ: (اکابر علماء و مسلمین اس طرف گئے ہیں) یہ عام کا خاص پر عطف ہے اور اکابر علماء و مسلمین کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا، (کہ نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ بیداری میں جسم اور روح مبارک کے ساتھ سیر فرمائی)۔(نسیم الریاض،3/99)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کردیا، اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اس پر تعجب کیا؟ زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں، اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں۔ رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور ﴿اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ نہ دیکھنا صریح خطا ہے۔ رؤیا بمعنی رویت آتا ہے۔ اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ کہ خواب میں، ولہٰذا ارشاد ہوا: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ﴾ (یعنی) پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو لے گیا“۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/635)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم قادری

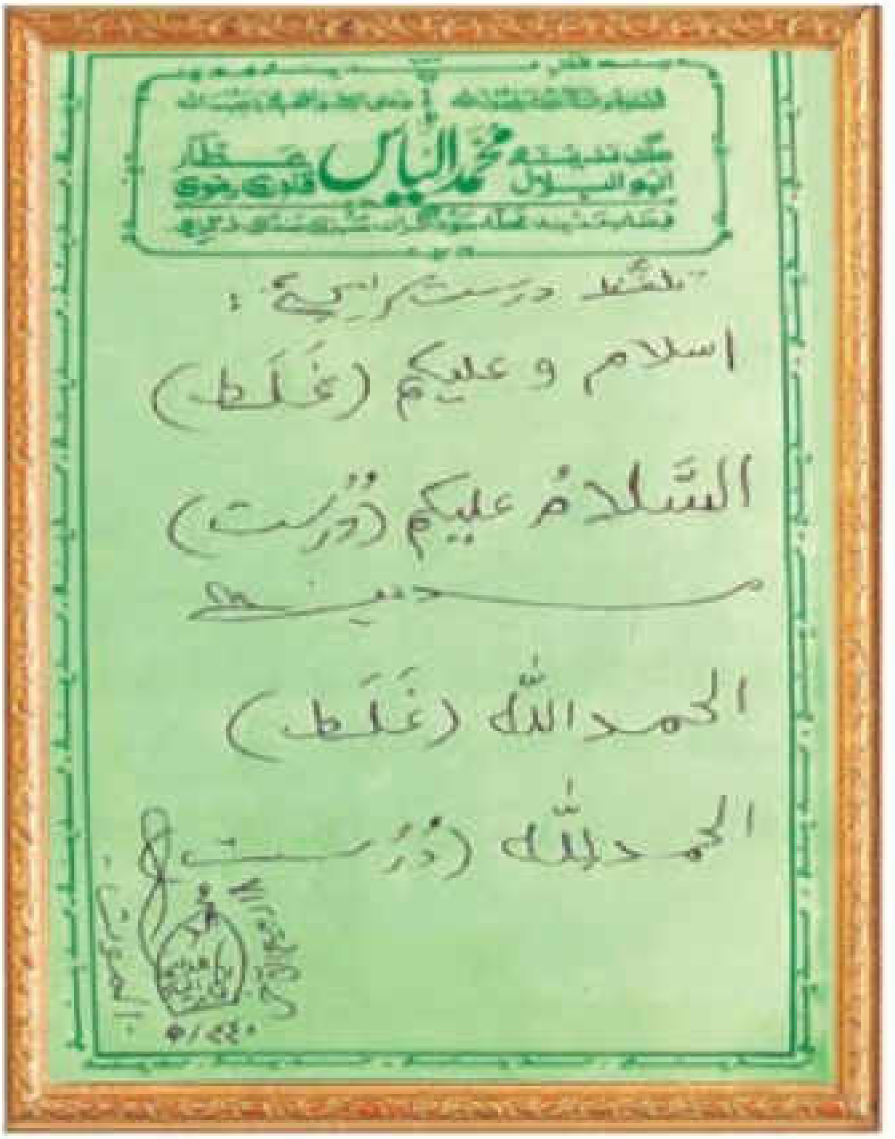

دعا کی عظمت و فضیلت اور حکمتیں

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

(پ24، المؤمن:60)

تفسیر اس آیت میں لفظ "اُدْعُوْنِیْ" کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد "دُعا" ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ اے لوگو! مجھ سے دعا کرو، میں اسے قبول کروں گا، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد "عبادت" ہے۔ معنیٰ یہ ہوا کہ تم میری عبادت کرو، میں تمہیں ثواب دوں گا۔ (تفسیر کبیر، 13/350)

دُعا ایک عظیم الشان عبادت ہے جس کی عظمت و فضیلت پر بکثرت آیاتِ کریمہ اور احادیثِ طیبہ وارِد ہیں۔ دعا کی نہایت عظمت میں ایک حکمت یہ ہے کہ دُعا اللہ تعالیٰ سے ہماری محبت کے اِظہار، اُس کی شانِ اُلوہیت کے حضور ہماری عبدیت کی علامت، اُس کے علم وقدرت وعطا پر ہمارے توکل و اعتماد کا مظہر اور اُس کی ذاتِ پاک پر ہمارے ایمان کا اقرار و ثبوت ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق، مالک، رازق ہے۔ وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن، اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن، اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْن اور مَالِکُ الْمُلْک ہے۔ تمام عزتیں، عظمتیں، قدرتیں، خزانے، ملکیتیں، بادشاہتیں اسی کے پاس ہیں۔ سب کا داتا اور داتاؤں کا داتا وہی ہے۔ ساری مخلوق اسی کی بارگاہ کی محتاج اور اسی کے دربار میں سوالی ہے جبکہ وہ عظمتوں والا خدا بے نیاز، غنی، بے پروا اور تمام حاجتوں سے پاک ہے۔ ہاں وہ جواد و کریم ہے، بخششیں فرماتا اور جود و کرم کے دریا بہاتا ہے۔ ایک ایک فردِ مخلوق کو اربوں خزانے عطا کردے تب بھی اس کے خزانوں میں سوئی کی نوک برابر کمی نہ ہوگی اور کسی کو کچھ عطا نہ کرے تو کوئی اس سے چھین نہیں سکتا۔ وہ کسی کو دینا چاہے تو کوئی اُسے روک نہیں سکتا ہے اور وہ کسی سے روک لے، تو کوئی اُسے دے نہیں سکتا۔

جب ہم دُعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہی عقیدہ و ایمان ہمارے دل و دماغ میں شعوری یا لاشعوری طور پر موجود ہوتا ہے جو الفاظ و کیفیات کی صورت میں دُعا کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ اس حکمت کو سامنے رکھ کر غور کرلیں کہ جب دُعا اِس قدر عظیم عقیدے کا اِظہار ہے تو کیوں نہ اعلیٰ درجے کی عبادت بلکہ عبادت کا مغز قرار پائے۔ اِس تقریر کو سامنے رکھ کر دُعا کے فضائل پڑھئے اور رحمتِ خداوندی پر جھومئے چنانچہ **"دُعا" کے فضائل** کے متعلّق چند احادیثِ کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

❀ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعا سے بزرگ تر نہیں۔

(ترمذی، 5/243، حدیث: 3381)

❀ دُعا مصیبت وبلا کو اُترنے نہیں دیتی۔

(مستدرک، 2/162، حدیث: 1856)

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

❀ دُعا مسلمانوں کا ہتھیار، دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ (مستدرک، 2/162، حدیث:1855)

❀ دعا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(ترمذی، 5/318، حدیث: 3551)

❀ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، 5/243، حدیث:3382)

❀ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔

(مسلم، ص:1442، حدیث: 2675)

❀ جو بلا اتر چکی اور جو نہیں اتری، دعا ان سے نفع دیتی ہے۔

(ترمذی، 5/322، حدیث:3559)

❀ دعا رحمت کی چابی ہے۔ (الفردوس، 2/224، حدیث:3086)

❀ دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔ (مستدرک، 3/548، حدیث:6038)

❀ دعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔ (کنز العمال، 2/63، حدیث:3121)

❀ جسے دعا کرنے کی توفیق دی گئی اس کے لئے رحمت کے دروزے کھول دیئے گئے۔ (ترمذی، 11/459، حدیث:3471)

مفسرین نے دعا قبول ہونے کی چند شرائط و آداب ذِکر فرمائے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

❀ دعا مانگنے میں اخلاص ہو۔

❀ دعا مانگتے وقت دل دعا کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو۔

❀ ناجائز و گناہ کی دعا نہ مانگی جائے۔

❀ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔

❀ اگر دعا کی قبولیت ظاہر نہ ہو تو وہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی لیکن وہ قبول نہ ہوئی۔

جب ان شرطوں کو پورا کرتے ہوئے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے لیکن یہ ذہن میں رکھیں کہ قبولیتِ دعا کا اصل معنیٰ ہے کہ بندے کی پکار پر اللہ تعالیٰ کا اُسے "لَبَّیْکَ عَبْدِی" فرمانا۔ یہ ضروری نہیں کہ جو مانگا وہ مل جائے بلکہ مانگنے پر کچھ ملنے کا ظہور دوسری صورتوں میں بھی ہو سکتا ہے: مثلاً اُس دعا کے مطابق گناہ معاف کر دیئے جائیں یا آخرت میں اس کے لئے ثواب ذخیرہ کر دیا جائے یا اصل مانگی ہوئی شے کی جگہ اس سے بہتر چیز عطا کر دی جائے یا اُس دعا میں مانگی ہوئی چیز بندے کی زیادہ ضرورت کے وقت تک مؤخر کر دی جائے۔

دعا مانگ کر نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر چھوڑ دینا چاہیے کہ رحمٰن و رحیم خدا ہمارے ساتھ وہی معاملہ فرمائے جو ہمارے حق میں بہتر ہے۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنا بہت اعلیٰ مرتبہ ہے اور حقیقت میں ہمارے لئے یہی مفید تر ہے کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے جبکہ خدا کا علم لامتناہی و محیط ہے۔ بارہا ہم اپنی کم علمی سے کوئی چیز مانگتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ہمیں منہ مانگی چیز نہیں دیتا کیونکہ وہ چیز ہمارے حق میں نقصان دہ ہوتی ہے، مثلاً: بندہ مال و دولت کی دعا کرتا ہے لیکن وہ اس کے ایمان کیلئے خطرناک ہوتی ہے یا آدمی تندرستی و عافیت کا سوال کرتا ہے لیکن علمِ الٰہی میں دنیا کی تندرستی آخرت کے نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ تو یقیناً ایسی دعا قبول نہ کرنا بندے کیلئے زیادہ اچھا ہے۔

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعائیں بہت جامع ہیں۔ ان میں سے کچھ اپنے لئے منتخب کر لیں تو بہت عمدہ ہے۔ ایک جامع دعا یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اے اللہ! مجھے ایمان و تقویٰ، صحت و عافیت، خوشیوں اور خوشحالیوں والی لمبی زندگی عطا فرما۔ جان، مال، عزت اور اہلِ خانہ کے حوالے سے برے وقت اور آزمائش سے محفوظ فرما۔ عافیت کے ساتھ ایمان پر خاتمہ، نزع میں آسانی، قبر و جہنم کے عذاب سے حفاظت، محشر کی گھبراہٹ سے امن اور جنت الفردوس میں بے حساب داخلہ عطا فرما۔ یہ سب دعائیں میرے ماں باپ، بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے حق میں قبول فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

کبیرہ گناہوں سے بچنے کی فضیلت

تفسیرِ قرآنِ کریم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا(۳۱)﴾ (پ5، النسآء:31)

ترجمہ: اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے دوسرے گناہ بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

تفسیر اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ (اپنے فضل و کرم سے) اس کے دوسرے گناہ بخش دے گا اور اسے عزت کی جگہ داخل کرے گا۔ دوسرے گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں اور عزت کی جگہ سے مراد جنت ہے اور کبیرہ گناہ وہ ہے جس کا مرتکب قرآن و سنت میں بیان کی گئی کسی خاص سخت وعید کا مستحق ہو۔ (الزواجر، 1/12) کبیرہ گناہ کی مزید بھی تعریفات ہیں۔

چالیس گناہوں کی فہرست

یہاں مسلمانوں کے فائدے کیلئے ہم چالیس گناہوں کی ایک فہرست بیان کرتے ہیں جن میں اکثر کبیرہ ہیں تاکہ کم از کم یہ تو علم ہو کہ یہ گناہ ہیں اور ہمیں ان سے بچنا ہے۔ (1) اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ٹھہرانا (2) ریاکاری (3) کینہ (4) حسد (5) تکبر (6) اور خود پسندی میں مبتلا ہونا (7) تکبر کی وجہ سے مخلوق کو حقیر جاننا (8) بدگمانی کرنا (9) دھوکہ دینا (10) لالچ (11) حرص (12) تنگدستی کی وجہ سے فُقراء کا مذاق اڑانا (13) تقدیر پر ناراض ہونا (14) گناہ پر خوش ہونا (15) گناہ پر اِصرار کرنا (16) نیکی کرنے پر تعریف کا طلبگار ہونا (17) حیض والی عورت سے صحبت کرنا (18) جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا (19) صف کو سیدھا نہ کرنا (20) نماز میں امام سے سبقت کرنا (21) زکوٰۃ ادا نہ کرنا (22) رَمضان کا کوئی روزہ چھوڑ دینا (23) قدرت کے باوجود حج نہ کرنا (24) ریشمی لباس پہننا (25) مرد و عورت کا ایک دوسرے سے مُشابہت اختیار کرنا (26) عورتوں کا باریک لباس پہننا (27) اِترا کر چلنا (28) مصیبت کے وقت چہرہ نوچنا، تھپڑ مارنا یا گریبان چاک کرنا (29) مقروض کو بلاوجہ تنگ کرنا (30) سود لینا دینا (31) حرام ذرائع سے روزی کمانا (32) ذخیرہ اندوزی (33) شراب بنانا، پینا، بیچنا (34) ناپ تول میں کمی کرنا (35) یتیم کا مال کھانا (36) گناہ کے کام میں مال خرچ کرنا (37) مُشترکہ کاروبار میں ایک شریک کا دوسرے سے خیانت کرنا (38) غیر کے مال پر ظلماً قابض ہو جانا (39) اُجرت دینے میں تاخیر کرنا (40) اور امانت میں خیانت کرنا۔

یہ چند باطنی اور ظاہری گناہ ذکر کئے ہیں، ان سب گناہوں کی معلومات حاصل کرنا اور ان کے اَحکام سیکھنا ضروری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری باطنی تمام صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بنادے مجھے نیک نیکوں کا صدقہ
گناہوں سے ہر دم بچا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مُرمَّم، ص105)

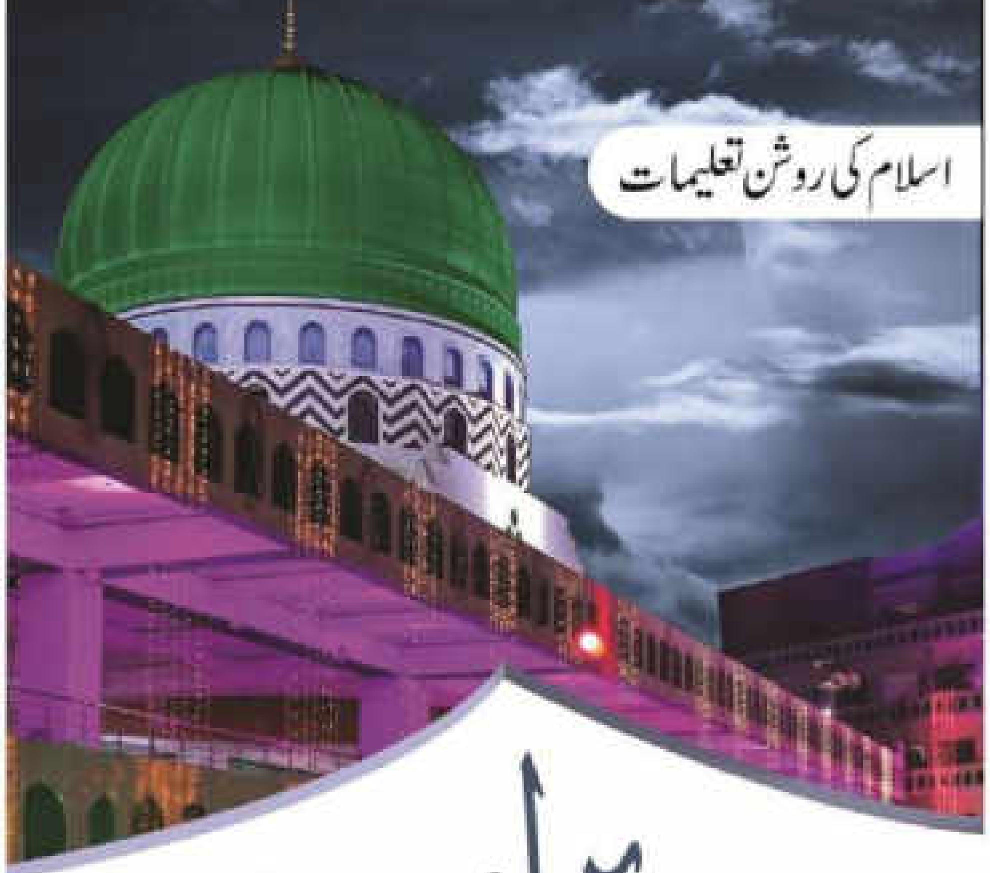

شبِ براءت

مولانا ابن یامین عطاری مدنی*

شعبانُ المعظم کی پندرھویں رات یعنی شبِ براءت جہنم کے عذاب سے چھٹکارا پانے کی رات ہے کہ اس رات میں اللہ پاک اپنی خاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے، مغفرت طلب کرنے والوں کی بخشش فرماتا ہے، روزی مانگنے والوں کو رزق دیتا ہے اور مصیبت زدوں کی مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب شعبانُ المعظم کی پندرھویں رات (یعنی شبِ براءت) آئے تو اس میں قیام (یعنی عبادت) کرو، دن میں روزہ رکھو۔ بے شک اللہ پاک اس رات سورج غروب ہوتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف نُزولِ رحمت فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اسے روزی دوں، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا کہ میں اسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! یہاں تک کہ فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، 2/160، حدیث:1388)

پیارے اسلامی بھائیو! شبِ براءت بھلائیوں والی رات ہے کہ اس رات میں اللہ پاک بھلائی کے دروازے کھول دیتا ہے، اس رات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں، مرنے والوں کے نام، لوگوں کا رزق اور اِس سال حج کرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں، اس رات میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں، نہ جانے کس کے بارے میں کیا لکھ دیا جائے لہٰذا اس نازک رات کو ہمیں گناہوں اور غفلت میں گزارنے کے بجائے توبہ و استغفار کرتے ہوئے عبادت میں گزارنا چاہئے کہ اس رات کو جاگ کر عبادت کرنے والوں کا دل زندہ رہے گا جیسا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے عیدین (یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی (چاند) رات اور شعبانُ المعظم کی پندرھویں رات (یعنی شبِ براءت) جاگ کر عبادت میں گزاری، اُس دن اُس کا دل نہیں مرے گا، جس دن (لوگوں کے) دل مر جائیں گے۔ (کنزالعمال، جز8، 4/251، حدیث:24102)

شبِ براءت کی فضیلت و اہمیت جاننے کے بعد اس رات میں عبادت کرنے کا ذہن بنتا ہے، عبادت اکیلے بھی کی جاسکتی ہے اور سب کے ساتھ مل کر اجتماعی طور پر بھی، مگر بسا اوقات اکیلے عبادت کرنے میں سستی ہو جاتی ہے جبکہ سب کے ساتھ مل کر عبادت کرنے میں انسان کا دل لگا رہتا ہے اور وہ عبادت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اَلحمدُ للہ سالہا سال سے شبِ براءت کے موقع پر دعوتِ اسلامی کے تحت پاکستان کے مختلف شہروں اور علاقوں میں اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں کثیر عاشقانِ رسول شریک ہو کر رات کا اکثر حصّہ عبادت میں گزارتے ہیں اور اس رات کی برکتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔ آپ سے بھی عرض ہے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت اپنے شہر میں ہونے والے شبِ براءت کے اجتماع میں ضرور شرکت فرمائیں، جبکہ کراچی کے عاشقانِ رسول سے گزارش ہے کہ وہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہونے والے شبِ براءت کے اجتماع میں شریک ہوں۔ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کے اجتماع کے بھی کیا کہنے کہ اس میں تلاوت، نعت، مناجات، رِقّت انگیز بیان کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ "مدنی مذاکرہ" فرماتے ہیں اور اس میں مختلف موضوعات پر ہونے والے سُوالات کے جوابات سے نوازتے ہیں، رِقّت انگیز دعا ہوتی ہے اور سحری کا انتظام بھی کیا جاتا ہے تاکہ اسلامی بھائی اس دن روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل کرلیں۔ یہ اجتماع مدنی چینل پر براہِ راست (Live) ٹیلی کاسٹ بھی کیا جاتا ہے تاکہ جو اسلامی بھائی نہ آسکیں وہ گھر بیٹھے اس اجتماع میں اپنے گھر والوں کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اللہ پاک ہمیں شبِ براءت کی قدر کرتے ہوئے اس رات میں خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (پ2، البقرۃ:222)

توبہ بہت عظیم عمل ہے اور اس کے بے شمار فضائل ہیں:

توبہ کرنے والے کو فلاح نصیب ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ18، النور:31)

توبہ کرنے والے کی بُرائیاں نیکیوں میں بدل دی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ19، الفرقان:70)

توبہ کرنے والے سے خدا بہت خوش ہوتا ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی ہلاکت خیز پتھریلی زمین پر پڑاؤ کرے اس کے ساتھ اس کی سُواری بھی ہو جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لَدا ہوا ہو پھر وہ سر رکھ کر سو جائے، جب بیدار ہو تو اس کی سُواری جاچکی ہو تو وہ اسے تلاش کرے یہاں تک کہ گرمی اور شدتِ پیاس یا جس وجہ سے اللہ چاہے پریشان ہو کر کہے کہ میں اسی جگہ لوٹ جاتا ہوں جہاں سو رہا تھا پھر سو جاتا ہوں یہاں تک کہ مر جاؤں پھر وہ اپنی کلائی پر سر رکھ کر مرنے کے لئے سو جائے پھر جب بیدار ہو تو اس کے پاس اس کی سُواری موجود ہو اور اس پر اس کا توشہ بھی موجود ہو تو اللہ مومن بندے کی توبہ پر اس شخص کے اپنی سواری کے لوٹنے پر خوش ہونے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، ج2، ص728، حدیث:2358 بحوالہ مسلم، ص1126، حدیث:6955)

چونکہ توبہ نہایت عظیم عبادت اور قربِ خداوندی کا اعلیٰ ذریعہ ہے اس لئے نفس و شیطان انسان سے اپنی دشمنی ثابت کرتے ہوئے اسے توبہ سے دور رکھتے ہیں اور بہت سے حیلے بہانوں اور وسوسوں سے اسے توبہ سے محروم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوں لوگ توبہ میں تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ آیئے! توبہ میں تاخیر کی کچھ وُجوہات جاننے اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

پہلی وجہ گناہوں کے انجام سے غافل رہنا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں مذکور گناہوں کی سزائیں پڑھے، ان پر بار بار غور کرے اور یہ تصور کرے کہ وہ خود ان سزاؤں سے گزر رہا ہے۔

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

* دارالافتاء اہلِ سنّت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

دوسری وجہ دل پر گناہوں کی لذت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ بندہ سوچے کہ جب میں چند سالہ زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے برداشت کروں گا؟

نیز جنت کی لذتوں اور نعمتوں کے متعلق پڑھے اور بار بار سوچے اور مقابلہ کرکے دیکھے کہ دنیا کی لذتیں عظیم ہیں یا آخرت کی؟

نیز اس بات پر غور کرے کہ دنیا کی لذتیں ایک انسان کے لئے عُموماً پچاس سے ساٹھ سال تک کی ہوتی ہیں جبکہ جنت کی لذتیں کروڑوں اربوں کھربوں سالوں سے بھی زیادہ عرصے یعنی ہمیشہ کے لئے ہیں تو مجھے ہمیشہ کی لذتیں چھوڑ کر پچاس ساٹھ سال کی لذتوں میں پڑنا چاہیے یا پچاس ساٹھ سال کی لذتوں کو چھوڑ کر کھربوں سال یعنی ہمیشہ کی لذتوں کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ دوسرے انداز میں یوں سمجھ لیں کہ کسی کو کہا جائے کہ اگر تم ساٹھ ہزار روپے لوگے تو اگلے سال تمہیں کچھ نہیں ملے گا لیکن اگر اِس سال ساٹھ ہزار روپے چھوڑ دو تو اگلے سال ساٹھ کھرب روپے تمہیں دیئے جائیں گے۔ غور کریں کہ ہم کیا سودا کریں گے؟ یقیناً کھربوں روپے لینے کی کوشش کریں گے تو اپنے نفس سے کہیں کہ یہی حال دنیا و آخرت کی لذتوں کا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تکلف کرکے نیک اعمال اختیار کرے اور رضائے الٰہی کے حُصول اور اس کی عظمت کا بار بار سوچے تو نیکیوں کی رغبت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔

تیسری وجہ موت کو بھول جانا ہے اور طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ آدمی غور کرے کہ دیر ہی سے سہی لیکن موت کا آنا یقینی ہے تو اس یقینی موت کی تیاری کرنی ہی چاہیے نیز ہم دن رات دیکھتے، سنتے ہیں کہ بچپن، جوانی میں ہی ہزاروں انسان مر جاتے ہیں اور یونہی راہ چلتے یا بیٹھے بیٹھے بھی اچانک موت کا شکار ہونے والے کم نہیں ہیں۔ تو کیا معلوم کہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو جائے اور اگلے چند لمحوں یا دنوں ہی میں مر جائیں۔ جتنا موت کو قریب سمجھیں گے اتنا ہی لمبی امیدیں کم ہوں گی۔

چوتھی وجہ رحمتِ الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا کہ "اللہ تعالیٰ بڑا غفور و رحیم ہے، ہمیں اس کی رحمت پر بھروسا ہے، وہ ہمیں ہرگز عذاب نہیں دے گا۔" یہ سوچ کر لوگ توبہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اس دھوکے کا خاتمہ یوں کیا جائے کہ اپنے اِس ایمان کو یاد کریں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم بھی ہے اور قہّار و جبّار بھی، اس نے جنت بنائی ہے تو جہنم بھی بنائی ہے، وہ اگر رحمت فرماتا ہے تو دوسری طرف لوگ اس کے غضب کا بھی شکار ہوتے ہیں تو میرے پاس کیا ضمانت ہے کہ مجھ پر رحمت ہی ہوگی، غضب نہیں ہوگا؟ نیز اس دھوکے کا یہ بھی حل ہے کہ اپنے نفس کو سمجھائے کہ خدا کے رحیم و کریم ہونے کو ہم سے زیادہ جاننے والے بلکہ جن کے بتانے سے ہمیں یہ معلوم ہوا وہ ہستیاں یعنی انبیاء و صحابہ و اولیاء تو گناہوں سے بہت زیادہ دور رہتے، توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے تو ہماری کیا اوقات ہے؟ کیا ہم اُن سے زیادہ رحمتِ الٰہی کو جانتے ہیں؟

پانچویں وجہ بُری صحبت میں مبتلا ہونا۔ حقیقت میں یہ توبہ سے محروم رہنے کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہمت کرکے پہلی فُرصت میں بُری صحبت سے اِجتناب کریں، اگر فوراً چھوڑنا ممکن نہ ہو تو آہستہ آہستہ کم کردیں اور بالآخر ختم کردیں مثلاً پہلے دو گھنٹے غفلت والی صحبت میں بیٹھتے تھے تو آدھا آدھا گھنٹا کم کرتے جائیں، پہلے زیادہ لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے تو اب کم کے پاس بیٹھنا شروع کردیں اور مزید اپنی دیگر جائز یا نیک مصروفیات میں اضافہ کرلیں تاکہ بُری صحبت کا وقت ہی نہ ملے۔

چھٹی وجہ گھر، کاروبار، نوکری اور معاشرے کی وجہ سے توبہ سے دوری۔ مثلاً گھر والے بہت سی نیکیوں میں رکاوٹ ہیں یا نوکری میں نماز، داڑھی کی اجازت نہیں ملتی، کاروبار میں اتنے مذہبی لوگوں کو زیادہ لفٹ نہیں ملتی یا معاشرے میں مذاق اڑایا جاتا ہے۔ ان سب کا حل یہ ہے: اولاً تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حکم اور عظمت پر غور کرے کہ خدا کے حکم پر عمل کرنا چاہیے یا گھر والوں کے؟ نوکری کاروبار کے معاملے میں غور کرے کہ رازِق تو خدا ہے، وہ جس کے لئے چاہے رِزق وسیع کردے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دے تو مخلوق سے کیا ڈرنا۔ معاشرے کا مسئلہ ہو تو سوچے کہ اس معاشرے نے نہ تو قبر میں کام آنا ہے اور نہ قیامت میں تو اس کا کیا لحاظ کرنا نیز معاشرے تو نبیوں، ولیوں کا بھی مذاق اڑاتے رہے لہٰذا اس کی ملامت کو ہرگز نہیں دیکھنا۔

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ (1) اللہ تعالیٰ کے ڈر، خوف، حیا یا خوشنودی کی وجہ سے ماضی کے گناہ پر شرمندہ ہو۔ (2) حال میں اس گناہ کو فوری چھوڑ دے (3) اور مستقبل میں وہ گناہ دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔ یہ توبہ کی بنیادی شرائط ہیں جو ہر قسم کے گناہوں کی توبہ میں ضروری ہیں البتہ آگے پھر مزید اَحکام ہیں مثلاً توبہ کے لئے صرف یہی تین چیزیں وہاں کافی ہیں جہاں صرف اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا ہو اور اس کی کوئی تلافی نہ بنتی ہو جیسے شراب پینا۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کرنے کی وہ صورت ہے جس میں تلافی بھی ہوتی ہے جیسے نماز، روزے اور زکوٰۃ، تو پھر سابقہ تین چیزوں کے ساتھ تلافی بصورتِ قضا یا ادا کا جو بھی حکم ہو اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، مثلاً چھوٹی ہوئی نمازوں، روزوں کی قضا کرے اور چھوڑی ہوئی زکوٰۃ ادا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے بھی ہے، تو اگر وہ توبہ مال میں ظلم کے متعلق ہے تو جس کا جو مال لیا ہے اسے واپس کرے اور جن صورتوں میں مال کسی فقیر کو دینے کا حکم ہے وہاں اس مال کو کسی فقیر کو دیدے اور اگر گناہ کا تعلق لوگوں کی دل آزاری اور آبروریزی کے ساتھ ہے تو صاحبِ حق سے معافی مانگے۔ بہر حال اس میں کافی تفصیل ہے۔ اس کے لئے تفصیلی کتابوں مثلاً مکتبۃُ المدینہ کی کتاب **”توبہ کی رِوایات و حکایات“** کا مطالعہ کریں۔ اس مضمون کی تیاری میں بھی اس کتاب سے کافی مدد لی ہے۔

توبہ کی قبولیت کیسے معلوم ہو؟ مُکاشفۃُ القُلُوب میں ہے: ایک عالم سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص توبہ کرے، تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ فرمایا: اس میں یقینی حکم تو نہیں دیا جا سکتا، البتہ قبولیت کی کچھ علامات ہیں جیسے وہ یہ حالت و کیفیت دیکھے کہ اس کا نفس گناہوں سے بچا ہوا ہے، اس کے دل سے فخریہ قسم کی خوشی غائب ہے اور دل میں خدا کی یاد موجود ہے۔ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہو اور فاسقوں سے دوری اختیار کر لے، پھر تھوڑی دنیا کو بھی بہت سمجھے جبکہ آخرت کے بہت عمل کو بھی تھوڑا جانے۔ اپنے دل کو دیکھے کہ خدا کے لازم و مقرر کردہ احکام کی بجا آوری میں مشغول ہے اور وہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا، فکرِ آخرت میں مشغول رہنے والا، اپنے ماضی کے گناہوں پر ہمیشہ غمگین و شرمندہ رہنے والا بن جائے (یہ سب توبہ کے مقبول ہونے کی علامات ہیں)۔ (مکاشفۃ القلوب، ص29)

تَلَفُّظ درست کیجئے

Correct Your Pronunciation

غلط الفاظ	صحیح الفاظ
اَمام/اَمامَت	اِمام/اِمامَت
اِسْتَقامَت	اِسْتِقامَت
اَلْزام	اِلْزام
اِسْتَغاثَہ	اِسْتِغاثَہ
اِسْتَقْبال/اَسْتَقْبال	اِسْتِقْبال

(اردو لغت، جلد1)

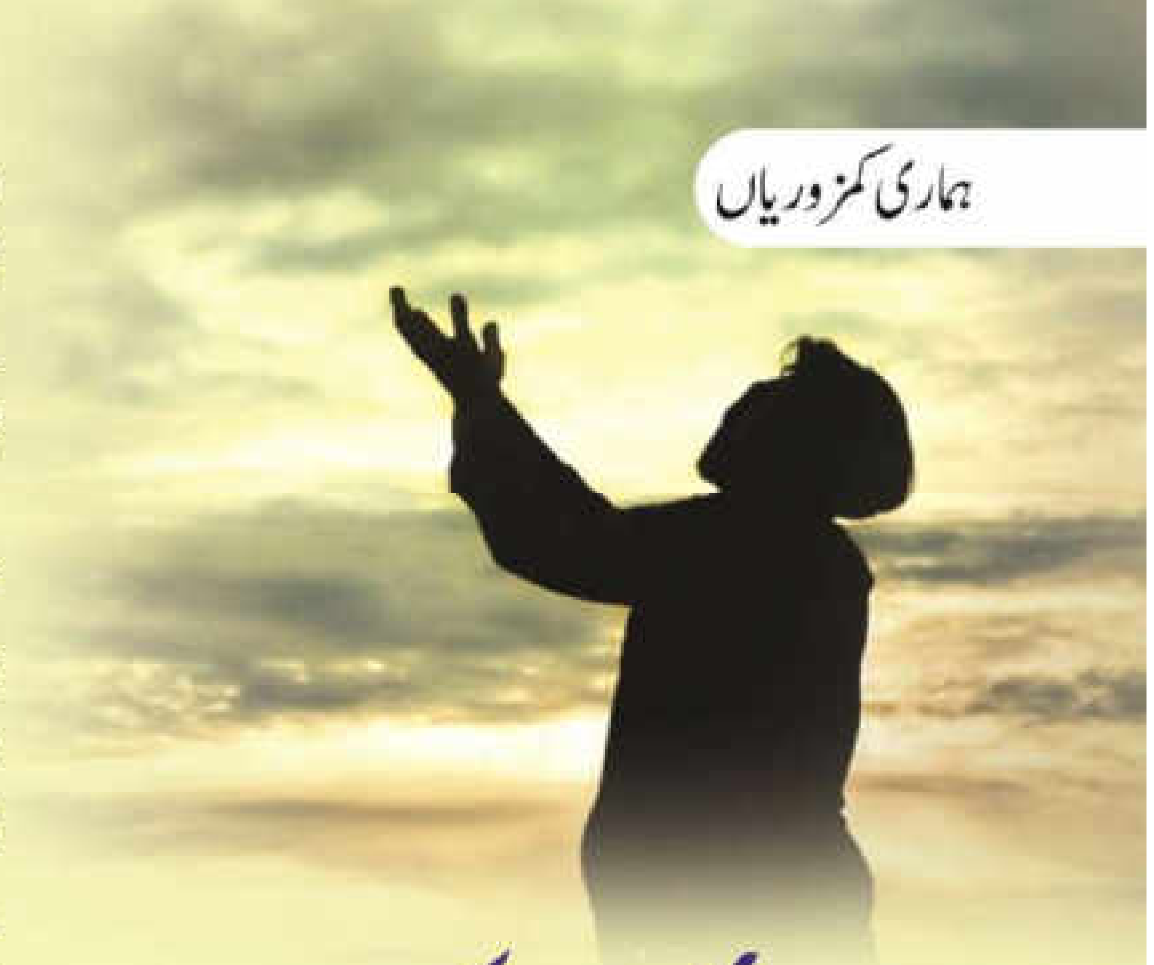

بددعائیں کیوں؟

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی*

کم و بیش 12 سو سال پہلے کے بزرگ حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کچھ لوگوں کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک گروپ ڈانس پارٹی اور شراب نوشی وغیرہ میں مصروف تھا۔ یہ دیکھ کر آپ کے ساتھیوں نے عرض کی: دعا کیجئے کہ اللہ ان کو غرق کردے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: یااللہ! جس طرح یہ اِس جہاں میں عیش اور خوشی سے زندگی گزار رہے ہیں اگلے جہان یعنی آخرت میں بھی انہیں عیش نصیب فرما۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کی کہ حضور! آپ نے جو دعا کی ہے اس میں کیا راز ہے، ہم سمجھ نہیں سکے؟ آپ نے فرمایا: جس سے دعا کی ہے وہ اس راز کو جانتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ نوجوان شراب ورَباب پھینک کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے بُرے کاموں سے تائب ہوگئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے دیکھا کہ غرق ہوئے اور تکلیف پہنچے بغیر ہی ہمیں ہماری مراد حاصل ہوگئی۔(1)

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین! دعا ہماری زندگی کی اہم عبادت اور اپنے ربِّ کریم سے حاجتیں مانگنے کا آسان ذریعہ ہے، دعا کی قبولیت اللہ پاک نے اپنے ذمۂ کرم پر لی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔(2)

دعا کی دو قسمیں: ہم عموماً دو قسم کی دعائیں مانگتے ہیں، ایک وہ جس میں اپنی یا کسی اور کی بھلائی، خیر خواہی یا نفع شامل ہوتا ہے جیسے یااللہ! مجھے نیک بنادے، یااللہ! میری روزی میں برکت عطا فرما، یااللہ! میرے بیٹے کو بیماری سے شفا دے، یاالٰہی ہمارا سارا قرضہ اُتر جائے وغیرہ، اور دوسری وہ دعا جو خود اپنے یا کسی اور کے خلاف مانگی جاتی ہے، اسے بددُعا کہا جاتا ہے جیسے اللہ کرے اس کا ایکسیڈنٹ ہوجائے، یہ ایک ایک روپے کا محتاج ہوجائے، اس کے گھر کو آگ لگ جائے، اس کا کاروبار تباہ ہوجائے، یہ اندھا ہوجائے، اس کے بدن میں کیڑے پڑیں وغیرہ۔ دونوں قسم کی دعاؤں کا ذکر قراٰنِ پاک میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ﴿ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِؕ-وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا(۱۱) ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔(3) یعنی اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے مال کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اور غصہ میں آکر ان سب کو کوستا رہتا ہے اور ان کے لئے بددعائیں کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددُعا قبول کرلے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہوجائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔(4)

خود کو بددُعا نہ دو: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی ہمیں اپنے آپ کو اور دوسروں کو بددُعا دینے سے روکا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا: تم نہ اپنے آپ کو بددُعا دو، نہ اپنی اولاد کو بددُعا دو اور نہ اپنے اَموال کو بددُعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ گھڑی ہو جس میں اللہ پاک سے جس عطا کا بھی سوال کیا جائے تو وہ دُعا قبول ہوتی ہو۔(5)

اب کسی کے لئے بددُعا نہ کرنا: تابعی بزرگ حضرت سیّدُنا سعید بن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مرغا تھا، (رات کے وقت) جب وہ اذان دیتا تو آپ اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے، ایک رات مرغ نے اذان نہ دی تو آپ نماز کے لئے بیدار نہ ہوسکے، صبح آپ کو اس معاملے کا

* اسلامک اسکالر، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

بڑا صدمہ پہنچا، آپ نے کہا: آج مرغ کو کیا ہوگیا؟ اللہ اس کی آواز ختم کردے چنانچہ اس کے بعد کبھی کسی نے اس مرغ کی آواز نہیں سُنی۔ آپ کی والدہ نے فرمایا: بیٹا! اب کبھی کسی کے لئے بددُعا مت کرنا۔[6]

ہم بدُعا کیوں کرتے ہیں؟ اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جس کے ایک حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو درد پورا بدن محسوس کرتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف دعا کرنے لگتا ہے! دیکھا جائے تو اس کا سبب غصہ، حسد (جیلسی)، بغض و کینہ اور سامنے والے کا ظالم اور گناہوں میں مبتلا ہونا ہو سکتا ہے۔

غیر مسلم کے لئے بددعا: اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظنِّ غالب ہو اور اس کے جینے سے دین کا نقصان ہو تو ایسے شخص پر بددُعا (یعنی مرنے کی دعا کرنا) دُرست ہے۔[7]

مسلمان کے لئے بدُعا: اس کی چند صورتیں ہیں: (1) سُنّی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بددعا نہ چاہئے بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے، اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذا (یعنی تکلیف) ہے تو اس پر بددعا میں حرج نہیں، وَ ہُوَ تعالیٰ اعلم۔[8] (2) کسی مسلمان کو یہ بدُعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو! نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارِد ہے۔[9] (3) کسی ظالم سے امید توبہ اور ترکِ ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا تباہ ہونا خَلْق (یعنی مخلوق) کے حق میں مفید ہو، ایسے شخص پر بددعا دُرست ہے۔[10] (4) ظالم کے خلاف دعا کرنے والا اپنا بدلہ لے لیتا ہے، چنانچہ سلطانِ بحر و بَر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَنْ دَعَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَہٗ، فَقَدِ انْتَصَرَ ترجمہ: جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف بدُعا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔[11] (5) جس نے کسی پر ظلم کیا ہو تو وہ اتنی ہی بددعا دے جتنا اس نے ظلم کیا ہے، اس سے آگے مت بڑھے، اور اگر اس کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرے اور درگزر سے کام لے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ **چور کو بدُعا دینے سے روکا:** حضرت سیّدُنا رَبیع بن خُثَیْم رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے ان کا گھوڑا چوری کرلیا، جس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پکڑنے کے لئے نہ تو نماز توڑی نہ ہی پریشان ہوئے۔ کچھ لوگ تسلّی دینے آئے تو فرمایا: میں نے اسے رسی کھولتے دیکھ لیا تھا۔ عرض کی گئی: آپ نے اُسے بھگایا کیوں نہیں؟ فرمایا: میں گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ کام یعنی نماز میں مصروف تھا۔ لوگ چور کے لئے بدُعا کرنے لگے تو فرمایا: اسے بدُعا نہ دو اور اچھی بات کرو کیونکہ میں اپنا گھوڑا اس پر صدقہ کرچکا ہوں![12] (6) ظالم کے خلاف بدُعا کرنا چاہے تو اس کے اہلِ خانہ کو اس میں شامل نہ کرے جب تک کہ وہ ظالم کے ظلم کے ذمّہ دار اور اس کے ساتھ شریک نہ ہوں۔

مظلوم کی بدُعا سے بچو: ہمیں ظلم کرنے اور مظلوم کی بدُعا سے بچنا چاہئے، سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مظلوم کی بدُعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حقدار کو اس کے حق سے منع نہیں کرتا۔“[13] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا، ”مظلوم کی بددعا مقبول ہے اگرچہ وہ فاجر (یعنی گناہ گار) ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا فجور تو اس کی اپنی جان پر ہے۔“[14]

ظالم کا پیٹ پھٹ گیا: حضرت سیّدُنا عبدُ المطلب بن ربیعہ بن حارث رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بنی کنانہ کا ایک شخص زمانۂ جاہلیت میں اپنے چچا کے بیٹے پر ظلم کرتا تھا۔ اس نے اسے اللہ اور اپنی رشتہ داری کے واسطے دیئے مگر وہ ظلم کرتا رہا۔ اس لڑکے نے حرم شریف میں داخل ہو کر دُعا مانگی: اے اللہ! میں تجھ سے ایک مجبور شخص کی طرح دعا کرتا ہوں کہ تو میرے چچا کے بیٹے کو ایسی بیماری میں مبتلا کر جس کا کوئی علاج نہ ہو۔ جب وہ لڑکا واپس آیا تو اس کے چچا کا بیٹا پیٹ کے مرض میں مبتلا تھا، اس کا پیٹ مشکیزے کی طرح پھول کر پھٹ گیا۔[15]

اللہ کریم ہمیں دعائے خیر کرنے اور لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) تذکرۃ الاولیاء، 1/242 ملتقطاً (2) پ24، المؤمن:60 (3) پ15، بنی اسرآءیل:11 (4) خزائن العرفان، ص527 (5) مسلم، ص1226، حدیث:3009 (6) حلیۃ الاولیاء، 4/303 (7) فضائل دعا، ص187 (8) فتاویٰ رضویہ، 23/182 (9) فضائل دعا، ص203 (10) فضائل دعا، ص187 (11) ترمذی، 5/324، حدیث:3563 (12) احیاء العلوم، 4/349 (13) کنز العمال، 2/200، حدیث:7594 (14) الترغیب والترہیب، 3/130، حدیث:18 (15) در منثور، 1/302۔

کثرتِ اِستغفار

ابوحذیفہ حافظ محمد شفیق عطاری مدنی*

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **وَاللہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً** ترجمہ: خدا کی قسم! میں دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے اِستغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کریم کے سارے ہی انبیائے کرام علیہمُ السّلام معصوم ہیں، وہ گناہوں سے پاک ہیں اور رسولِ اکرم جنابِ محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو سب انبیا و رُسُل کے سردار ہیں۔ علمائے کرام و محدثینِ عظام نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے اِستغفار کرنے (یعنی مغفرت مانگنے) کی مختلف حکمتیں بیان فرمائی ہیں چنانچہ

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِستغفار کرنے کی حکمتیں:
علّامہ بدرُالدّین عَیْنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم بطورِ عاجزی یا تعلیمِ اُمّت کیلئے اِستغفار کرتے تھے۔[2] علّامہ ابنِ بَطّال مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہمُ السّلام (کسی گناہ پر نہیں بلکہ) لوگوں میں سب سے زیادہ شکر گزاری و عبادت گزاری کے باوجود اللہ پاک کا کماحقّہٗ حق ادا نہ ہوسکنے پر اِستغفار کرتے ہیں۔[3] امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیشہ بلند درجات کی طرف ترقی فرماتے ہیں اور جب آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتے تو اپنے پہلے حال پر اِستغفار کرتے ہیں۔[4]

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توبہ و استغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لئے حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم اس پر عمل کرتے تھے ورنہ حضور انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ کریم کے سب سے مقبول ترین بندے یعنی دونوں جہان کے سلطان محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود ہماری تعلیم کے لئے اِستغفار کریں اور ایک ہم ہیں کہ گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہونے کے باوجود اِستغفار کی کمی رکھیں، ہمیں چاہئے کہ

* دار الافتاء اہلِ سنّت اقصیٰ مسجد، کراچی

اللہ کی بارگاہ میں خوب خوب توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ اِستغفار کرنے سے گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ اور بھی کئی فوائد ملتے ہیں جن میں سے 4 فوائد ملاحظہ ہوں:

توبہ و اِستغفار کے 4 فوائد: ① اللہ پاک توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔[6] ② جو اِستغفار کو لازم کرلے اللہ پاک اس کی تمام مشکلوں میں آسانی، ہر غم سے آزادی اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔[7] ③ اِستغفار سے دِلوں کا زنگ دور ہوتا ہے۔[8] ④ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ کریم لکھنے والے فرشتوں کو اس کے گناہ بُھلا دیتا ہے، اسی طرح اس کے اَعْضاء (یعنی ہاتھ پاؤں) کو بھی بُھلا دیتا ہے اور زمین سے اُس کے نشانات بھی مِٹا ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ پاک سے ملے گا تو اللہ پاک کی طرف سے اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔[9]

کئی پریشانیوں کا ایک ہی وظیفہ: حضرت سیّدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے خشک سالی کی شکایت کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اِستغفار کرنے کا حکم دیا، دوسرا شخص آیا، اس نے تنگ دستی کی شکایت کی تو اسے بھی یہی حکم فرمایا، پھر تیسرا شخص آیا، اُس نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی تو اس سے بھی یہی فرمایا، پھر چوتھا شخص آیا، اس نے اپنی زمین کی پیداوار کم ہونے کی شکایت کی تو اس سے بھی یہی فرمایا۔ حضرت رَبیع بن صَبِیح رحمۃ اللہ علیہ وہاں حاضر تھے انہوں نے عرض کی: آپ کے پاس چند لوگ آئے اور انہوں نے مختلف حاجتیں پیش کیں، آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ اِستغفار کرو؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے سامنے یہ آیات پڑھیں (جن میں اِستغفار کو بارش، مال، اولاد اور باغات کے عطا ہونے کا سبب فرمایا گیا ہے): ﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ(۱۰) یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًاۙ(۱۱) وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاؕ(۱۲)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے، تم پر شرّاٹے کا مینہ (موسلا دھار بارش) بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔[10]

سچی توبہ: سچی توبہ سے مراد یہ ہے کہ بندہ کسی گناہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی جان کر اس کے کرنے پر شرمندہ ہوتے ہوئے رب سے معافی مانگے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچنے کا پکّا ارادہ کرے اور اس گناہ کی تلافی کے لئے کوشش کرے، مثلاً نماز قضا کی تھی تو اب ادا بھی کرے، چوری کی تھی یا رِشوت لی تھی تو بعدِ توبہ وہ مال اصل مالک یا اس کے وُرَثاء کو واپس کرے یا معاف کروالے اور اگر اصل مالک یا وُرَثاء نہ ملیں تو ان کی طرف سے راہِ خدا میں اس نیّت سے صدقہ کردے کہ وہ لوگ جب ملے اور صدقہ کرنے پر راضی نہ ہوئے تو اپنے پاس سے انہیں واپس دوں گا۔[11]

توبہ میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے: پیارے اسلامی بھائیو! توبہ و اِستغفار کی تمام تر اہمیت اور فضائل کے باوجود بعض بدنصیب نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر توبہ و اِستغفار کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ توبہ کا موقع ملنا بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے بہت سے لوگوں کو توبہ کا موقع بھی نہیں ملتا اور وہ بغیر توبہ کئے اس دارِ فانی سے چلے جاتے ہیں، موت کا کوئی بھروسا نہیں اس لئے ہمیں بھی بکثرت توبہ و اِستغفار کرنی چاہئے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں گناہوں سے بچنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مشکاۃ المصابیح، 1/434، حدیث: 2323 (2) عمدۃ القاری، 15/413، تحت الحدیث: 6307 ملخصاً (3) شرح بخاری لابن بطال، 10/77 (4) فتح الباری، 12/85، تحت الحدیث: 6307 (5) مراٰۃ المناجیح، 3/353 ملخصاً (6) پ2، البقرۃ: 222 (7) ابوداؤد، 2/122، حدیث: 1518 (8) مجمع البحرین، 4/272، حدیث: 4739 (9) الترغیب والترھیب، 4/48، رقم: 17 (10) خازن، نوح، 4/335، تحت الآیۃ: 10-11 (11) ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 21/121

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری

جھوٹی گواہی اور الزام تراشی کی مذمّت

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـٴُـوْلًا(۳۶) ﴾

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (پ15، بنی اسرائیل: 36)

تفسیر: جس بات کا علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑنے سے مُراد یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھا نہ ہو اُس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس بات کو سُنا نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ جھوٹی گواہی نہ دو۔ حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ کسی پر وہ الزام نہ لگاؤ جو تم نہ جانتے ہو۔ (مدارک، 1/714) تمام اَقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں جھوٹی گواہی دینے، جھوٹے الزامات لگانے اور اس طرح کے دیگر جھوٹے اقوال کی مُمانَعت کی گئی ہے۔

جھوٹی گواہی دینے اور غلط الزامات لگانے کی مذمت:

یاد رہے! کہ "جھوٹی گواہی دینا" اور کسی پر جان بوجھ کر "غلط الزام لگانا" انتہائی مذموم فعل ہے۔ یہاں ان سے متعلق تین احادیث ملاحظہ ہوں: (1) جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ، 3/123، حدیث: 2373) (2) جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس پر الزام عائد کیا تو اللہ تعالیٰ جہنم کے پل پر اُسے روک لے گا یہاں تک کہ اپنے کہنے کے مطابق عذاب پالے۔ (ابو داؤد، 4/354، حدیث: 4883) (3) جو کسی مسلمان پر ایسی چیز کا الزام لگائے جس کے بارے میں وہ خود بھی جانتا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنمیوں کے خون اور پیپ جمع ہونے کے مقام) "رَدْغَۃُ الْخَبَال" میں اُس وقت تک رکھے گا جب تک کہ اپنے الزام کے مطابق عذاب نہ پالے۔ (مصنف عبد الرزاق، 11/ 425، حدیث: 20905)

جھوٹی گواہی اور الزام تراشی میں لوگوں کی حالتِ زار:

افسوس! فی زمانہ جھوٹی گواہی دینا ایک معمولی کام سمجھا جاتا ہے اور الزام تراشی کرنا تو اس قدر عام ہے کہ کوئی حد ہی نہیں، جس کا جو دل کرتا ہے وہ دوسروں پر الزام لگا دیتا اور جگہ جگہ ذلیل کرتا ہے اور ثبوت مانگیں تو یہ دلیل کہ میں نے کہیں سُنا تھا یا مجھے کسی نے بتایا تھا یا آپ کی بات کا مطلب ہی یہی تھا، اب کس نے بتایا؟ بتانے والا کتنا مُعْتَبَر تھا؟ اُس کو کہاں سے پتا چلا؟ اُس کے پاس کیا قابلِ قبول ثبوت ہیں؟ اُس نے بات کرنے والے کے دل کا حال کیسے جان لیا؟ کوئی معلوم نہیں۔ زیرِ تفسیر آیت اور بیان کردہ احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو اپنے اپنے طرزِ عمل پر غور کرنے کی شدید حاجت ہے۔

کان، آنکھ اور دل کے بارے میں سوال ہو گا:

آیت کے آخر میں فرمایا کہ **کان، آنکھ** اور **دل** سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا، یہ سوال اس طرح کا ہو گا کہ تم نے اُن سے کیا کام لیا؟ **کان** کو قراٰن و حدیث، علم و حکمت، وعظ و نصیحت اور ان کے علاوہ دیگر نیک باتیں سننے میں استعمال کیا یا لغو، بے کار، غیبت، اِلزام تراشی، زِنا کی تہمت، گانے باجے اور فُحش سننے میں لگایا۔ یونہی **آنکھ** سے جائز و حلال کو دیکھا یا فلمیں، ڈرامے دیکھنے اور بدنگاہی کرنے میں استعمال کیا اور **دل** میں صحیح عقائد اور اچھے اور نیک خیالات و جذبات تھے یا غلط عقائد اور گندے منصوبے اور شہوت سے بھرے خیالات ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹی گواہی اور الزام تراشی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں اپنے اعضا کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت اور رضا و خوشنودی والے کاموں میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نیکی اور گناہ کا خیال

ابو حمزہ عطّاری مدنی*

عظیم فقیہ حضرتِ سیّدُنا ابو سعید محمد بن محمد بن مصطفےٰ بن عثمان خادمی حَنَفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (سالِ وفات1176ھ) "بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ" میں لکھتے ہیں: دل میں گناہ کا خیال آنے کی پانچ قسمیں ہیں: 1 "ھَاجِس" جو خیال دل میں آئے 2 "خَاطِر" جو دل میں باربار آئے 3 "حدیثِ نَفس" دل میں اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تَرَدُّد ہو 4 "ھَمّ" اس کام کو کرنے کا خیال غالب ہوجائے 5 "عَزْم" اس کام کو کرنے کا خیال مزید مضبوط ہوجائے لیکن جزم نہ ہو۔ **ان کے احکام** "ھَاجِس" پر مُؤاخَذہ (یعنی پکڑ) نہ ہونے پر سب کا اِجماع ہے کیونکہ اس سے بچنا ناممکن ہے۔ اس کے بعد "خاطر" ہے جس کے دُور کرنے پر انسان قادِر ہوتا ہے کہ بُرائی کا خیال آتے ہی اس کی طرف سے توجہ ہٹا دے لیکن "خاطر" اور "حَدیثِ نَفس" حدیثِ مبارکہ[1] کی وجہ سے مُعاف ہے، جب حدیثِ نفس مُعاف ہے تو اس سے پہلے والے خیالات بدرجۂ اَولیٰ مُعاف ہیں۔

نیکی کا خیال اگر خیالات کی یہ تینوں قسمیں (یعنی ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس) نیکی کے بارے میں ہوں تو نیکی کرنے کا اِرادہ نہ ہونے کی وجہ سے ان پر ثواب نہیں ملے گا، بہرحال جب "ھَمّ" نیکی کے بارے میں ہو تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر گناہ کے بارے میں ہو تو گناہ نہیں لکھا جائے گا پھر اگر اللہ پاک کی رضا کے لئے گناہ سے باز رہے تو نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے گناہ کرلیا تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا، جبکہ عزم پر مُؤاخَذہ (یعنی پکڑ، گرفت) ہے۔ (بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ، 2/141) **قلبی خیالات کی مثال** اِن پانچ مَراتب کو اس مثال سے سمجھئے مثلاً "کسی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ چوری کرے تو یہ خیال "ھَاجِس" ہے، اگر یہ خیال بار بار آئے تو "خَاطِر" ہے، جب اس کا ذہن چوری کی طرف مائل ہوجائے اور وہ یہ مَنصوبہ بنائے کہ فُلاں مکان میں چوری کرنی ہے، اس کی فُلاں دیوار توڑنی ہے، فُلاں راستے سے واپس آنا ہے وغیرہ تو یہ "حَدیثِ نَفس" ہے اور جب وہ چوری کا اِرادہ کرلے اور غالب جانب چوری کرنے کی ہو لیکن مَغْلُوب گمان یہ ہو کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں لہٰذا چوری نہ کرنا ہی بہتر ہے، تو یہ "ھَمّ" ہے اور جب یہ مغلوب جانب بھی زائل ہوجائے اور وہ پختہ اِرادہ کرلے کہ چوری ضَرور کروں گا، چاہے پکڑا ہی کیوں نہ جاؤں تو یہ "عَزْم" ہے۔ پہلے چار مَرْتبوں پر مُؤاخَذہ (یعنی پکڑ) نہیں جبکہ پانچویں مرتبے یعنی عَزْم پر مُؤاخَذہ ہے اگرچہ وہ اپنے "عَزْم" پر کسی وجہ سے عمل نہ کرسکے، مثلاً چوری کے "عَزْم" سے وہ کسی مکان میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو کچھ ہے ہی نہیں، لہٰذا واپس آگیا تو اب اسے چوری کا گناہ ملے گا کیونکہ یہ چوری کا پختہ اِرادہ کرچکا تھا اگر یہاں مال ہوتا تو ضرور چوری کرتا۔

نیکی کی نیت کرنا بھی نیکی ہے مسلم شریف کی ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ (اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا:) مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً یعنی جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ نیکی نہ کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لئے دس لکھی جائیں گی اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر نہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا پھر اگر وہ کرلے تو اس کے لئے ایک ہی گناہ لکھا جائے گا۔ (مسلم، ص87، حدیث:411 ملتقطاً)

---

(1) فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: میری اُمّت کے دلوں میں جو وسوسے آتے ہیں، اللہ تعالٰی ان سے تجاوُز فرماتا ہے جب تک کہ وہ انہیں عمل میں نہ لائیں یا انہیں اپنے کلام میں نہ لائیں۔ (بخاری، 2/133، حدیث:2528)

* رکن مجلس المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: ”ھَمّ“ سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا غیر پُختہ اِرادہ کرے تب بھی اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جائے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عُذر یا ظاہری وجہ سے نہ کر سکے، جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قُرعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنّا کرنا بھی نیکی ہے، حُجّاج حج کو جارہے ہیں ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہارہا ہے تمنّا کر رہا ہے کہ میرے پاس پیسا ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضراتِ صحابۂ کرام (علیہمُ الرِّضوان) کی خوش نصیبی میں غور کر رہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے دیدار سے مشرّف ہوئے اور سوچتا ہے کہ۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاکِ گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن   مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامُرادی کے دن لکھے تھے

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور اِنْ شَآءَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کل اسے صحابۂ کرام (علیہمُ الرِّضوان) کے ساتھ حَشر نصیب ہو گا۔ ”اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی“ کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں: یعنی ارادۂ نیکی ایک نیکی ہے اور عملِ نیکی دس نیکیاں ہیں۔ یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی، وضو کرنا علیحدہ نیکی، مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے، اپنی شان کے شایان۔ مزید فرماتے ہیں: ”ھَمّ“ اور ”عَزْم“ میں فرق ہے، ”ھَمّ“ سے مراد ہے ”خیالِ گناہ“، یہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا توبہ کر لینا نیکی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/151، 152، ماخوذاً)

اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا   تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیے ہیں (حدائقِ بخشش، ص 101)

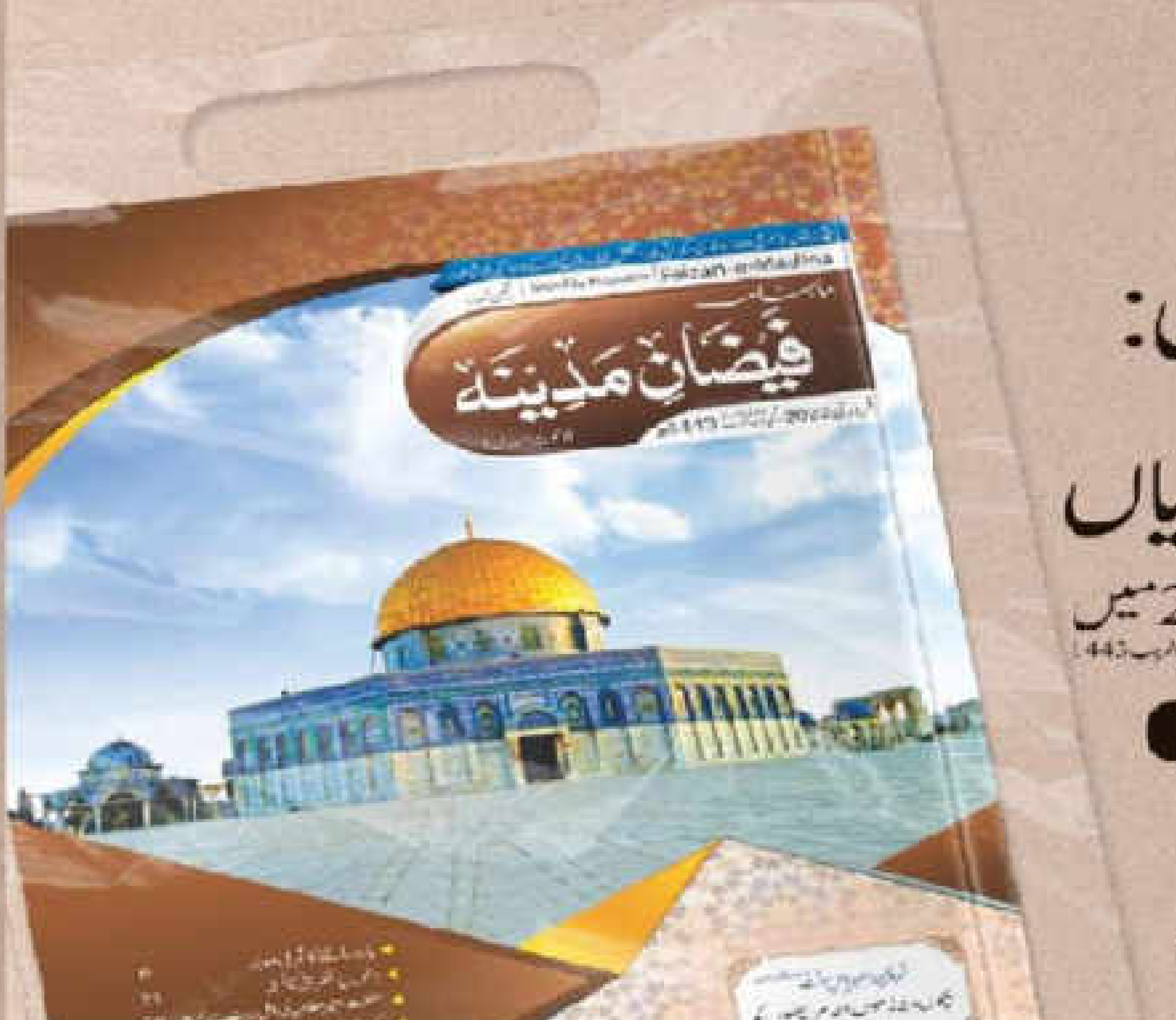

مدنی کلینک کا مضمون:

بچوں میں پیٹ کی بیماریاں

پڑھیں ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2022 میں

رنگین شمارہ	سادہ شمارہ
100/-	50/-

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے

آج ہی اس نمبر پر واٹس ایپ یا کال کیجئے۔

+92313-1139278

جھوٹ کی بدبو

ذوالقرنین عطاری مدنی

خالد کمرے میں کھیل رہا تھا جبکہ اُس کی امی کچن میں کام کر رہی تھیں۔ امی نے اچانک کوئی چیز گرنے کی آواز سُنی، دوڑ کر کمرے میں آئیں تو دیکھا کہ خالد میز (Table) پر کھڑا ہے اور اس کے پاس ہی زمین پر گلدان گر کر چکنا چور ہو چکا ہے۔ امی نے کہا: بیٹا! آپ نے گلدان توڑ دیا؟ خالد نے لڑکھڑاتی زبان سے کہا: وہ۔ وہ۔ امی جان! عمران بھائی نے توڑا ہے۔ امی نے کہا: بیٹا! عمران تو کب سے مدرسے میں پڑھنے گیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کہ خالد کچھ اور بولتا امی جان نے اُسے نہایت پیار سے اپنے پاس بلایا اور یوں سمجھانے لگیں: خالد بیٹا! **جھوٹ** بولنا بُرا کام ہے، آپ کو ابھی سے جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے ورنہ بڑے ہونے کے بعد آپ کے اندر جھوٹ بولنے کی عادت پختہ ہو جائے گی، آپ کو پتا ہے جھوٹ بولنے والے کو قیامت کے دن کیا سزا ملے گی؟ خالد نے کہا: نہیں امی، آپ ہی بتائیے! امی نے کہا: **"جھوٹا" دوزخ میں کُتّے کی شکل میں بدل جائے گا۔** (تنبیہ المغترین، ص194 ملتقطاً) خالد نے کہا: امی جان! یہ کُتے جیسی شکل ہونے والی بات سن کر تو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے، امی نے کہا: ہاں بیٹا! ڈرنا بھی چاہئے بلکہ خوفِ خدا پیدا کرنے والی باتیں پڑھتے اور سنتے رہنا چاہئے، اس سے گناہوں سے بچنے کا ذہن بنتا ہے اور یہ کتنی بری بات ہے کہ سامنے والا آپ کو سچا سمجھ رہا ہو اور آپ جھوٹ بول رہے ہوں، اس کا نقصان یہ ہوگا کہ آپ کی بات کا اعتبار اٹھ جائے گا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ آپ سچ بول رہے ہوں گے اور لوگ آپ کی بات کو جھوٹ سمجھ رہے ہوں گے۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کَذَّاب (یعنی بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم، ص1078، حدیث:6639) اور آپ کو پتا ہے کہ **جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔** (ترمذی، 3/392، حدیث:1979) امی کی باتیں سن کر خالد نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

بچوں کے جھوٹ بولنے کی 9 مثالیں

پیارے مدنی مُنّو اور مُنّیو! گندے بچوں کی ایک بری عادت "جھوٹ بولنا" بھی ہے، یہ کبھی جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں، پھر اپنی بات پر اَڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم نے جھوٹ نہیں بولا، اس طرح ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے بہت سارے جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں اور کبھی جھوٹ بول کر کہتے ہیں کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے حالانکہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ بولا جائے۔ گندے بچے کس کس طرح سے جھوٹ بولتے ہیں، آیئے ہم آپ کو اس کی کچھ مثالیں بھی بتاتے ہیں تاکہ اگر اب تک آپ کے منہ سے بھی اس طرح جھوٹی باتیں نکلتی رہی ہیں تو آپ توبہ بھی کرلیں اور آئندہ بھی بچیں:

(1) اس نے مجھے مارا ہے (حالانکہ مارا نہیں ہوتا) (2) میں نے تو اسے کچھ بھی نہیں کہا (حالانکہ کہا ہوتا ہے) (3) اس نے مجھے دھکا دیا تھا (حالانکہ خود ٹھوکر کھا کر گرے ہوتے ہیں) (4) اس نے میرا کھلونا توڑ دیا (حالانکہ اس نے نہیں توڑا ہوتا) (5) شور کرنے کے باوجود کہنا: میں تو شور نہیں کر رہا تھا (6) بھوک ہونے کے باوجود من پسند چیز نہ ملنے کی وجہ سے کہنا: "مجھے بھوک نہیں ہے" (7) نہ کرنے کے باوجود کہنا: میں نے ہوم ورک کرلیا ہے یا سبق یاد کر لیا ہے۔ (8) یہ جھوٹ بول رہا ہے (جبکہ معلوم ہے کہ یہ سچا ہے) (9) اپنی سیاہی (Ink) سے کپڑے گندے ہو گئے مگر ڈانٹ پڑنے پر کہنا: ایک بچے نے میرے کپڑوں پر سیاہی گرا دی تھی۔ پیارے مدنی مُنّو اور مُنّیو! آیئے! ہم پکا وعدہ کرتے ہیں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور یہ نعرہ لگاتے ہیں:

جھوٹ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے
نہ جھوٹ بولیں گے نہ بلوائیں گے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

معاشرے کے ناسور

بے باکیاں

محمد آصف عطاری مدنی*

ہمارے معاشرے میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو گناہوں میں ایسے بے باک (Bold) ہوچکے ہیں کہ اب انہیں گناہ کرتے وقت کوئی جھجک ہوتی ہے اور نہ کرنے کے بعد کوئی شرمندگی! افسوس! آج نماز نہ پڑھنا، رمضان کے روزے چھوڑ دینا، سُود و رشوت کا لین دین، زمینوں پر قبضہ، گلی کوچوں میں موبائل ورقم چھیننا، گالیاں بکنا، جُوا کھیلنا، ناجائز بچوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کرکے ان کی لاش کچرے کے ڈھیر پر پھینک دینا، بچیوں سے زیادتی کرنے کے بعد انہیں قتل کر دینا یا جلا دینا، اپنے عاشقِ نامراد کو پانے کے لئے سگی اولاد کو قتل کر دینا، گندی ویڈیوز سوشل میڈیا پر اَپ لوڈ کرنا، کسی کے چہرے پر تیزاب پھینکنا، قرض دبانا اور اس جیسے سینکڑوں گناہ بے باکی سے کئے جارہے ہیں۔ جب ان گناہوں میں مبتلا ہونے والوں کو سمجھایا جائے تو کچھ منہ پھٹ قسم کے لوگ اس طرح کے جوابات بھی دیتے ہیں: ❋ تم اپنا راستہ ناپو ❋ ہمیں نہ روکو ❋ ہم کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے ❋ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا! وغیرہ وغیرہ۔ ذرا سوچئے! جب کوئی اپنی غلطی تسلیم ہی نہیں کرے گا وہ آئندہ اس سے بچے گا کس طرح! کیسے گناہوں پر شرمندہ ہوکر توبہ کرے گا! اس سے بھی تشویش ناک بات یہ ہے کہ کچھ لوگ اتنے بے باک اور سرکش ہوتے ہیں کہ دوسروں کو بھی گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں اور اگر کوئی دوسروں کو نیکی کی دعوت دے کر گناہوں سے باز رہنے کا کہے تو یہ اس سے لڑائی جھگڑے پر اتر آتے ہیں۔ **گناہ سے بڑا گناہ** حضرتِ سیّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنھما اِرشاد فرماتے ہیں: **اے گناہ کرنے والے!** تو بُرے خاتمے سے بے خوف نہ ہو اور جب تو کوئی گناہ کرلے تو اس کے بعد اس سے **بڑا گناہ** نہ کر! تیرا دائیں، بائیں جانب کے فرشتوں سے حیا میں کمی کرنا اس گناہ سے **بڑا گناہ** ہے جو تونے کیا! اور تیرا گناہ کرلینے پر خوش ہونا اس سے بھی **بڑا گناہ** ہے حالانکہ تُو نہیں جانتا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے ساتھ کیا سُلوک

دونوں میں کتنا فرق ہے! بخاری شریف میں حضرتِ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: مؤمن اپنے گناہوں کو اس انداز سے دیکھ رہا ہوتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ (Mountain) تلے بیٹھا ہے اور اسے ڈر ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اِس کے اوپر نہ آگرے جبکہ فاسق وفاجر کے نزدیک گناہوں کا مُعاملہ ایسا ہے گویا کوئی مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور اس نے ہاتھ کے اِشارے سے اُڑا دی۔ (بخاری، 4/190، حدیث: 6308) حکیم الاُمّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: مؤمن کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہِ صغیرہ کو بھی ہلکا نہیں جانتا، وہ سمجھتا ہے کہ چھوٹی چنگاری بھی گھر جلا سکتی ہے، اس لئے وہ ان کے کرلینے پر بھی جرأت نہیں کرتا اور اگر ہوجائیں تو فوراً توبہ کرلیتا ہے، گناہوں سے خوف کمالِ ایمان کی علامت ہے۔ مزید فرماتے ہیں: (بدکار شخص) چھوٹے کیا، بڑے گناہوں کو بھی ہلکا جانتا ہے، کہتا ہے کہ میں نے گناہ کرلیا تو کیا ہوا! ربّ غفور رحیم ہے، بخش دے گا۔ یہ خیال "اُمید" نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے "بے خوفی" ہے جو کفر تک پہنچا دیتی ہے، انسان پہلے چھوٹے گناہ کو ہلکا جانتا ہے، پھر بڑے گناہوں کو، پھر کفر و شرک کو بھی معمولی چیز سمجھنے لگتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/375)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہ پہلے بھی ہوتے تھے لیکن کرنے والے بعد میں پچھتاتے اور اپنے گناہ کو چھپاتے تھے اور سمجھانے پر توبہ بھی کرلیا کرتے تھے، پھر زمانے نے رنگ بدلا اور اب

* مُدیر (Chief Editor)
ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

فرمانے والا ہے! (تاریخ ابن عساکر، 10/60ملخصاً) **دل کالا ہو جاتا ہے** گناہوں کے عادیوں کو خبر دار کرتے ہوئے حُجّۃُ الْاِسلام حضرت سیّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں: بیشک گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے، اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، اِطاعت کی سعادت نہیں ملتی اور نصیحت اثر نہیں کرتی۔ تم کسی بھی گناہ کو معمولی مت سمجھو اور کبیرہ گناہوں پر اِصرار (یعنی مسلسل) کرنے کے باوجود اپنے آپ کو توبہ کرنے والا گمان نہ کرو۔ (منہاج العابدین، ص24) **گناہوں میں بے باک ہونے کی 8 وجوہات** (1) علمِ دین کی کمی بھی بے باکی کی ایک بڑی وجہ ہے کیونکہ جو مسلمان علم رکھتا ہوگا کہ یہ کام گناہ ہے اور اس کی سزا یہ ہے، وہ اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے گا (2) بُری صحبت بھی اپنا رنگ دکھاتی ہے، گالیاں بکنے والوں میں بیٹھنے والا گالیاں نہیں بکے گا تو اور کیا کرے گا! (3) حیا باقی نہ رہنا بھی ایک سبب ہے کیونکہ ہمارے سچے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بہت پہلے فرما دیا کہ جب تجھ میں حیا نہیں رہے تو جو چاہے کر۔ (بخاری، 2/470، حدیث:3484) (4) گناہ کرنے میں آسانی (Easiness) بھی اپنا کردار ادا کرتی ہے (5) فوری گرفت نہ ہونا بھی گناہوں پر دلیر ہونے کی ایک وجہ ہے (6) انسان کا نفس اسے سزاؤں کے بارے میں سوچنے ہی نہیں دیتا، یوں وہ گناہوں پر جراءت مند ہو جاتا ہے (7) گئے وقتوں میں سوشل سسٹم (معاشرتی نظام) بھی انسان کو برائیوں سے باز رکھتا تھا، گھر میں ماں باپ، چچا، تایا بھی تربیت کرتے تھے اور باہر گلی محلے میں بڑی عمر کے سمجھدار لوگ بھی نوجوانوں کو برائیوں میں مبتلا دیکھ کر سمجھا دیا کرتے تھے، اب وہ سوشل سسٹم بھی تقریباً ٹوٹ چکا، نوجوان اب ماں باپ کی نہیں سنتے باہر والوں کی کہاں سنیں گے! (8) میڈیا و سوشل میڈیا کا کردار سب سے خطرناک ہے، اس پر دکھائی جانے والی فلموں ڈراموں کی کہانیوں، ٹاک شوز (Talk Shows) اور طرح طرح کے اشتہاروں کے انداز نے اسلامی معاشرے کے دامن پر جو بجلیاں گرائی ہیں، اٹھتا ہوا دھواں اس کا گواہ ہے۔ **کیا ہم برداشت کرسکتے ہیں؟** آج گناہوں میں بڑا مزہ آتا ہے، بڑی لذت (Enjoyment) محسوس ہوتی ہے مگر سب نقلی اور جعلی ہے، زندگی کا حقیقی لطف (Pleasure) تو نیکیوں میں ہے جبکہ گناہوں کا انجام جہنم ہے اور جہنم کے عذابات ایسے ہولناک ہیں جنہیں برداشت کرنے کا ہم تصور بھی نہیں کرسکتے ❁ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 70 گُنا تیز ہے ❁ اگر جہنم کو سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین اس کی گرمی سے مر جائیں ❁ اگر جہنمیوں کو باندھنے والی ایک زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے کسی پہاڑ پر رکھ دی جائے تو وہ پگھل جائے ❁ جہنم میں اُونٹ کے برابر سانپ ہیں، ان میں سے اگر کوئی سانپ کسی کو کاٹ لے تو چالیس سال تک اس کا درد محسوس ہوتا رہے گا ❁ اس میں خچر کے برابر بچھو ہیں جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک تکلیف محسوس ہوتی رہے ❁ جہنم کا ہلکا ترین عذاب یہ ہے کہ انسان کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، جس سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولنے لگے گا۔

گر تُو ناراض ہوا تو میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب

ابھی بھی وقت ہے گناہوں میں سرکشی اور بے باکی کی وجہ سے سابقہ قوموں مثلاً قومِ لوط، قومِ عاد، قومِ نوح اور قومِ صالح پر دنیا ہی میں اللہ کا قہر نازل ہوا اور وہ رہتی دنیا تک داستانِ عبرت بن گئے۔ ہمیں اللہ پاک کے عذاب سے ڈرنا چاہئے، دنیا میں چاہے ہمیں کوئی کچھ نہ کہے، نافرمانیوں کا رزلٹ مرنے کے بعد پتا چلے گا لیکن اس وقت بڑی دیر ہو چکی ہوگی، ابھی ہم زندہ ہیں نہ جانے کس دن کتنے بجے ہمیں موت آجائے! زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانئے اور گناہوں سے رُک جائیے، اپنے رب پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیجئے اور نیکیاں کمانے میں مصروف ہو کر اپنی دنیا و آخرت دونوں سنوار لیجئے۔ اللہ تعالٰی ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

معاشرے کے ناسور

لعنت کے اسباب

عثمان فاروقی عطاری مدنی*

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارا روزمرہ کا مُشاہَدہ ہے کہ لوگ بلا جھجک (Without Hesitation) ایک دوسرے پر لعنت کرتے رہتے ہیں اور انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کس قدر قبیح (بُرے) فعل کا اِرْتِکاب کر رہے ہیں۔

لعنت در حقیقت کیا ہے؟ حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: لعنت یعنی رحمتِ الٰہی سے دور ہوجانے کی بددُعا کرنا۔[1] فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ یعنی مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔[2] حضرت علّامہ عبد الرءوف مُناوی علیہ رحمۃ اللہ الکافی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی اس گناہ کو قتل کے گناہ کا دَرَجہ دیا گیا ہے۔[3]

بَسا اوقات کسی بدنامِ زمانہ شخص کو لعنت کا ہَدَف (Target) بنایا جاتا ہے، اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے والد ماجد رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن حضرت علّامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: کسی پر لعنت کرنا ثواب نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے، کیا فائدہ! اس سے بہتر کہ اس قدر وقت ذکر و دُرُود میں صَرف کرے کہ عظیم ثواب ہاتھ آئے، اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا تو اللہ پاک شیطان پر لعنت کرنے کا حکم دیتا، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے (کفر پر) مرنے کی (یقینی) خبر نہ ہو اس پر لعنت نہ کرے اگر وہ لعنت کے لائق ہے تو اس پر لعنت کہنے میں وقت ضائع کرنا ہے اور اگر وہ لعنت کا مُسْتَحِق نہیں تو بے وجہ گناہ اپنے سر لینا ہے۔[4] یہاں تک کہ بے جان چیزوں پر بھی لعنت کرنے کو منع فرمایا گیا اور بے قصور پر لعنت کرنے والے کو لعنت کا حق دار قرار دیا گیا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک بار نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک شخص نے کسی سبب سے ہوا (Air) کو بُرا بھلا کہا اس پر آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: ہوا کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو (اللہ پاک کے) حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی۔[5]

خوش قسمتی سے اگر ہم لعنت کرنے کے مذموم (قابلِ مذمّت) عمل سے بچے ہوئے بھی ہوں مگر بدقسمتی سے ایسے کئی غیر شرعی کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں جو ہمیں لعنت کا مُسْتَحِق بنا رہے ہوتے ہیں، قراٰنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں ایسے کئی بدنصیب لوگوں کا ذکر ہوا ہے، جن کو ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

معاشرتی لحاظ سے جھوٹ بولنے والا[6]، والدین کو گالی دینے والا[7]، شوہر کی ناراضی میں رات گزارنے والی عورت[8]، دوسروں کو بُرے نام سے پکارنے والا[9]، فتنہ و فساد پھیلانے والا[10]، پاک دامن عورت پر بُرائی کا اِلزام لگانے والا[11]، دریا یا تالاب کے کنارے یا بیچ راستے میں یا پھل دار درخت کے سائے میں پیشاب کرنے والا[12] اور زبردستی لوگوں پر حاکم بننے والا[13] لعنت کے عِتاب میں گرفتار ہیں۔

بننے سنورنے کے لحاظ سے مرد جو عورتوں کی اور عورت جو مردوں کی صورت اپنائے[14]، کسی انسان یا اپنے ہی بالوں کو سر کے بالوں میں جوڑنے والی، جُڑوانے والی، اسی طرح ابرو (Eye Brow) کے بال نوچ کر خوبصورت بنانے اور بنوانے والی

* شعبہ فیضانِ اولیا و علما، المدینۃ العلمیہ، بابُ المدینہ کراچی

اور کسی نوک دار چیز کے ذریعہ جلد میں رنگ بھرنے، نقش و نگار (Tattoos) بنانے یا پھر نام لکھنے والی اور یہ عمل کروانے والی عورت بھی لعنت کی سزاوار ہے۔[15]

مُعاشی لحاظ سے سود لینے اور دینے والا، اس کے کاغذات (Documents) تیار کرنے والا اور اس پر گواہ بننے والا[16]، شراب بنانے، بنوانے اور بیچنے والا، اس کی قیمت کھانے والا، شراب خریدنے والا اور جس کے لئے شراب خریدی گئی سب لعنت کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ شراب پینے پلانے والے، شراب اُٹھانے والے اور جس کے پاس شراب اُٹھا کر لائی گئی یہ سب بھی ملعون ہیں۔[17]

دینی لحاظ سے جس نے کفر کیا اور کفر پر مرا[18]، اللہ کی وَحْدَانِیّت اور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نبوت کا انکار کرکے[19] اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچانے والا[20]، بغیر علم کے شَرْعی مسائل بتانے والا[21]، تقدیر کو جھٹلانے والا، اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے والا، سنتِ رسول کو چھوڑدینے والا[22] اور بحیثیتِ قوم لوگوں کا نیکی کی بات کا حکم نہ دینا، بُرائی سے منع نہ کرنا اور ظالم کو ظلم سے روک کر اسے درست بات کی طرف نہ لانا بھی لعنت کا سبب ہے۔[23] اس کے علاوہ جانور کے چہرے کو داغنا یا چہرے پر مارنا[24]، نعمت ملنے پر ڈھول باجے بجانا اور مصیبت کے وقت چیخنا چلانا بھی لعنت کا سبب قرار دیا گیا ہے۔[25]

یاد رکھئے! دینِ اسلام میں جن کافروں پر لعنت کی گئی وہ ہمیشہ کے لئے اللہ کی رحمت اور جنّت سے دور ہوگئے جیسے ابوجَہْل، فرعون وغیرہ جبکہ جن گناہگار مسلمانوں پر لعنت کی گئی اس سے مراد اللہ تعالٰی کی خاص رَحْمتوں، قُربتوں سے دور ہونا ہے، اس صورت میں بحیثیتِ مجموعی لعنت کرنا تو جائز ہے جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور ظالموں پر خدا کی لعنت کہہ سکتے ہیں، کسی خاص شخص پر لعنت نہیں کرسکتے۔[26]

آج کی بے سُکون زندگی میں ہماری بداعمالیوں کا بڑا دَخْل ہے جیسا کہ مذکورہ جرائم کا مُرْتَکِب ہونا رحمتِ الٰہی سے دور ہونے کا ایک سبب ہے یا دوسروں پر لَعْن طَعْن کرکے لڑائی جھگڑے کے ذریعے نفرتوں کے بیج بونا باہمی امن کے تباہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے لہٰذا غضبِ الٰہی سے بچنے، رَحمتِ خداوندی پانے، گھریلو اور معاشرتی امن و امان حاصل کرنے کے لئے ہمیں دینِ اسلام میں بیان کئے گئے لعنت کا مستحق بنانے والے اعمال سے بچنا ہوگا ساتھ ہی لَعْن طَعْن کرنے کے مذموم عمل کو بھی ترک کرنا ہوگا۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مؤمن کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: مؤمن نہ طعنہ دینے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فُحْش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔[27]

اللہ پاک ہمیں لَعْن طَعْن کرنے اور لعنت کے اسباب سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مراٰۃ المناجیح، 5/127 (2) بخاری، 4/127، حدیث: 6105 (3) فیض القدیر، 5/472، تحت الحدیث: 7621 (4) فضائل دعا، ص197 بتغیر (5) ترمذی، 3/394، حدیث: 1985 (6) پ3، اٰل عمرٰن: 61 (7) صحیح ابن حبان، 4/298، حدیث: 4400 (8) مسلم، ص578، حدیث: 1436 (9) فیض القدیر، 6/163، تحت الحدیث: 8666 (10) فیض القدیر، 4/606، تحت الحدیث: 5975 (11) پ18، نور: 23 (12) ابوداؤد، 1/43، حدیث: 26 (13) مسلم، ص623، حدیث: 1508 (14) مسند احمد، 1/727، حدیث: 3151 (15) ابوداؤد، 4/106، حدیث: 4170، بہارِ شریعت، 3/596، مرقاۃ، 8/245، تحت الحدیث: 4468 (16) مسلم، ص663، حدیث: 1598 (17) ترمذی، 3/47، حدیث: 1299 (18) پ2، بقرۃ: 161 (19) مدارک، ص950 (20) پ22، احزاب: 57 (21) کنز العمال، جز: 10، 5/84، حدیث: 29014 (22) مستدرک، 3/375، حدیث: 3996 (23) ابوداؤد، 4/163، حدیث: 4337 (24) ابوداؤد، 3/37، حدیث: 2564 (25) کنز العمال، جز: 8، 15/95، حدیث: 40654 (26) فضائل دعا، 192 ملتقطا (27) ترمذی، 3/393، حدیث: 1984۔

معاشرے کے ناسور

جہالت

محمد آصف عطاری مدنی*

مکّۂ پاک کی مسجدُ الحرام کے ایک خادم کے بیان کا خلاصہ ہے کہ میری ڈیوٹی صفا و مروہ کے قریب زَم زَم شریف کے کولروں پر تھی، ایک صاحب میرے پاس آئے جن کی عمر تقریباً 50 سال ہوگی اور وہ اچّھے خاصے صحت مند تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ "ہم میاں بیوی لاہور سے عمرہ کرنے آئے ہیں، ہم نے سات چکر صفا مروہ کے تو لگا لئے ہیں کیا کچھ اور کرنا بھی باقی ہے؟" انہوں نے طواف کئے بغیر ہی صفا مروہ کی سعی کرلی تھی۔ مجھے علمائے کرام کی صحبت اور وہاں پر عملی تجرِبات کی وجہ سے اچّھی خاصی معلومات ہوچکی تھیں، میں نے انہیں بتایا کہ عمرے میں پہلے خانۂ کعبہ کا طواف کرنا ہوتا ہے پھر طواف کے دو نفل پڑھ کر صفا مروہ کے سات چکر لگانے ہوتے ہیں، اس کے بعد سعی کے دو نفل پڑھ کر احرام کھولنا ہوتا ہے (یعنی مرد کو سر منڈانا اور عورت کو ایک پورے کے برابر سر کے بال کاٹنا ہوتے ہیں)۔ یہ سن کر بڑے میاں تو یہ سارے کام کرنے پر تیار ہوگئے لیکن ان کی بیوی کہنے لگی کہ میں تو بہت تھک گئی ہوں، اب مجھ سے نہیں ہوتا، اللہ معاف کرنے والا ہے۔ (اَلْاَمان وَالْحَفِیظ یعنی اللہ کی پناہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین نُور ہے جس کی روشنی میں دنیا و آخرت کا سفر بہترین انداز میں طے ہوتا ہے جبکہ جہالت ایک ناسور ہے جو انسان سے قدم قدم پر غلطیاں کرواتا ہے جس کی وجہ سے اس کی آخرت تباہ ہوسکتی ہے۔ علمِ دین سے جتنی دوری ہوگی اسی قدر جہالت سے نزدیکی ہوگی۔ یاد رہے کہ خالی اپنا نام لکھ لینے یا لکھا ہوا پڑھ لینے سے جہالت کے اندھیرے دُور نہیں ہوجاتے بلکہ حقیقۃً پڑھا لکھا وہ ہے جو علمِ دین رکھتا ہو۔ **جاہلوں کی قسمیں** جاہلوں کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہوتی ہیں: **ایک** وہ جو جانتے ہیں کہ ہمیں دین کا علم نہیں ہے ایسے لوگ علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی تیار ہوجاتے ہیں اور مفتی یا عالمِ دین سے راہنمائی بھی لیتے رہتے ہیں۔ **دوسرے** وہ لوگ جنہیں یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم جاہل ہیں، ایسے لوگ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہتے ہیں علمِ دین سیکھنے کا بولا جائے تو انہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ **تیسرے** وہ لوگ جو جاہل ہوتے ہوئے بھی اس خوش فہمی میں رہتے ہیں ہم بھی دین کا علم رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو علمِ دین سکھایا جائے تو کہتے ہیں: "ہمیں نہ سکھاؤ، ہمیں آتا ہے۔" **اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے لوگ** اسلام نے زندگی کے ہر معاملے کے لئے راہنمائی کی ہے، ایک مسلمان کو عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے گھر بار، کاروبار، شادی بیاہ، غمی خوشی، رہن سہن، کھانے پینے، بولنے سننے وغیرہ کے معاملات بھی شرعی احکام کے مطابق انجام دینا ضروری ہیں مگر افسوس! اب ایسا نازک دور آیا کہ اوّل تو لوگ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے بارے میں حکمِ شریعت معلوم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور اگر معلوم کر بھی لیں تو اس شرعی حکم پر عمل کرنے کا جذبہ نہیں ہوتا۔ پھر عوام میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو مفتی یا عالم سے معلومات حاصل کرنے کے بجائے غلط مسائل بتاتا ہے، یوں خود بھی ڈوبتا ہے اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتا ہے، پھر اگر وہ بدنصیب "لبرلز (Liberals یعنی مادر پدر آزادی چاہنے والوں)" میں سے ہو تو اس کے منہ سے اس طرح کے کلمات بھی سنائی دیں گے: ان مولویوں کو کیا پتا؟ انہیں دین کی کیا خبر؟ مولاناؤں کی باتوں پر عمل کیا تو ہم ترقّی نہیں کرسکیں گے! یہ ہمیں پتھّر کے دور میں واپس لے جانا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ **جس کا کام اسی کو ساجھے** عربی زبان کا محاورہ ہے: لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ (یعنی ہر کام کے لئے ماہرین ہوتے ہیں) یہی بات اردو میں یوں مشہور ہے: "جس کا کام اُسی کو ساجھے"، شاید کبھی آپ نے دیکھا ہو کہ اچّھا بھلا سمجھدار آدمی بھی میڈیکل چیک اَپ کرواتے وقت عجیب حرکتیں کرنے لگتا ہے، ڈاکٹر کے ایک اِشارے پر پورا منہ کھول کر دانت، زبان اور گلا اندر تک دکھاتا ہے، ڈاکٹر سینے یا کمر پر اسٹیتھو سکوپ (Stethoscope) رکھ کر تیز تیز سانس لینے کا بولے تو یہ پوری فرمانبرداری سے عمل کرتا ہے چاہے اس وقت دَمے (سانس کی بیماری) کا مریض کیوں نہ لگ رہا ہو! "بازو اوپر کرو، گردن گھماؤ، سیدھے کھڑے ہوجاؤ، تھوڑا چل کر دکھاؤ، جھک کر دکھاؤ،" ڈاکٹر جتنی فرمائشیں کرے مریض کسی غلام کی طرح فوراً پوری کرتا ہے،

* مُدیر (Chief Editor)
ماہنامہ فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

ایسے شخص سے اگر پوچھا جائے کہ یہ سب حرکتیں کیوں کر رہے ہو تو جواب ملے گا کہ جناب! ڈاکٹر کے کہنے پر، یہ اس کا شعبہ ہے کیونکہ وہ میڈیکل پڑھا ہوا ہے۔ کوئی مریض ڈاکٹر کو یہ جواب نہیں دیتا کہ جناب تھوڑا بہت میں بھی میڈیکل جانتا ہوں، بخار بھی چیک کرلیتا ہوں، یا کوئی یوں بولتا ہو کہ ڈاکٹروں کو میڈیکل کی کیا سمجھ! خوامخواہ اچھے بھلے بندے کو بستر پر لٹا دیتے ہیں، کڑوی اور مہنگی دوائیاں وہ بھی کئی کئی دن تک کھانے کا بولتے ہیں مگر آہ! جب بات مفتی صاحب یا عالمِ دین کی آتی ہے تو یہی حق اس کو دینے کو تیار نہیں ہوتے کہ جناب آپ دین کا علم رکھتے ہیں آپ جو کہیں گے اسی پر عمل کروں گا، یہاں تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر شرعی مسئلہ اپنی خواہش کے مطابق نکلا تو ٹھیک! اور اگر اپنے مفاد کو نقصان پہنچتا ہو تو علمائے کرام کو بُرا بھلا تک کہہ ڈالتے ہیں کہ یہ غلط مسئلے بتاتے ہیں۔ **علمائے کرام کی عزّت کرنا سیکھیں** دنیا میں اس وقت کئی مذاہب کے پیروکار موجود ہیں، جو باطل ہوتے ہوئے بھی اپنے مذہبی پیشواؤں کے خلاف نہ خود بولتے ہیں نہ کسی اور کو بولنے دیتے ہیں بعض تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں، جبکہ دوسری طرف مخصوص ذہنیت کے لوگ ہیں جو خود علمائے اسلام کی عزّت نہیں کرتے اور ان کے خلاف بولنے سے نہیں جھجکتے وہ دوسروں کو اپنے مذہبی پیشواؤں کی بے ادبی اور بے حُرمتی کرنے سے کیا روکیں گے! یاد رکھئے! جو اپنے بڑوں کی عزّت نہیں کرتے ان کی اپنی عزّت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ایسوں کو توبہ اور علمائے اسلام کی قدر جاننے کی توفیق دے۔ **غلط مسائل پر عمل** عوام میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو شریعت پر عمل کرنے کے گمان میں غلط مسائل پر عمل کر رہا ہوتا ہے، مثلاً ✖ "سفر میں جس طرف چاہو منہ کرکے نماز پڑھ لو" حالانکہ اس کی مکمل راہنمائی موجود ہے کہ قبلے کی سمت (Qibla Direction) کیسے معلوم کی جاسکتی ہے اگر پھر بھی معلوم نہ ہوسکے تو نماز میں رُخ کس طرف کرنا ہے؟[1] ✖ "دودھ پیتے بچّے کا پیشاب پاک ہوتا ہے" حالانکہ دودھ پیتے بچّے کا پیشاب بھی نَجاستِ غلیظہ اور ناپاک ہے۔ (بہارِ شریعت، 1/390ملخصاً) ✖ "منہ بولے بیٹے یا بھائی سے پردہ نہیں کیا جاتا" حالانکہ کسی کو باپ، بھائی یا منہ بولا بیٹا بنالینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ وہ نامحرم ہی رہتا ہے اور اس سے پردہ ضروری ہے۔ (پردے کے بارے میں سوال جواب، ص67ملخصاً) ✖ بعض مقامات پر اولاد کو عاق (یعنی نافرمانی کی وجہ سے اولاد کو فرزندی سے محروم) کردیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اب اولاد اولاد ہونے سے خارج اور ترکہ (وراثت میں چھوڑے ہوئے مال) سے محروم ہوگئی یہ نری جہالت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 26/349ملخصاً) ✖ دیہاتی علاقوں میں پنچایت کے فیصلے ایسے لوگ کرتے ہیں جنہیں دین کی کچھ سمجھ نہیں ہوتی، ان کے اکثر فیصلے شریعت کے مخالف اور ظلم و زیادتی پر مبنی ہوتے ہیں، ایسے خلافِ شرع فیصلے کو ماننا قطعاً ضروری نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 18/467ماخوذاً) ✖ "استاذ سے کیا پردہ!" حالانکہ استاذ اور شاگردہ کا پردہ بھی ضروری ہے کیونکہ پردے کے معاملے میں اُستاذ، عالم و غیرِ عالم، پیر سب برابر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/639ملخصاً) ✖ مغرب کے وقت کے بارے میں بھی ایک عام غَلَط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ جیسے ہی جماعت ہوگئی لوگ سمجھتے ہیں کہ وقتِ مغرب ختم ہوگیا جبکہ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب کے بعد سے تقریباً ایک گھنٹے سے کچھ زائد دیر تک ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/153ملخصاً) یہ چند مثالیں دی ہیں، غور کیا جائے تو لمبی لسٹ بن سکتی ہے۔ **علم دین سیکھ لیجئے** جہالت کے اندھیرے سے نکلنے کے لئے علمِ دین کی روشنی ضروری ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ، 1/146، حدیث:224) ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان کو عقائد، نماز، روزے کا علم ہونا فرض، جس پر زکوٰۃ فرض ہو اسے زکوٰۃ اور تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہیں۔ اسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہیں۔ نیز مسائلِ قلب یعنی فرائضِ قلبیہ (باطنی فرائض) مثلاً عاجزی و اخلاص اور توکل وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور باطنی گناہ مثلاً تکبّر، ریاکاری، حسد وغیرہا اور ان کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ (تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد23 ص623، 624 دیکھئے) علمِ دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کا جذبہ پانے کے لئے عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجانا مفید ترین ہے۔

---

(1) اس کی تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت، حصہ 3، جلد 1، صفحہ 661 تا 662 پڑھئے

محمد آصف عطاری مدنی*

جھوٹے الزامات

کسی مسلمان کا برائیوں اور گُناہوں میں مُبتلا ہونا بلاشُبہ بُرا ہے لیکن کسی پر گُناہوں اور بُرائیوں کا جھوٹا اِلزام لگانا اِس سے کہیں زیادہ بُرا ہے۔ ہمارے مُعاشرے میں جو بُرائیاں ناسُور کی طرح پھیل رہی ہیں ان میں سے ایک تُہمت وبہتان یعنی جھوٹا اِلزام لگانا بھی ہے۔ چوری، رشوت، جادو ٹونے، بدکاری، خِیانت، قتل جیسے جھوٹے اِلزامات نے ہماری گھریلو، کاروباری، دفتری زندگی کا سُکون برباد کرکے رکھ دیا ہے۔ **پیپ اور خون میں رکھا جائے گا** نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس وقت تک رَدْغَۃُ الْخَبال (یعنی جہنّم میں وہ جگہ جہاں دوزخیوں کی پیپ اور خون جمع ہوگا۔ اس) میں رکھے گا جب تک اس کے گناہ کی سزا پوری نہ ہولے۔ (ابوداؤد، 3/427، حدیث:3597) **رُسوائی اور بدنامی کا سامنا** دُشمنی، حسد، راستے سے ہٹانے، بدلہ لینے، سَستی شہرت حاصل کرنے کی کیفیات میں گُم ہوکر تُہمت و بہتان تراشی کرنے والے تو اِلزام لگانے کے بعد اپنی راہ لیتے ہیں لیکن جس پر جھوٹا الزام لگا وہ بقیہ زندگی رُسوائی اور بدنامی کا سامنا کرتا رہتا ہے اور بعض اوقات یہی جھوٹا اِلزام غلط فہمی کی بنا پر بھی لگادیا جاتا ہے، اس بات کو ایک فرضی حکایت سے سمجھئے، ایک گاؤں میں پنچائت لگی ہوئی تھی، معاملہ بھینس کی چوری کا تھا، گاؤں کے اسکول کے ماسٹر صاحب (Teacher) بھی موجود تھے، اچانک ایک دیہاتی ہانپتا ہوا وہاں آیا اور بُلند آواز سے کہنے لگا: ماسٹر جی! وہ بھینس آپ کے باڑے سے مل گئی ہے۔ یہ سن کر ماسٹر صاحب نے اپنا سر پکڑ لیا، پنچائیت کے لوگ بھی حیرت زدہ رہ گئے، لیکن ماسٹر صاحب کے سامنے کچھ بولنے کی ہمّت نہیں ہوئی لہٰذا ایک ایک کرکے کِھسک لئے۔ وہ دیہاتی بھی چلا گیا۔ ماسٹر صاحب شرمندگی اور افسوس کے مارے وہیں سکتے کے عالَم میں بیٹھے رہے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ دیہاتی دوبارہ بھاگتا ہوا آیا اور ماسٹر صاحب کے پاؤں پکڑ کر کہنے لگا: مجھے معاف کردیں! وہ بھینس آپ کے باڑے سے نہیں بلکہ ساتھ والے باڑے سے ملی ہے۔ ماسٹر جی صدمے کی حالت میں اتنا ہی کہہ سکے: اب تم سارے گاؤں میں اعلان بھی کروادو تو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ لوگ اب مجھے "چور" کے نام سے یاد کیا کریں گے۔ **تہمت کا شرعی حکم** اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرامِ قطعی ہے خُصوصاً مَعَاذَاللہ اگر تہمتِ زِنا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، 24/386) **عورت پر اِلزامات لگانا** کسی عورت پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگانا زیادہ خطرناک ہے لیکن بعض بے باک (Bold) لوگ یہ بھی کر گزرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ اس عورت اور اس کے گھر والوں پر کیا گزرے گی! جو کسی عورت پر زنا کا اِلزام لگائے اور چار گواہوں کی مدد سے اسے ثابت نہ کرسکے تو اس کی شَرعی سزا "حدِّ قَذْف" ہے یعنی سلطانِ اسلام یا قاضیِ شَرع کے حکم سے اسے 80 کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کا اُخروی نقصان بھی سن لیجئے، چنانچہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی

* مُدیر (Chief Editor) ماہنامہ فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ قَذْفَ الْمُحْصَنَۃِ یَھْدِمُ عَمَلَ مِائَۃِ سَنَۃٍ یعنی کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تُہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔ (معجم کبیر، 3/168، حدیث:3023) فیض القدیر میں ہے: یعنی اگر بِالفرض وہ شخص سو سال تک زندہ رہ کر عبادت کرے تو بھی یہ بُہتان اس کے ان اعمال کو ضائع کر دے گا۔ (فیض القدیر، 2/601، تحت الحدیث: 2340)

ہوٹل ملازم نے خود کو آگ لگا دی

کسی پر جھوٹا اِلزام لگانا بہت آسان سمجھا جاتا ہے لیکن جس پر اِلزام لگا بسا اوقات اس کی نسلیں بھی متأثر ہوتی ہیں، ذرا سوچئے جس کی اولاد کو یہ طعنہ ملے کہ تمہارا باپ چور (Thief) ہے اس کے دل پر کیا گزرے گی؟ 30 مارچ 2018ء کو پنجاب پاکستان کے کسی شہر کے ایک ہوٹل میں افسوس ناک واقعہ پیش آیا، میڈیا رپورٹ کے مطابق ہوٹل مالک نے اپنے 32 سالہ ملازم پر اِلزام لگایا کہ اس نے اپنے بچّوں کے لئے یہاں سے چاول چوری کئے ہیں اور سب کے سامنے اس کی بڑی بے عزّتی کی جس پر دلبر داشتہ ہو کر ملازم نے خود کو آگ لگا لی (جو یقیناً غلط ردِ عمل تھا)۔ دوسرے ہوٹل ملازمین نے آگ بجھائی اور اسے تشویشناک حالت میں لاہور منتقل کر دیا گیا۔

جھوٹے اِلزامات لگانے والوں کا انجام

جنابِ رسالت مآب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے خواب میں دیکھے ہوئے کئی مناظر کا بیان فرما کر یہ بھی فرمایا کہ کچھ لوگوں کو زبانوں سے لٹکایا گیا تھا۔ میں نے جبرئیل علیہ السّلام سے اُن کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں پر بلاوجہ اِلزامِ گُناہ لگانے والے ہیں۔ (شرح الصدور، ص184)

مُفلس کون؟

تمام نبیوں کے سردار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے صَحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے اِسْتِفْسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صَحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے عرض کی: ہم میں مفلس (یعنی غریب مسکین) وہ ہے جس کے پاس نہ دِرہم ہوں اور نہ ہی کوئی مال۔ ارشاد فرمایا: میری اُمّت میں مُفلس وہ ہے جو قِیامت کے دن نَماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس نے فُلاں کو گالی دی ہو گی، فُلاں پر تہمت لگائی ہو گی، فُلاں کا مال کھایا ہو گا، فُلاں کا خون بہایا ہو گا اور فُلاں کو مارا ہو گا۔ پس اس کی نیکیوں میں سے ان سب کو ان کا حصّہ دے دیا جائے گا۔ اگر اس کے ذمّے آنے والے حُقُوق پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنّم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، ص1069، حدیث:6578)

توبہ کر لیجئے

اس سے پہلے کہ دنیا سے رُخصت ہونا پڑے تہمت وبہتان سے توبہ کر لیجئے، "بہارِ شریعت" حصّہ 16 صَفْحَہ 538 پر ہے: بُہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور مُعافی مانگنا ضَروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضَروری ہے کہ میں نے جُھوٹ کہا تھا جو فُلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔ (بہارِ شریعت، 3/538) نَفس کے لئے یقیناً یہ سخت گراں (Heavy) ہے مگر دنیا کی تھوڑی سی ذِلّت اٹھانی آسان جبکہ آخِرت کا مُعامَلہ انتہائی سنگین ہے، خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! دوزخ کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

(وسائلِ بخشش مرمم، ص712)

عید کے دن فوت شُدہ مسلمانوں کو یاد رکھئے

منقول ہے: جو شخص عید کے دِن تین سو مرتبہ "سُبْحٰنَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ" پڑھے اور فَوت شُدہ مسلمانوں کی اَرْواح کو اِس کا ایصالِ ثواب کرے تو ہر مسلمان کی قبْر میں ایک ہزار انوار داخِل ہوتے ہیں اور جب وہ پڑھنے والا خود مرے گا، اللہ تعالٰی اُس کی قبْر میں بھی ایک ہزار انوار داخِل فرمائے گا۔ (یہ وِرْد دونوں عیدوں میں کیا جا سکتا ہے) (مکاشفۃ القلوب، ص308)

شبِ براءت اور آتش بازی

فریاد

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران
مولانا محمد عمران عطاری

میرا بچپن اور جوانی کے ابتدائی ایام باب المدینہ (کراچی) کے اولڈ سٹی ایریا میں گزرے، ہمارے ہاں یہ بات مشہور تھی کہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرہویں رات پٹاخوں کی رات ہے۔ جب یہ رات آتی تو نوجوان ایک دوسرے کو یہ کہتے کہ **"پٹاخوں کی رات آگئی، پٹاخوں کی رات آگئی۔"** میں دیکھتا تھا کہ کئی جگہوں پر شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کا چاند نظر آتے ہی آتش گیر مادہ، بارود، پٹاخے اور آتش بازی کا دیگر سامان پسِ پردہ سجا کر رکھا جاتا جسے خرید کر بچے بے دریغ استعمال کرتے۔ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرہویں رات آنے سے قبل ہی ماں باپ بچوں کو یہ سامان خریدنے کے لئے رقم دیتے اور کچھ خود ہی خرید کر لے آتے۔ جب یہ رات شروع ہوتی تو چاروں طرف سے آتش بازی اور پٹاخے پھوڑنے کی آوازیں سنائی دیتیں۔

اسی ماحول میں ایک وقت گزارا، پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے غالباً 1991ء میں دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول میسر آیا، مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد پتا چلا کہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کی پندرہویں شب پٹاخے کی رات نہیں بلکہ جہنم کی آگ سے **براءت (چھٹکارے) کی رات** ہے۔ اس طرح کے فرامینِ مصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بھی آگاہی ہوئی: **1** میرے پاس جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور کہا یہ شَعْبَان کی پندرَہویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنّم سے اِتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر مشرِک اور عداوت (دشمنی) والے اور رِشتہ کاٹنے والے اور (تکبّر کے ساتھ ٹخنوں سے نیچے) کپڑا لٹکانے والے اور والِدَین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کے عادی کی طرف نظرِ رَحمت نہیں فرماتا۔ (شعب الایمان، 3/383، حدیث: 3873) **2** جب پندرَہ شَعْبَان کی رات آئے تو اس میں قِیام (یعنی عبادت) کرو اور دن میں روزہ رکھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غُروبِ آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماتا اور کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے مغفِرت طَلَب کرنے والا کہ اُسے بخش دوں! ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں! ہے کوئی مُصیبت زدہ کہ اُسے عافِیَت عطا کروں! ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! اور یہ اُس وَقت تک فرماتا ہے کہ فَجر طُلوع ہو جائے۔ (ابن ماجہ، 2/160، حدیث: 1388) اِنہی فضائل کی وجہ سے شبِ براءت کے موقع پر اکثر مساجِد میں شب بیداری کا اِہتمام کیا جاتا ہے۔ عاشقانِ رسول عبادت کے ساتھ ساتھ ایسے پسندیدہ کام بھی کرتے ہیں مثلاً قراٰن خوانی کرنا، اپنے مرحومین اور دیگر مسلمانوں کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا کھلانا، قبرستان حاضر ہونا اور فاتحہ پڑھنا، فقرا و مساکین کی مدد کرنا وغیرہ۔ ان نیک اعمال سے ایمان کو تقویت ملتی، قلبی و روحانی سکون ملتا اور آخرت کی تیاری کا سامان ہوتا ہے۔

شبِ براءت کیسے گزاریں؟ شبِ بَرَاءَت میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں اس لئے **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول میں 14 شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کو بھی روزہ رکھا جاتا ہے تاکہ اَعمال نامے کے آخری دن بھی روزہ ہو۔ 14 شعبان کو مساجد میں عصر کی نماز باجماعت پڑھ کر وہیں نفل اعتکاف کیا جاتا ہے تاکہ اعمال نامہ تبدیل ہونے کے آخری لمحات میں مسجد کی حاضری، اعتکاف اور انتظارِ نماز وغیرہ کا ثواب لکھا جائے۔ غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ نمازِ مغرب باجماعت ادا کرنے کے بعد چھ نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی جاتی ہے اور دعائے نصف شعبان بھی پڑھی جاتی ہے یوں شب براءت کا آغاز ہی نیکیوں سے کیا جاتا ہے۔ (ان نوافل کو ادا کرنے کا طریقہ امیر اہلِ سنت کے رسالے **"آقا کا مہینا"** (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے پڑھ لیجئے اسی میں دعائے نصف شعبان بھی ہے) اس کے بعد عاشقانِ رسول کھانا کھاتے ہیں، نمازِ عشاء باجماعت ادا کی جاتی ہے، پھر اجتماعِ ذکر و نعت کا آغاز ہو جاتا ہے، میرے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ **"مدنی مذاکرہ"** فرماتے ہیں، مبلغینِ دعوتِ اسلامی سنتوں بھرے بیانات کرتے ہیں، اجتماع کے اختتام پر پندرہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے روزے کے لئے سَحری کا اہتمام کیا جاتا ہے، شرکائے اجتماعات

نمازوں کی پابندی اور سنتوں بھری زندگی گزارنے کے عزم کے ساتھ گھروں کو جاتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شب براءت بڑی عظمتوں اور برکتوں والی رات ہے مگر افسوس! صد افسوس! آج بھی ہمارے معاشرے میں شب براءت کے بارے میں درست معلومات نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک تعداد اس رات کو غفلت بلکہ گناہوں میں گزارتی اور اس کی برکتوں سے محروم ہوجاتی ہے، جس میں آخرت کا سخت نقصان ہے۔ ایسے لوگوں کو **دنیاوی نقصانات** کا بھی سامنا ہوتا ہے جس کا اندازہ اخبارات کی مندرجہ ذیل خبروں سے لگایا جاسکتا ہے: 10 مئی 2016ء مرکز الاولیاء (لاہور، پاکستان) ایک بچے نے ماچس پٹاخہ چلا کر ہمسائے کے گھر پھینک دیا، جس سے گھر میں آگ لگنے سے لاکھوں روپے مالیت کا سامان جل کر تباہ ہوگیا۔ 23 مئی 2016ء رانی پور (باب الاسلام سندھ، پاکستان) میں پٹاخوں سے بجلی کی تاریں جل گئیں۔ تھل (پاکستان) ماچس پٹاخے سے جھگی میں آگ لگ گئی، 5 سالہ بچہ آگ سے جھلس کر جاں بحق ہوگیا۔ 07 فروری 2010ء یوپی ہند کے علاقے سلطانپور میں پٹاخوں سے چھپر میں آگ لگ گئی اور ایک ہی خاندان کے 14 افراد زندہ جل گئے۔ 12 نومبر 2015ء کٹیہار، ہند میں پٹاخوں سے دو گھروں میں آگ لگ گئی، جس سے دونوں گھر جل کر راکھ ہوگئے۔

پٹاخوں کے علاوہ اب تو دنیا بھر میں **آتش بازی** کا ایک عجیب وغریب سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ دنیا بھر میں آتش بازی کا مظاہرہ کرنے کے لئے کی جانے والی سالانہ خرید وفروخت کی رقم کا مجموعی طور پر تخمینہ سامنے لایا جائے تو کروڑوں ڈالر (اربوں روپے) بنے گا۔ دنیا بھر میں آتش بازی کے واقعات میں سالانہ سینکڑوں افراد ہلاک اور کئی لاکھ زخمی ہوجاتے ہیں۔ یہ واقعات مختلف قومی ومذہبی تہواروں اور سالِ نَو کے جشن پر کی جانے والی آتش بازی کے دوران پیش آتے ہیں۔ چند اخباری رپورٹس ملاحظہ فرمائیے: یکم جنوری 2005ء ارجنٹائن کے دارالحکومت بیونس آئرس میں آتش بازی کے نتیجے میں آگ لگ گئی، کم از کم 200 افراد جل کر ہلاک اور 400 سے زائد شدید زخمی ہوگئے 2002ء برطانیہ میں نیو ایئر نائٹ کی آتش بازی نے 1362 افراد کو متاثر کیا، متعدد لوگ اپنے اعضا سے محروم ہوئے، چالیس گھروں کو آگ لگی، 500 گاڑیاں تباہ، 4825 جانور جل کر مرگئے 2004ء پیراگوئے میں آتش بازی کے سبب 400 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوگئے نیدرلینڈ کے ایک شہر میں آتش بازی کی فیکٹری میں 900 کلو دھماکے دار مواد پھٹنے سے 23 افراد ہلاک جبکہ 947 زخمی ہوگئے۔ دھماکے سے 100 ایکڑ اراضی تک بڑی تباہی ہوئی، 15 گلیوں پر مشتمل 1500 عمارتوں کو نقصان پہنچا، جبکہ 400 گھر مکمل تباہ ہوگئے۔ تباہی کے سبب 1250 افراد بے گھر ہوگئے۔ نقصان کا تخمینہ (اندازہ) 454 ملین یورو، یعنی 50 کروڑ 94 لاکھ 56 ہزار ڈالرز لگایا گیا ہے۔

آتش بازی کا شرعی حکم امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ”آتش بازی جس طرح شادیوں اور شبِ براءت میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییعِ مال (مال کو ضائع کرنا) ہے، قرآنِ مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا: قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ-وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ ﴾ (پ15، بنی اسرائیل: 26-27) (ترجمۂ کنزالایمان: اور فضول نہ اڑا، بیشک اڑانے والے (فضول خرچی کرنے والے) شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے) (فتاویٰ رضویہ، 23/279)

آتش بازی کا موجد کون؟ آتش بازی کے متعلق مشہور یہ ہے کہ نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اُس نے حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اسکے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر اُن میں آگ لگا کر حضرت خلیلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف پھینکے۔ (اسلامی زندگی، ص77)

اس لئے خود بھی اس سے بچئے اور اپنے بچوں کو بھی بچائیے۔ میری تمام عاشقانِ رسول سے **فریاد** ہے کہ خدارا اپنے حال پر رحم فرمائیے، دنیا وآخرت کے نقصانات سے بچنے کے لئے اپنے اندر تبدیلی لائیے۔ آنے والی شبِ براءت کے مبارک لمحات کو پٹاخوں اور آتش بازی میں برباد کرنے کے بجائے عبادت میں گزاریئے اور دن کا روزہ بھی رکھئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

بچّوں کے امیرِ اہلِ سنّت

شبِ براءت کے پٹاخے

محمد عباس عطاری مدنی*

پیارے بچّو! شعبانُ المعظّم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے، اس مہینے کی 15 ویں رات کو "شبِ بَراءت" کہا جاتا ہے کیوں کہ "یہ مُبارَک شب (یعنی رات) جہنّم کی بھڑکتی آگ سے بَراءَت (یعنی چھٹکارا) پانے کی رات ہے۔"

لیکن بچّو کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایسی اہم رات میں کچھ نادان مسلمان اللہ پاک کی عبادت کرنے کے بجائے پٹاخے پھوڑ کر اللہ پاک کی نافرمانی کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آتش بازی (Fireworks) نمرود بادشاہ کی ایجاد (Invention) ہے نمرود کافر اور ظالم بادشاہ تھا جس نے اللہ پاک کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈال دیا تھا۔

ہمارے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه آتش بازی کے نقصانات بیان کرتے ہیں: آتش بازی کا نمرود کی ایجاد ہونا ایک تو یہی آفت (مصیبت)، پھر یہ کہ عبادت کرنے والے مسلمان اس سے پریشان (Disturb) ہوتے ہیں، اس میں پیسے ضائع ہوتے ہیں، اس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے، اس کی وجہ سے کپڑے جل جاتے ہیں، کبھی بدن کبھی گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور کبھی تو فیکٹریوں میں دھماکے ہوجاتے ہیں! شبِ بَراءَت پر کی جانے والی آتش بازی شرعی اور قانونی جرم، حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 شعبان المعظم 1438ھ)

پیارے بچّو! اس مبارک دن اور رات کو آتش بازی کرنے کے بجائے اپنے پیارے اللہ پاک کی عبادت میں گزار کر اچّھے مسلمان ہونے کا ثبوت دیجئے۔

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه

پیامِ امامِ اَہلِ سنّت

اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سُنّت، مولانا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کے ایک مکتوب میں ہے: شبِ بَراءت قریب ہے، اِس رات تمام بندوں کے اَعمال حضرتِ عزّت میں پیش ہوتے ہیں۔ مولا عَزَّوَجَلَّ بطفیلِ حضورِ پُرنُور، شافعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مسلمانوں کے ذُنُوب (یعنی گناہ) معاف فرماتا ہے مگر چند، ان میں وہ دو مسلمان جو باہم دُنیوی وجہ سے رَنْجِش رکھتے ہیں، فرماتا ہے: "اِن کو رہنے دو، جب تک آپس میں صُلح نہ کرلیں۔" لہٰذا اَہلِ سنّت کو چاہئے کہ حتَّی الْوَسْع قبلِ غُروبِ آفتاب 14 شعبان باہم ایک دوسرے سے صفائی کرلیں، ایک دوسرے کے حُقُوق ادا کردیں یا مُعاف کرالیں کہ بِاِذْنِهٖ تَعَالٰی حُقُوقُ الْعِباد سے صحائفِ اَعمال (یعنی اعمالنامے) خالی ہو کر بارگاہِ عزّت میں پیش ہوں۔ حُقُوقِ مولیٰ تعالیٰ کے لئے توبۂ صادِقہ (یعنی سچی توبہ) کافی ہے۔ (حدیث پاک میں ہے:) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ، 4/491، حدیث: 4250)) ایسی حالت میں بِاِذْنِهٖ تَعَالٰی ضرور اِس شب میں اُمّیدِ مغفرتِ تامّہ (یعنی مغفرت کی پکی اُمید) ہے بشرطِ صحّتِ عقیدہ۔ (یعنی عقیدہ درست ہونا شرط ہے) وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم۔ (اور وہ گناہ مٹانے والا رحمت فرمانے والا ہے) (آقا کا مہینا، ص12تا13، بحوالہ کلیاتِ مکاتیبِ رضا، 1/356تا357)

* ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

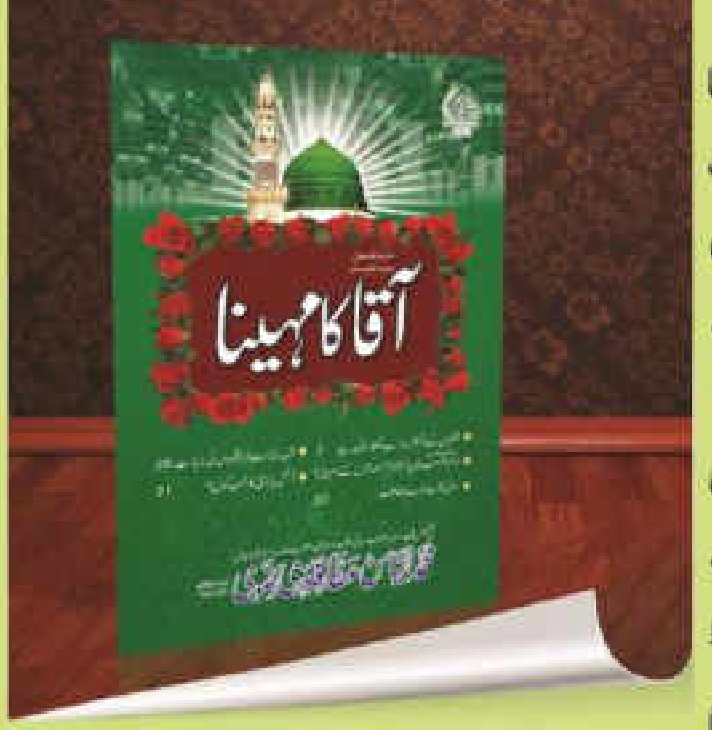

شعبانُ المعظم بہت ہی مبارک مہینا ہے، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شعبان میرا مہینا ہے۔“[1] اس مہینے کی 15ویں رات بہت اہم ہے۔ اس رات رحمتوں کی خوب برسات ہوتی ہے، حدیثِ پاک میں ہے کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ پاک خانۂ کعبہ کی طرف سال میں ایک پل کے لئے خصوصی نظرِ کرم فرماتا ہے اور وہ نصف شعبان کی رات میں ہے، اس وقت مومنوں کے دل خانۂ کعبہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔“[2]

پیارے اسلامی بھائیو! اس مبارک رات میں اللہ پاک لاکھوں لاکھ گناہ گاروں کی بخشش فرماتا ہے لیکن اس کے باوجود کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوتی، احادیثِ مبارکہ کے مطابق وہ لوگ یہ ہیں: 1 شراب کا عادی 2 ماں باپ کا نافرمان 3 زنا کا عادی 4 قطع تعلق کرنے والا 5 چغل خور[3] 6 کافر 7 عداوت رکھنے والا[4] 8 قاتل[5] اور 9 گانے بجانے والا۔[6] تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر ان میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہیں تو اس سے خاص طور پر اور دیگر گناہوں سے بھی فوراً اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کیجئے اور اگر کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے سچے دل سے معافی مانگئے۔ شبِ براءت میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں، نہ جانے کس کی قسمت میں کیا لکھ دیا جائے، جن سے ممکن ہو 14 شعبان کا روزہ رکھ لیجئے اور عصر کی نماز باجماعت کے بعد سے ہی ذِکر و اَذکار میں مصروف ہو جائیے، نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کرکے ادا کیجئے، ان نوافل کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہ درازیِ عُمر بالخیر، بلاؤں سے حفاظت اور غیروں کی محتاجی سے بچت نصیب ہو گی۔ ان نوافل کا طریقہ و تفصیل شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہمُ العالیہ کے رسالے ”آقا کا مہینا“ میں پڑھئے۔ اس رسالے کو مکتبۃُ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۃً حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

(1) جامع صغیر، ص:301، حدیث:4889 (2) کنز العمال، جز12، 6/96، رقم:34708 (3) فضائل الاوقات، 1/130، حدیث27 (4) شعب الایمان، 3/381، حدیث:3830 (5) مسند امام احمد، 2/589، حدیث:6653 (6) مکاشفۃ القلوب، ص636۔

اپنی سہولت کے مطابق علم دین سیکھنے

QURAN TEACHER

(Mobile Application)

جس میں آپ کے لئے:

نیو مسلم کورس	حفظِ قرآنِ پاک	درسِ نظامی
طہارت کورس	فیضانِ فرض علوم کورس	قربانی کے احکام
	نماز کورس	

اور بہت کچھ۔۔۔

اس ایپلی کیشن کو آج ہی Google Play سے ڈاؤن لوڈ کیجئے

www.dawateislami.net/downloads

عُرس مبارک (شعبان المعظم)

حضرت سیّدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یکم شعبان المعظم 204ھ	حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 02 شعبان المعظم 150ھ	حضرت سیّد نا لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ 21 شعبان المعظم 673ھ	برادرِ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ 21 شعبان المعظم 1358ھ

قبرستان کی حاضری

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے دنیا میں بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، 2/252، حدیث:1571) اس حدیثِ پاک کے تحت حضرت علامہ عبد الرؤف مَناوی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللہِ القَوی فرماتے ہیں: جس شخص کا دل سخت ہو گیا ہو زیارتِ قبور اس کے لئے ایک عمدہ دوا ہے۔ (فیض القدیر، 5/71)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قبرستان میں حاضر ہو کر فاتحہ وغیرہ پڑھنا ایک ایسی نیکی ہے جو اگرچہ نفس پر کچھ گراں گزرتی ہے

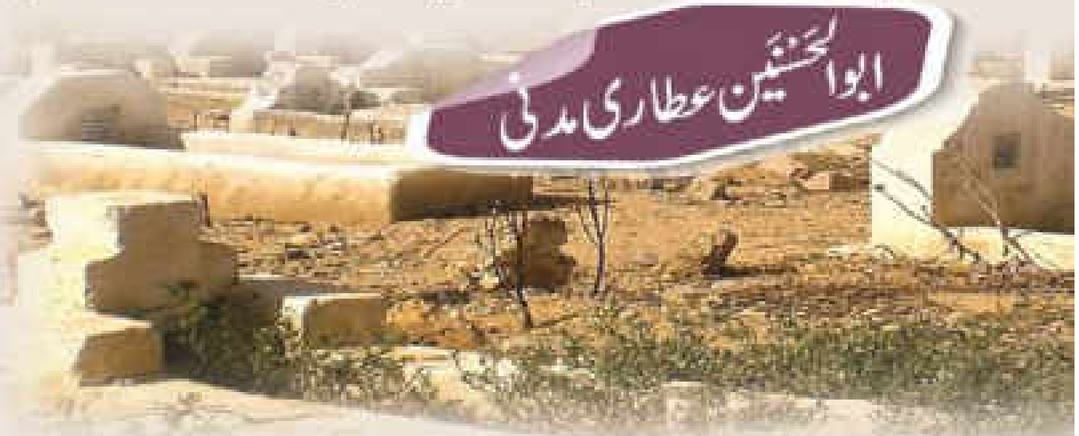

لیکن اس کے لئے کوئی خاص مشقت نہیں اٹھانی پڑتی۔ دیگر مواقع کے علاوہ شبِ براءت میں قبرستان جانا بھی سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے (ترمذی، 2/183، حدیث:739) اور ہمارے یہاں بھی عموماً شبِ براءت میں قبرستان کی حاضری کا رواج ہے۔ یہ ایک اچھا عمل ہے لیکن اسے صرف شبِ براءت تک محدود نہ کیا جائے بلکہ عام دنوں اور بالخصوص روزِ جمعہ قبرستان کی حاضری کو اپنا معمول بنانا چاہئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے دل گناہوں سے اُچاٹ ہو گا اور فکرِ قبر و آخرت پیدا ہو گی۔ **مزارات کی زیارت** سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے اُحد کی مبارک قبروں کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور یوں سلام فرماتے: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (تم پر سلامتی ہو کیونکہ تم نے صبر کیا تو آخرت کا اچھا انجام کیا ہی خوب ہے) حضراتِ ابو بکر و عمر اور عثمانِ غنی رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین کا بھی یہی معمول تھا۔ (در منثور، 4/640) **سب قبر والوں کو**

آسان نیکیاں

سفارشی بنانے کا عمل مدینے کے سلطان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ شفاعت نشان ہے: جو شخص قبرستان میں جا کر سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثُر پڑھے، پھر یہ کہے: اے اللہ! میں نے جو کچھ قراٰن پڑھا اس کا ثواب اِس قبرستان کے مومن مردوں اور عورتوں کو پہنچا تو وہ سب (قیامت کے دن) اِس (ایصالِ ثواب کرنے والے) کی شفاعت کریں گے۔ (شرح الصدور، ص311) **قبورِ والدین کی زیارت کی فضیلت** سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ مشکبار ہے: جو شخص ہر جُمُعَہ کو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے، اُس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اُسے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا لکھ دیا جائے گا۔ (شعب الایمان، 6/201، حدیث:7901) یہاں جُمُعَہ سے مراد یا تو جُمُعَہ کا دن ہے یا پورا ہفتہ، بہتر ہے کہ ہر جُمُعَہ کے دن والدین کی قبور کی زیارت کیا کرے، اگر وہاں حاضری میسر نہ ہو تو ہر جُمُعَہ کو ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا کرے۔ (مراۃ المناجیح، 2/526)

قبرستان کی حاضری کے آداب

مزار شریف یا قبر کی زیارت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہوں ❁ قبرستان جا کر اس طرح سلام کریں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اے قبر والو! تم پر سلام ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے پہلے آگئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ (ترمذی، 2/329، حدیث:1055) ❁ قبر کو بوسہ نہ دیں، نہ قبر پر ہاتھ لگائیں بلکہ قبر سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو جائیں ❁ قبر پر پاؤں رکھنے یا سونے سے قبر والے کو ایذا ہوتی ہے لہٰذا کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے، روندنے، قبر پر بیٹھنے اور ٹیک لگانے سے بچیں۔ یاد رکھئے! دوسری قبروں پر پاؤں رکھے بغیر ماں باپ وغیرہ کی قبروں تک نہ جاسکتے ہوں تو دور ہی سے فاتحہ پڑھنا ہو گا، مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنا حرام ہے۔ ❁ قبر کے اوپر اگر بتی نہ جلائیں کہ بے ادبی ہے اور اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ قبر کے پاس خالی جگہ ہو تو وہاں رکھ سکتے ہیں، جبکہ وہ خالی جگہ ایسی نہ ہو کہ جہاں پہلے قبر تھی اب مٹ چکی ہے۔ (ملخص از قبر والوں کی 25 حکایات)

قبرستان کی حاضری کے مزید فضائل اور آداب وغیرہ جاننے کے لئے امیر اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "قبر والوں کی 25 حکایات" کا مطالعہ فرمائیے۔

(ضرورتاً ترمیم کی گئی ہے)

سفر میں "دُنیا سے سفر (یعنی موت)" کو بھی یاد رکھئے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کو مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی (دارُالافتاء اہلِ سنّت نورالعرفان، کھارادر کراچی) نے آڈیو پیغام کے ذریعے بتایا کہ اُن کی چند اسلامی بھائیوں کے ساتھ تُرکی روانگی ہے، اِس پر امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے اُن کو دُعاؤں اور مدنی پھولوں سے نوازتے ہوئے فرمایا:

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْن

حضرت علّامہ مولانا مفتی ابو محمد علی اصغر مدنی کی خدمت میں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ما شآءَ اللہ! آپ کا صوتی پیغام سامعہ نواز ہوا، مزاراتِ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم)، مزاراتِ اولیائے کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کی حاضری کے لئے مفتی حسّان مدنی، اویس بھائی، عمیر، فیصل، اشفاق بھائی اور الحاج سیّد حرم رضا صاحب سمیت کُل آٹھ عاشقانِ رسول کے ساتھ آپ تُرکی تشریف لے جارہے ہیں، اللہ کریم آپ سب کا سفر بخیر کرے، عافیت نصیب فرمائے، آپس میں اِتحاد و اتفاق رہے کہ سفر میں گھر والی سہولیات میسر نہ ہونے اور تھکن وغیرہ کے سبب کبھی چڑچڑاپَن بھی آجاتا ہے، ہوسکتا ہے آپس میں کسی کی بات جلد بُری لگ جائے، شیطان غیبت وبدگمانی میں مبتلا کردے، لیکن آپ بالکل متحد رہئے گا، سفر میں ایک "امیرِ قافلہ" ہو یہ سنّت ہے، جب تک وہ خلافِ شرع حکم نہ کرے اُس کی اِطاعت کیجئے، اِن شآءَ اللہ سب اچھا ہوجائے گا نیز جب بھی سفر کا اِرادہ ہو تو دُنیا سے سفر یعنی "موت" کو بھی یاد رکھا جائے، کیونکہ ایک دن دُنیا سے بھی سفر ہو ہی جائے گا، اِس سفر میں تو خوشی خوشی جارہے ہیں، اللہ کرے کہ جب ہمارا دُنیا سے سفر ہو تو ہم اُس وقت بھی خوشی خوشی مسکراتے ہوئے جائیں، اللہ کرے! مرتے وقت کلمہ نصیب ہو اور ہم ساتھ ایمان کے دُنیا سے رخصت ہوں۔ جہاں جہاں آپ کی حاضریاں ہوں، مجھ گناہ گاروں کے سردار کو بھی یاد رکھئے گا، سبھی میرا سلام عرض کریں اور میرے لئے ایمان کی سلامتی، بُرے خاتمے سے حفاظت اور بے حساب مغفرت کی دُعا فرماتے رہئے گا۔

مزار پر حاضری کی حکایت

مزارات کی حاضری کے تو کیا کہنے! مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "احیاءُ العلوم" سے ایک بہت پیاری حکایت عرض کرتا ہوں: حضرت سیّدُنا ابوبکر رشیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا محمد طوسی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے میرے ذریعے حضرت سیّدُنا ابوسعید صفّار رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک شعر بھجوایا:

وَكُنَّا عَلٰى اَنْ لَا نَحُوْلَ عَنِ الْهَوٰى   فَقَدْ وَحَيَاةِ الْحُبِّ حُلْتُمْ وَمَا حُلْنَا

ترجمہ: ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ محبت کا دم بھریں اور محبوب کی زندگی سے نہ نکلیں، حیلے بہانے تم کررہے ہو نہ کہ ہم۔

حضرت سیّدُنا ابوبکر رشیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نیند سے بیدار ہوا اور حضرت سیّدُنا ابوسعید صفّار رحمۃ اللہ علیہ تک پیغام پہنچایا جسے سُن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ہر جمعہ حضرت سیّدُنا محمد طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتا ہوں مگر اس جمعہ حاضر نہ ہوسکا تھا۔ (احیاء العلوم، 5/267)

سُبْحٰنَ اللہ! اہلُ اللہ زائرین کو پہچانتے ہیں، عوام اہلِ قبور بھی زائرین کو پہچانتے ہیں، اہلُ اللہ کی تو کیا بات ہے! جمعہ کی غیر حاضری ہوئی تو چونکہ یہ اپنے زائر سے مانوس تھے تو انہوں نے پیغام بھی بھجوا دیا۔ کیا شان ہے اللہ والوں کی! صحابۂ کرام، اولیائے کرام کے مزاراتِ طیبات پر جہاں جہاں حاضریاں ہوں سب کی برکات سے اللہ کریم آپ کو متمتع فرمائے اور مجھ پر بھی کاش گھر بیٹھے کوئی چھینٹ پڑ جائے۔ بہت بہت شکریہ۔ میرے لئے دعائیں کیجئے گا، سبھی کو سلام! اللہ پاک سب کو خوش رکھے، خوشی خوشی جائیں اور خوشی خوشی تشریف لائیں، اٰمین۔

www.facebook.com/IlyasQadriZiaee/

فریاد

غریبوں کی مدد کیجئے

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

اللہ پاک نے اپنی کامل قدرت اور حکمت سے اس کائنات کو پیدا فرما کر انسانوں کو اس میں بَسایا۔ پھر انسانوں میں سے کسی کو مالدار تو کسی کو غریب ونادار، کسی کو طاقتور تو کسی کو کمزور بنایا ہے۔ یہ اللہ پاک کی تقسیم ہے اس پر ہر ایک کو راضی رہنا چاہئے۔ مگر بدقسمتی سے مالداروں کی ایک تعداد ہے جو اپنے مال کو اللہ پاک کی رضا کے لئے غریبوں اور مسکینوں میں خرچ کرنے کے بجائے اسے اپنے فن اور طاقت کا کمال سمجھ کر روکے بیٹھی ہے اور دوسری طرف غریب ونادار لوگوں کی بھی ایک تعداد ہے جو اپنی غربت وناداری پر صبر کرنے کے بجائے شکوہ وشکایت کرتی نظر آتی ہے۔ اسی غربت کے سبب ملک و بیرونِ ملک میں خودکشی کے واقعات بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ والدین اپنی گود میں پلنے والی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں قتل کرکے خود بھی خودکشی کررہے ہیں۔

یاد رکھئے! خودکشی گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ خودکُشی کرنے والے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری جان چُھوٹ جائے گی حالانکہ اس سے جان چھوٹتی نہیں بلکہ نہایت بُری طرح پھنس جاتی ہے جیسا کہ مکی مَدنی سلطان، رحمتِ عالمیان، رسولِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو شخص جس چیز کے ساتھ خودکُشی کرے گا وہ جہنّم کی آگ میں اُسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری، 4/289، حدیث:6652) **خودکشی کا ایک سبب** خودکشی کے کئی اَسباب ہیں، جن میں سے ایک سبب تنگدستی اور فقروفاقہ ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مَدَنی مذاکرے میں خودکشی کی روک تھام کے لئے ایک مَدَنی پھول عطا فرمایا ہے: ”مخیر حضرات جنہیں اللہ پاک نے مال دیا ہے وہ اپنی آمدنی سے ان غریب لوگوں کی مدد کریں۔“ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً ہر خاندان میں اس طرح کے کئی اَفراد ہوتے ہیں جنہیں اللہ پاک نے مال واَسباب عطا کئے ہوتے ہیں، اگر وہ اس مَدَنی پھول پر عمل کرتے ہوئے اپنے خاندان کے غریب لوگوں کی ماہانہ مدد کریں یا ان کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کریں تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خودکشی کے ذَریعے حرام موت مرنے کے واقعات کی کچھ روک تھام ہو جائے گی۔ **صدقے کی فضیلت** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: بے شک صدقہ کرنے والوں کو صدقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے، اور بلاشبہ مسلمان قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہو گا۔ (شُعَبُ الایمان، 3/212، حدیث:3347) **دُگنا ثواب** رشتہ داروں کی مالی مدد کرنے میں نفلی صدقے کے ساتھ ساتھ صِلۂ رحمی کا ثواب بھی ملتا ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: عام مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور وہی صدقہ اپنے قرابت دار (قریبی رشتہ دار) پر دو صدقے ہیں ایک صدقہ دوسرا صِلہ رحمی۔ (ترمذی، 2/142، حدیث:658) اسی طرح ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے گھرانے بھی ہیں جو اپنے زائد اَخراجات کو کم (Reduce) کرکے ماہانہ آٹھ دس ہزار یا جتنا بھی ممکن ہو سکے کسی غریب گھرانے کو دے کر ان کی مدد کرسکتے ہیں۔ اپنے زائد اَخراجات پر کنٹرول کرکے یہ رقم بچانا ان لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن غریبوں کا بہت بھلا ہو جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کئی لوگ جو خودکشی کا سوچ رہے ہوں تو اللہ پاک کی رَحمت سے آپ انہیں بچانے میں کامیاب ہوجائیں۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے جیسے اُس نے ساری عُمر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ (کنزالعمال، 6/189، رقم:16453)

میری تمام عاشقانِ رسول اور دَردمند مسلمانوں سے **فریاد** ہے کہ آپ اپنی ماہانہ آمدنی میں سے کسی غریب کے گھر کا کچھ نہ کچھ خرچ اپنے ذِمے لیں، ہوسکتا ہے کہ آپ کے اس تعاون کی وجہ سے غربت کی لپیٹ میں آکر مرجھانے والی کلیاں دوبارہ کِھل اُٹھیں۔

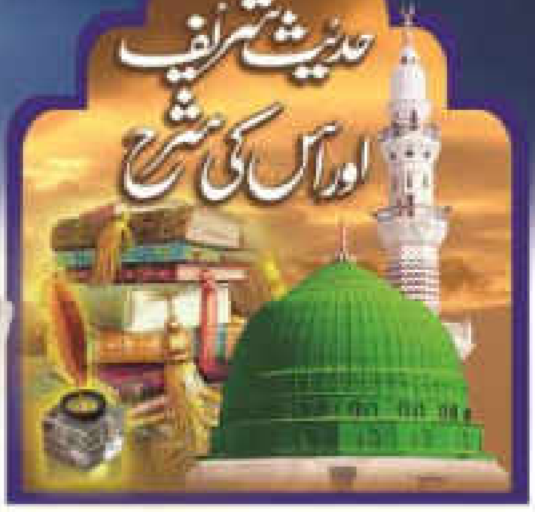

ہر نیکی صدقہ ہے

مفتی محمد شفیق عطاری مدنی

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

”کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ، وَمَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَھْلِہٖ کُتِبَ لَہٗ صَدَقَۃٌ“

ہر نیکی صدقہ ہے اور بندہ جو بھی چیز اپنی جان اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس پر بندے کے لئے صدقے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(مستدرک، 2/358، حدیث: 2358)

یہ حدیثِ مبارک اپنے مضمون و مفہوم کے اعتبار سے بہت وُسعت رکھتی ہے اور اس میں غریب سے غریب شخص کے لئے بھی **صدقہ** کی بشارتیں ہیں کیونکہ صدقہ جس طرح مال کے ذریعے ہوتا ہے ایسے ہی نیکی کے کاموں کے ذریعے بھی ہوتا ہے یعنی صدقہ کا ثواب اسے مل جاتا ہے۔

ہر بھلائی صدقہ ہے

◀ علامہ قَسْطَلانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ہر وہ اچھا کام جو انسان کرتا ہے یا جو اچھی گفتگو کرتا ہے جس کو شریعت نے پسند فرمایا یا ناپسند بات سے منع کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ لکھی جاتی ہے۔ (ارشاد الساری، 13/54) ◀ ایک روایت میں ہے: ہر بھلائی صدقہ ہے وہ بھلائی امیر کے ساتھ ہو یا غریب کے ساتھ۔ (حلیۃ الاولیاء، 3/57، رقم: 3155) ◀ امام جلال الدّین عبد الرحمٰن سیوطی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ہر نیکی صدقہ ہے یعنی جو بھی اچھا کام کرے گا تو اس کا ثواب مال صدقہ کرنے والے کے ثواب کی مِثْل ہے۔

(الدیباج للسیوطی، 3/77)

کیا صدقہ صرف مال سے ہی ہوتا ہے؟

علّامہ ابنِ رجب حنبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: غریب صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ صدقہ صرف مال سے ہی ہوگا اور وہ مال سے محروم ہیں تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں خبر دی کہ نیکی اور بھلائی کے تمام کام صدقہ ہیں۔ جس صدقے میں مال خرچ نہیں کرنا پڑتا اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) جس کا فائدہ مخلوق کو پہنچتا ہے اور یہ مخلوق پر صدقہ ہوتا ہے جو بسا اوقات مال صدقہ کرنے سے افضل ہوتا ہے اس کی مثال ◀ نیکی کا حکم دینا ◀ برائی سے منع کرنا ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالٰی کی اطاعت کی طرف بلانا اور گناہوں سے روکنا ہے اور یہ مال سے ملنے والے مَنافع سے بہتر ہے ◀ کسی کو علمِ نافع سکھانا ◀ قراٰن پاک پڑھانا ◀ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ◀ لوگوں کو فائدہ دینے اور ◀ اُن سے اذیّت دور کرنے والے کاموں میں جلدی کرنا اور ◀ مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی اسی میں شامل ہیں۔

(2) جس کا فائدہ کرنے والے کو ملتا ہے جیسے ◀ تسبیح ◀ تکبیر یعنی اَللہُ اَکْبَر، سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا، اِسْتِغْفَار کرنا ◀ مسجد کی طرف جانا بھی صدقہ ہے اور اِن میں سے اکثر اعمال مالی صدقات سے افضل ہیں کیونکہ یہ اُن غریب صحابہ کے جواب میں فرمائے گئے ہیں جنہوں نے اَغْنِیا کے مال کو خرچ کر کے سبقت لے جانے پر غمگین ہو کر سوال کیا تھا۔ (جامع العلوم والحکم، ص295-300)

حامد سراج عطاری مدنی

صدقہ و خیرات

جس طرح آخرت میں فائدہ دینے والے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا شریعت کو مطلوب ہے اسی طرح ایک دوسرے کی دُنیوی پریشانیوں اور اُلجھنوں کو دور کرنے پر بھی اَجر و ثواب کی خوشخبری ہے۔ اسلام نے ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے صَدَقہ و خیرات کا بھی ذِہن دیا ہے۔ اس کی برکت سے معاشرے کے مفلس اور نادار افراد اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ دوسروں

کی مالی مَعاوَنَت کرنے والوں کو رضائے الٰہی جیسی عظیم دولت ملنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جبکہ بُخیل سے لوگوں کی طبیعتیں بیزار رہتی ہیں۔ صَدَقہ و خیرات اُخروی و معاشرتی فوائد کے ساتھ ساتھ بیماریوں اور حادثات سے بچت کا ذریعہ بھی ہے جیسا کہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: صَدَقہ دو اور صَدَقے کے ذَرِیعے اپنے مریضوں کا مُداوا کیا کرو بے شک صَدَقہ حادِثات اور بیماریوں کی روک تھام کرتا ہے اور یہ تمہارے اَعمال اور نیکیوں میں اِضافے کا باعث ہے۔ (شعب الایمان، 3/282، حدیث: 3556)

رَمَضان میں صدقات کی کثرت دوسروں کی مالی مدد کا سلسلہ یوں تو سارا سال ہی رہتا ہے لیکن بالخصوص رَمَضانُ المبارک میں کئی عاشقانِ رسول صدقہ و خیرات سے نادار مسلمانوں کی مدد کرتے ہیں۔ نفلی صدقات کے ساتھ ساتھ ماہِ رمضان میں صدقاتِ واجبہ مثلاً صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف بھی اکثریت مائل ہوتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جانے کے بعد رمضان کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اسی وقت ادا کر دی جائے۔ ثوابِ آخرت کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کے دنیوی فوائد بھی ہیں مثلاً:

اِسلامی بھائی چارے کا فروغ جب مالدار شخص زکوٰۃ ادا کر کے کسی غریب اور تنگ دَسْت آدمی کی مدد کرتا ہے تو ایک جانب اس کی مالی معاونت ہوتی ہے تو دوسری جانب دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے ہمدردی اور حسنِ سلوک کا احساس پیدا ہوتا ہے جو اسلامی بھائی چارے کے فروغ کا سبب بنتا ہے۔

اَخلاق میں بہتری کا سبب زکوٰۃ ادا کرنے والے کے اَخلاق میں بہتری آجاتی ہے۔ مال سے محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں خود پر جبر کرتے ہوئے، ہزار محنتوں اور مشقتوں سے کمائے ہوئے مال کو محض حکمِ الٰہی پر عمل کرنے کے لئے زکوٰۃ کی صورت میں خرچ کرنے سے دل مال کی محبت سے آزاد ہوتا ہے اور اس میں مال کی اُلفت، دولت کی حرص اور دنیا کی ہَوَس کی جگہ اِنْفَاق فِی سَبِیْلِ الله، صبر اور شکر جیسی عمدہ صفات پیدا ہوتی ہیں جو اچھے اَخلاق والوں کا حصہ ہیں۔

صحت مند معاشرے کی تشکیل زکوٰۃ کی ادائیگی سے ایک صحت مند اور خوشحال معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ کیونکہ معاشرے کی بدحالی کا بُنیادی سبب محتاجی ہے جس کی وجہ سے اَخلاقی بدحالی، سماجی تباہی، تہذیبی پَسْماندگی اور تعلیم سے دوری نظر آتی ہے۔ اگر زکوٰۃ کما حقہ مستحق حضرات تک پہنچائی جائے تو معاشرے کے کئی سلگتے ہوئے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

اَلْغَرَض! مولیٰ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بہت سی پریشانیوں سے بچانے کے لیے زکوٰۃ جیسا شاندار نظام عطا فرمایا ہے، آج بھی اگر تمام صاحبانِ نصاب صدقِ دل اور حسنِ نیت سے زکوٰۃ نکالنا شروع کر دیں تو شاید کوئی مسلمان بھوکا نظر نہ آئے۔

مال خرچ کئے بغیر صَدَقے کا ثواب

عبد الماجد نقشبندی عطاری مدنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیثِ مُبارکہ میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مالی صدقات کے علاوہ بھی کچھ اعمال کو صَدَقہ ارشاد فرمایا ہے جن پر صَدَقے کے ثواب کی بشارت عطا فرمائی ہے، ان میں سے سات اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے: **(1) مسکرانا صَدَقہ ہے:** کسی مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا (جس سے اُس کا دل خوش ہو) صَدَقہ ہے۔(ترمذی، 3/384، حدیث:1963، مراٰۃ المناجیح، 3/104ماخوذاً) ہمیں ہر مسلمان سے مسکرا کر ملنا چاہئے کہ مسکرانا پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتِ مُبارکہ ہے چنانچہ حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن حارِث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رَسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔(شمائل ترمذی، ص136) **(2) بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے:** مسلمان بھائی کو نیکی کی دعوت دینا بھی صدقہ ہے، چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کو بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے۔(ترمذی، 3/384، حدیث:1963) **(3) بُرائی سے منع کرنا صَدَقہ ہے:** جس طرح بھلائی کا حکم دینا صَدَقہ ہے اِسی طرح نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کو بُرائی سے روکنا صَدَقہ ہے۔(ایضاً) **(4) بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صَدَقہ ہے:** مسلمان بھائی کو راستہ بتا کر صَدَقے کا ثواب کمایا جاسکتا ہے جیسا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا صَدَقہ ہے۔(ایضاً) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کوئی بُھولا بھٹکا اُن سے راستہ پوچھ لے تو اُسے تنگ کرنے کے لئے جان بوجھ کر غلط سَمت بھیج دیتے اور پھر قہقہے لگا کر ہنستے ہیں یوں نیکی کا موقع ضائع کر کے اُلٹا گناہ کماتے ہیں۔ اللہ کریم ایسی نادانی سے محفوظ رکھے۔ **(5) کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صَدَقہ ہے:** کسی نابینا یا کمزور نظر والے اسلامی بھائی کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کروا دینا یا جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہنچا دینا یا اُس کا کوئی ایسا کام کر دینا جس میں وہ کسی دوسرے شخص کا محتاج ہو صَدَقہ ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: تمہارا کسی کمزور نگاہ والے شخص کی مدد کرنا تمہارے لئے صَدَقہ ہے۔ (ایضاً) **(6) تکلیف دِہ چیز ہٹا دینا صَدَقہ ہے:** راستے میں اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہو جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو مثلاً کانٹا یا کیلے کا چھلکا یا پتھر وغیرہ تو اُسے وہاں سے ہٹا دینے میں بھی صَدَقے کا ثواب ہے، چنانچہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: راستے سے پتّھر، کانٹا اور ہڈّی ہٹانا صدقہ ہے۔(ایضاً) اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ مدنی پھول حاصل کریں جو راستے میں شیشے کے ٹکڑے یا لوہے کی نوکیلی چیزیں پھینک دیتے ہیں جس سے لوگوں کے زخمی ہونے یا پھر موٹر سائیکل وغیرہ پنکچر ہونے کا اِمکان (Chance) ہوتا ہے۔ **(7) اپنے ڈول سے پانی ڈال دینا صَدَقہ ہے:** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہارا اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صَدَقہ ہے۔(ایضاً) حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پانی ڈالنا بطورِ مثال بیان ہوا، مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھائی کے ساتھ معمولی سی بھلائی کرنا بھی ثواب ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/103) اللہ تعالٰی ہمیں بھی اِن نیکیوں سے صَدَقے کا ثواب کمانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تفسیرِ قرآنِ کریم

زکوٰۃ کی حکمتیں اور آداب

مفتی محمد قاسم عطاری*

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ (پ1، البقرۃ: 43)

اس آیت میں دین کی بڑی علامت "نماز" کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر کیا اور حدیث میں زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ ہر صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض اور نہ دینا حرام و گناہِ کبیرہ ہے اور بلا اجازتِ شرعی ادائیگی میں تاخیر بھی گناہ ہے۔

زکوٰۃ کی حکمتیں

زکوٰۃ کی پہلی حکمت "تقاضۂ توحید کی ادائیگی": جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے تو توحید یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے تنہا معبود ہونے کی گواہی دیتا ہے اور توحید کا تقاضا ہے کہ مُوَحِّد (یعنی توحید کے قائل) کے لئے اس یکتا ذات کے سوا کوئی محبوب نہ رہے کیونکہ محبت شرکت قبول نہیں کرتی یعنی یہ نہیں کہ کسی کے برابر درجے کے دو محبوب ہوں بلکہ کامل محبوب ایک ہی ہوتا ہے۔ کامل محبت کا امتحان دوسری محبتوں سے مقابلہ کرنے سے ہوتا ہے کہ کیا بندہ خدا کی محبت پر اپنی محبوب چیز قربان کرنے کا جذبہ رکھتا ہے یا نہیں؟ چونکہ بندوں کے نزدیک مال بھی محبوب بلکہ بہت زیادہ محبوب چیز ہے کہ اس کی محبت میں لوگ دوستوں، رشتے داروں تک کو چھوڑ دیتے ہیں اور اسی کی وجہ سے دنیا سے محبت کرتے اور موت سے نفرت کرتے ہیں۔ لہٰذا خدا سے دعوئ محبت کی سچائی کی تصدیق کے لئے اِسی محبوب مال کو اُس محبوبِ حقیقی کے نام پر قربان کرنے کا حکم دیا گیا جیسے جہاد میں اپنی پیاری جان قربان کرنے سے امتحان لیا جاتا ہے۔ مال کے حوالے سے بعض کاملین نے فرمایا کہ "عوام پر تو شریعت کے حکم سے اڑھائی فیصد زکوٰۃ فرض ہے لیکن ہم پر تمام مال خرچ کرنا واجب ہے۔" (احیاء العلوم، 1/288)

ایسے ہی جذبۂ محبت سے سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غزوۂ تبوک میں اپنا تمام مال اور سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا آدھا مال پیش کر دیا۔

زکوٰۃ کی دوسری حکمت "بخل سے نجات": بخل یعنی کنجوسی ہلاک کر دینے والی خصلت ہے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: (1) ایسا بخل

* دار الافتاء اہلِ سنّت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

جس کی اطاعت ہو 2 ایسی خواہش جس کی اتباع کی جائے 3 انسان کا اپنے آپ کو اچھا جاننا۔

(شعب الایمان، 1 / 471، حدیث: 745)

بخل کی خصلت ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال خرچ کرنے کا عادی ہو جائے کیونکہ کسی چیز کی محبت اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے کہ انسان اس کے چھوڑنے پر نفس کو مجبور کرے یہاں تک کہ اس کی عادت بن جائے۔ زکوٰۃ کا معنیٰ "پاک کرنا" ہے۔ یہ معنیٰ یہاں بہت خوب صورتی سے پایا جاتا ہے کہ زکوٰۃ صاحبِ مال کو ہلاکت خیز بخل کی برائی سے پاک کر دیتی ہے حتی کہ اتنی پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے کہ کاملین و صالحین کا دل زیادہ خرچ کرنے سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے سیّد الکاملین، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل مبارک سے ظاہر ہے کہ جب دوسروں کو عطا فرماتے تو چہرہ مبارک خوشی سے جگمگا اٹھتا۔ ؎

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

زکوٰۃ کی تیسری حکمت "نعمت کا شکر ادا کرنا": چونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے بندے کو مال دے کر اُس پر انعام فرمایا ہے لہٰذا اُس مال کو اُس کے حکم پر اُس کی رضا کے لئے اُس کی راہ میں خرچ کرنا نعمتِ مال کا شکر ہے۔

زکوٰۃ دینے والے کے لئے چند آداب

1 زکوٰۃ کی اوپر بیان کردہ حکمتوں کو اپنے ذہن میں رکھے اور نفس کا محاسبہ کرے مثلاً کیا میں حکمِ خدا پر راضی خوشی مال دیتا ہوں؟ کیا راہِ خدا میں مال خرچ کرنا میرے نفس پر آسان ہے کہ یہ بخل سے نجات کی علامت ہے؟ کیا میرے زکوٰۃ دینے نے اِس مُہلک مرض بخل سے مجھے نجات دی؟ کیا میرے زکوٰۃ دینے میں پروردگار کی نعمت پر شکر کا جذبہ موجود ہے؟

2 سال گزرنے یعنی زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے ہی حکمِ الٰہی کی طرف اپنی رغبت سے زکوٰۃ ادا کر دے تاکہ فقرا کے دلوں میں جلد خوشی داخل ہو نیز تاخیر کی وجہ سے بعد میں دینے میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آ جائے۔

3 دل میں ریاکاری یا کسی دوسرے باطنی مرض کا اندیشہ پائے تو پوشیدہ طور پر زکوٰۃ دے۔

4 اگر علانیہ صدقہ دینے سے لوگوں کو ترغیب ملے گی تو ظاہری طور پر صدقہ دے اور اپنے باطن کو ریاکاری سے بچائے۔

5 احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقہ و زکوٰۃ برباد نہ کرے۔ احسان جتانے سے مراد یہ ہے کہ صدقہ دے کر اس کا بِلا مقصد تذکرہ کرے اور ایذا دینے سے مراد یہ ہے کہ دینے کے بعد غربت کا طعنہ دے یا کوئی دباؤ ڈالے۔

6 اپنے دینے کو چھوٹا سمجھے کیونکہ احکم الحاکمین، مالک الملک کی بارگاہ میں بڑے سے بڑا نذرانہ بھی کم ہی ہے نیز اگر اپنے دیئے کو بڑا سمجھے گا تو خود پسندی کا شکار ہوگا۔

7 اپنے مال میں سے عمدہ، پسندیدہ اور حلال پاک وصاف مال دے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے اور پاک مال کو ہی پسند فرماتا ہے۔ نہ تو حرام دے کہ وہ بالکل مردود بلکہ سببِ عذاب ہے اور نہ ہی ردی و ناکارہ قسم کی چیز صدقے میں دے کہ آدابِ صدقہ کے منافی ہے۔

8 اپنے صدقہ کے لئے ایسے لوگوں کو تلاش کرے جن کے ذریعے صدقہ کو پاکیزگی حاصل ہو جائے جیسے پرہیزگار لوگ یا علما یا سچے محبانِ خدا یعنی ہر نعمت کو خدا کا انعام سمجھنے والے لوگ۔ یونہی سفید پوش کہ اپنی ضرورت چھپاتا ہو یا جو مستحق بال بچوں والا ہو یا کسی مرض یا کسی اور وجہ سے کمانے سے رکا ہوا ہو یا اپنا قریبی رشتہ دار ہو تو یہ صدقہ بھی ہوگا اور صلۂ رحمی بھی اور صلۂ رحمی میں بے شمار ثواب ہے۔ دین داروں کو دینے میں بھی دوگنا ثواب ہے کہ صدقے کا بھی ثواب ہے اور خدمتِ دین میں سہولت فراہم کرنے کا بھی۔

اِن آداب کے ساتھ راہِ خدا میں مال خرچ کیا جائے تو اُس کی برکتیں اور رحمتیں بہت زیادہ نصیب ہوتی ہیں۔

(یہ مضمون احیاء العلوم سے ماخوذ ہے۔)

آگ کے کنگن

Bangles of fire

بنتِ خالد حسین عطاریہ

آنٹی! امّی جان کہہ رہی تھیں کہ رمضان سے پہلے ہی تمہیں عید کی خریداری (shopping) کروادوں رمضان میں تو باہر نکلنے کا وقت بھی نہیں ملتا، اس لئے آج امی جان آرہی ہیں، میں ان کے ساتھ چلی جاؤں؟ بنتِ ناصر نے اپنی ساس سے پوچھا۔

جی جی بیٹا! ہنسی خوشی جاؤ لیکن خیال رکھنا یہ موقع خوشیوں کا ہوتا ہے کسی پہ بوجھ ڈالنے کا نہیں، لہٰذا والدہ جو دِلوادیں لے لینا، زیادہ فرمائشیں مَت کرنا آخر اب تم ہماری ذمّہ داری ہو، شادی کے بعد بہو کا یہ پہلا رمضان تھا تو فاطمہ آپا نے اجازت دینے کے ساتھ ساتھ سمجھانا بھی ضروری سمجھا۔

فاطمہ آپا اپنی سمدھن (بہو کی امی) کے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھیں اور ساتھ میں ہلکی پھلکی گفتگو بھی جاری تھی تبھی سمدھن پوچھنے لگی: آپا! زکوٰۃ تو آپ رمضان میں نکالیں گی ناں؟

فاطمہ آپا بولیں: ارے نہیں بہن، سارا سال ہی تو خیرات دیتے رہتے ہیں، کبھی فقیر کو سو پچاس دے دیئے، کبھی مسجد کی پیٹی میں رقم ڈال دی اب الگ سے زکوٰۃ دینے کی کیا ضرورت ہے، ویسے بھی میرا کونسا لمبا چوڑا بینک بیلنس ہے۔

لیکن آپ کے پاس سونا بھی تو ہے ناں آپا، یہ کنگن ہی دیکھ لیں چار پانچ تولے سے کم کے نہ ہوں گے، میرے پاس بھی رقم کہاں ہوتی ہے لیکن زیورات رکھے ہوئے ہیں تو ان کی زکوٰۃ لازمی نکالتی ہوں، سمدھن نے نرمی سے جواب دیا۔

ارے بہن! رقم پاس نہیں، سونا بھی زکوٰۃ میں دے کر ختم کردوں کیا، فاطمہ آپا نے گھبرا کر کہا۔

اس سے پہلے کہ سمدھن کچھ بولتی، بنتِ ناصر اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے بولی: امی جان، اٹھیں! جلدی چلیں، واپس بھی تو آنا ہے۔

سمدھن اور بہو تو بازار کے لئے نکل چکی تھیں لیکن فاطمہ آپا وہیں بیٹھی ہوئی دل ہی دل میں خود کو تسلّی دینے لگیں کہ زکوٰۃ تو تب دوں جب میرے پاس دینے کو پیسے ہوں، وہ تو آتے ہیں اور خرچ ہو جاتے ہیں، رہا سونا تو کون سا میری جیولری شاپ ہے وہ بھی زیورات ہی ہیں جو میں پہنتی ہوں۔

اگلے روز فاطمہ آپا ہال میں بیٹھیں ناشتہ کر رہی تھیں اور بہو پاس ہی بیٹھی ٹی وی پر مَدَنی چینل دیکھنے میں مگن تھی، چینل پر "دارُالافتاء اہلِ سنّت" نامی پروگرام جاری تھا جس میں ایک مفتی صاحب اسلامی موضوعات پر سوالات کے جوابات دے رہے تھے، تبھی بذریعہ کال ایک سوال سُن کر فاطمہ آپا

نے بھی اپنی ساری توجّہ اس کی طرف پھیر دی۔

مفتی صاحب! یہ ارشاد فرمائیے کہ عورتوں کے پہننے کے زیورات پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟، کالر کا سوال ختم ہوا تو مفتی صاحب فرمانے لگے: جی بالکل، سونا چاہے زیور کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، پہنتے ہوں یا ایسے رکھا ہو نصاب کو پہنچنے کی صورت میں بہر حال اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ عموماً عورتیں زیورات کے معاملے میں سستی کرتی ہیں اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں، ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سے پوچھا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی، جی نہیں، آپ نے اِرشاد فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آگے ڈال دیئے اور یہ کہا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ہی ہیں۔ (ابوداؤد، 2/137، حدیث:1563)

لیکن مفتی صاحب زیورات کی زکوٰۃ نکالتے رہیں گے تو ختم نہیں ہو جائیں گے؟ پروگرام کے میزبان نے مفتی صاحب سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جس کی طرف مسلمان عورتوں کو بالکل توجہ نہیں دینی چاہئے میں آپ کو قراٰنِ پاک کی ایک بہت پیاری آیتِ مبارکہ کا ترجمہ بیان کرتا ہوں: ترجمۂ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔ (پ22، سبا:39)

لہٰذا یہ مت دیکھیں کہ مال جارہا ہے بلکہ یہ دیکھیں کس کی بارگاہ میں جارہا ہے! جس نے دیا تھا اسی کی راہ میں جارہا ہے اور جس نے پہلے دیا تھا وہ دوبارہ بھی دینے پر قادر ہے، مفتی صاحب نے بڑی وضاحت سے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

فاطمہ آپا کو یہ سوال و جواب سُن کر اپنے اوپر افسوس ہو رہا تھا کہ کتنے عرصے سے دل کو تسلی دیئے بیٹھی تھی کہ میرے زیور پر زکوٰۃ فرض نہیں، اللہ نہ کرے اسی حالت میں موت آجاتی تو میرا کیا بنتا، مجھ میں تو آگ کے کنگن کی تکلیف برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

بہو بیٹیا میری بات سنو! یہ لو میرے کنگن یہ اللہ پاک و رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے زکوٰۃ میں دیتی ہوں۔

(نوٹ: زکوٰۃ کے احکام تفصیلاً جاننے کے لئے دارُالاِفتاء اہلِ سنّت کی کتاب "احکامِ زکوٰۃ" مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کیجئے۔)

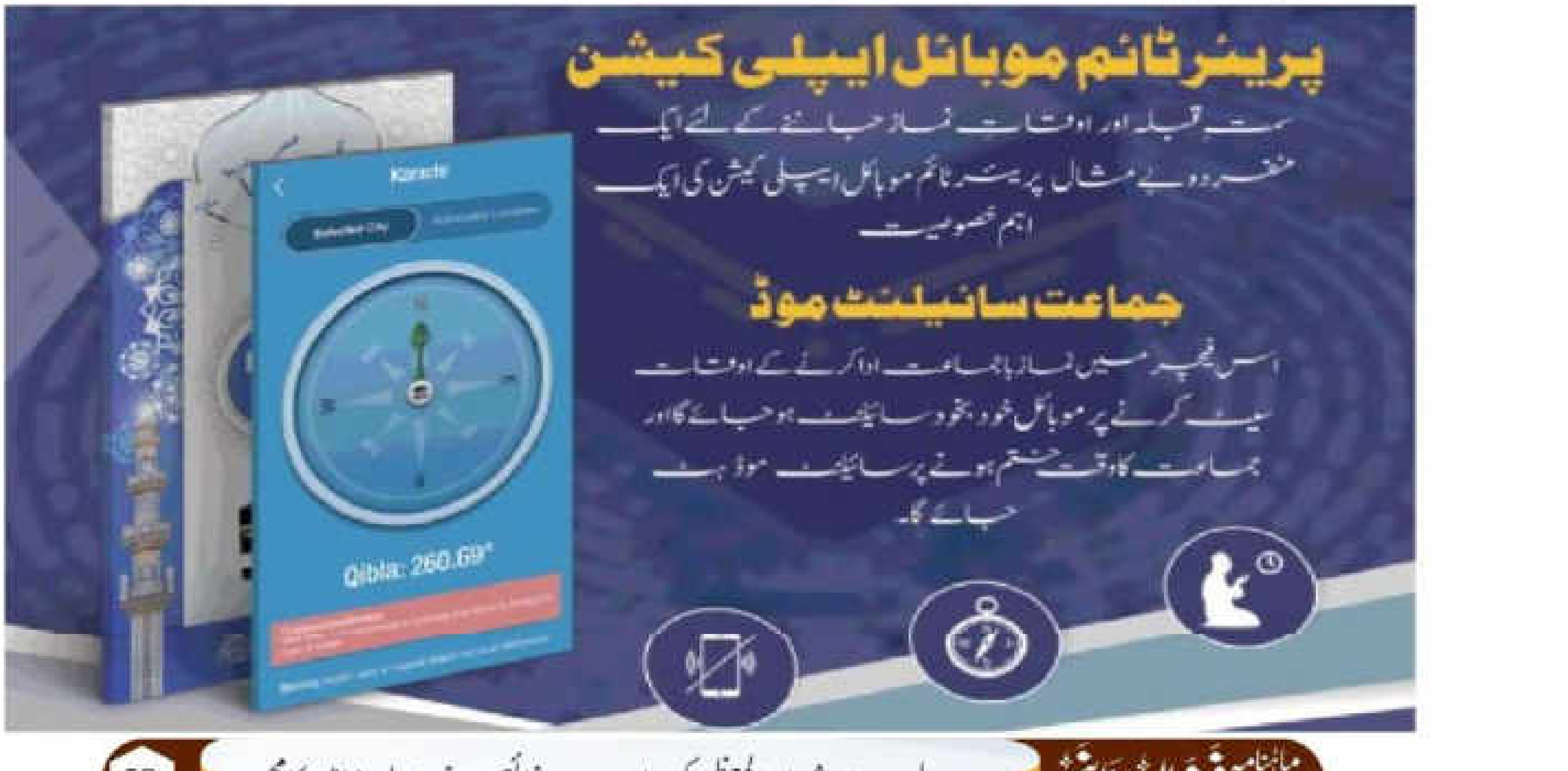

دارُالافتاء اَہلِسُنّت

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوت اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے 7 منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 کیا بے ہوش ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی نیت سے سحری کی، تقریباً 3 گھنٹے 7 تا 10 طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اچانک خود بخود بے ہوش ہو گیا، 3 گھنٹے کے بعد ہوش میں آگیا۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس بے ہوشی کی وجہ سے روزے پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ شرعی راہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں بے ہوش ہونے کے بعد ہوش میں لانے کیلئے ناک یا منہ میں کوئی ایسی چیز نہیں ڈالی گئی جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہو، مثلاً دوائی، پانی وغیرہ نہیں پلایا گیا، تو صرف بے ہوشی کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ خالی بے ہوش ہونا، ایسا سبب نہیں ہے جس سے روزہ فاسد ہو جائے۔

(المبسوط للسرخسی، 3/70، بہار شریعت، 1/967)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

2 زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں کیا فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ قربانی کا نصاب کیا ہے؟ اور زکوٰۃ و قربانی کے نصاب میں کیا فرق کیا ہے؟

سائل: عبد القدیر جلالی (شادی پورہ، مرکز الاولیاء، لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ضروریات زندگی سے زائد ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی مالیت کے برابر کسی بھی سامان، زمین، دوکان یا پیسوں کا مالک ہونا وجوب قربانی کا نصاب ہے۔

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو فرق ہیں قربانی کے نصاب میں مال نامی ہونا اور سال گزرنا شرط نہیں ہے جبکہ زکوٰۃ میں یہ دونوں شرطیں ہیں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــہ

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

3 زکوٰۃ کا ایک اہم مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ 1 بعض لوگ اس نیت سے مرغیاں خریدتے ہیں، کہ ان کو پال کر بڑا کر کے بیچ دیں گے۔

2 بعض لوگ اس نیت سے مرغیاں خریدتے ہیں کہ ان کی پرورش کر کے ان سے انڈے حاصل کریں گے اور ان کے انڈے بیچیں گے، مرغیاں بیچنا مقصود نہیں ہوتا۔

ان دونوں صورتوں میں مرغیاں خریدنے والے شخص کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 پوچھی گئی پہلی صورت میں یہ مرغیاں مالِ زکوٰۃ میں شامل ہوں گی، لہٰذا اگر یہ تنہا نصاب کو پہنچ جاتی ہیں، یا دیگر اموالِ زکوٰۃ (سونا، چاندی، مالِ تجارت، پرائز بانڈز اور کسی بھی ملک کی کرنسی) کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جاتی ہیں، اور دیگر شرائط بھی پائی جائیں، تو اب ان پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔ نصاب سے مراد ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کے مساوی کوئی مال مثلاً رقم وغیرہ ہے۔ (الدرالمختار متن ردالمحتار، 3/234، بہارِ شریعت، 1/892)

2 اس صورتِ حال کے مطابق مرغیوں پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی اور ان سے حاصل ہونے والے انڈوں پر بھی زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی کیونکہ یہ مالِ تجارت نہیں ہے۔ مرغیوں کو بیچنا مقصود نہیں ہے، اس لئے وہ مالِ تجارت نہیں ہے اور انڈوں کو خریدا ہی نہیں، اس لئے وہ بھی مالِ تجارت نہیں بنے گا، کیونکہ مالِ تجارت کے لئے کسی چیز کو خریدنا ضروری ہے۔ البتہ ان انڈے یا مرغیوں کو بیچنے کی صورت میں جو رقم حاصل ہوگی، وہ ضرور مالِ زکوٰۃ میں شامل ہوگی۔

(العنایہ ھامش فتح القدیر، 2/178، ملتقط از بہارِ شریعت، 1/883)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

کتبـــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

4 پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا اور اس رات عبادت کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا پندرہ شعبان کا روزہ رکھنا اور رات کو عبادت کرنا حدیث سے ثابت ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! حدیثِ پاک میں شعبان المعظم کی پندرھویں رات کو عبادت کرنے اور پندرہ شعبان المعظم کا روزہ رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تعالیٰ غروبِ آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور کہتا ہے، ہے کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ اسے بخش دوں! ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں! ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اسے عافیت بخشوں! ہے کوئی ایسا! ہے کوئی ایسا! اور یہ طلوعِ فجر تک فرماتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، 2/160، حدیث:1388)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

کتبـــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

5 زکوٰۃ کس مہینے میں ادا کریں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا زکوٰۃ رجب المرجب کے مہینے میں دینا ضروری ہے یا رمضان میں دینی چاہئے؟ سائل: گلستان انجم (چکوال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زکوٰۃ کا تعلق رمضان شریف یا رجب المرجب سے نہیں بلکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سال پورا ہونے پر فرض ہوتی ہے یعنی جب آپ صاحبِ نصاب ہوئے اور پھر آپ کے نصاب پر سال گزرا تو اب زکوٰۃ فرض ہو گی چاہے وہ کوئی سا بھی مہینا ہو تاخیر جائز نہیں گناہ ہے، مثلاً کوئی شخص شوال المکرم کی پانچ تاریخ کو صبح دس بجے صاحبِ نصاب ہوا اور پھر اگلے سال اسی مہینے، اسی تاریخ پر صاحبِ نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ لہٰذا اب اسی وقت زکوٰۃ نکالنا فرض ہے تاخیر کرنے والا گنہگار ہو گا۔ اسی طرح اگر صاحبِ نصاب رجب میں ہوا یا رمضان میں تو اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ البتہ اس مہینے کے آنے سے پہلے اگر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو اس میں حرج نہیں جیسے شوال المکرم میں جس پر زکوٰۃ نکالنا فرض ہے وہ اگر رمضان میں دینا چاہے تو درست ہے بلکہ رمضان میں فرض پر عمل کرنے والے کو ستّر گنا بڑھا کر ثواب دیا جاتا ہے اس لئے سال پورا ہونے سے پہلے اگر کوئی رمضان میں ادا کرے تاکہ زیادہ ثواب حاصل کرے تو اچھی بات ہے لیکن اگر کسی کا سال رجب یا شعبان میں پورا ہو رہا ہو اور وہ یہ سوچے کہ ایک دو مہینے بعد رمضان آنے والا ہے میں اس میں دوں گا تو ایسا کرنا جائز نہیں بلکہ فوراً سال پورا ہوتے ہی زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُصَدِّق	مُجِیْب
مفتی ابو الحسن فضیل رضا العطاری	ابو حذیفہ محمد شفیق العطاری المدنی

6 کیا گھر کی لائبریری کی کتابوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہو گی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ گھر میں اسلامی کتابیں موجود ہوں مثلاً کسی نے گھر میں مدنی لائبریری بنائی اور وہ کتابیں اتنی ہیں کہ زکوٰۃ کے نصاب تک ان کی مالیت پہنچ گئی تو کیا ان کتابوں پر زکوٰۃ واجب ہو گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صرف تین قسم کے اموال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے: (1) ثَمَن یعنی سونا چاندی تمام ممالک کی کرنسی اور بانڈز بھی اسی میں شامل ہیں (2) مالِ تجارت (3) اور چرائی کے جانور۔

صورتِ مسؤلہ میں وہ اسلامی کتابیں جیسا کہ مالِ تجارت نہیں ہیں یعنی ان کو بیچنے کی نیت سے خریدا نہیں گیا ہے، تو ان کتابوں پر زکوٰۃ اصلاً واجب نہیں چاہے وہ لاکھوں کی مالیت ہی کی کیوں نہ ہوں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــہ

عبدہ المذنب محمد فضیل رضا العطاری عفا عنہ الباری

7 بیوی کے مال کی زکوٰۃ شوہر ادا کرے گا یا خود بیوی؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر بیوی کے پاس اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ بنتی ہو تو کیا اس کی زکوٰۃ شوہر ادا کرے گا یا پھر بیوی خود ادا کرے گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر بیوی مالکِ نصاب ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا بیوی پر فرض ہے، شوہر پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، البتہ اگر شوہر بیوی کی اجازت سے اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

تاجروں کیلئے

Rulings of Trade

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

تجارت میں نفع نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ اگر کسی شخص کی دکان ہو اور اس میں مالِ تجارت پڑا ہو لیکن اس کی سیل نہ ہونے کے برابر ہو، اگر سیل ہوتی بھی ہو تو اتنی ہو کہ ہول سیل والے کے پیسے بھی مشکل سے پورے ہوتے ہوں تو کیا اس مالِ تجارت پر بھی زکوٰۃ ہوگی؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: جی ہاں! جو مال دکان پر بیچنے کے لئے رکھا ہوا ہے وہ مالِ تجارت ہے اس مالِ تجارت پر بھی زکوٰۃ لازم ہوگی جبکہ دیگر شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں اور قرض نکال کر نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کے برابر مال بچتا ہو۔ مثال کے طور پر دو لاکھ روپے کا مال ہے اور اس شخص کا کاروباری معاملہ اس انداز کا ہے کہ یہ مقروض ہے اور یہ مال ملا کر اور کیش اور دیگر قابلِ زکوٰۃ اموال ملا کر اگر اس میں سے قرض مائنس کیا جائے تو نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کے برابر مال نہیں بچتا تو زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی۔ اگر قرض اور حاجت اصلیہ کو نکال کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مقدار مال حساب میں بچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی کیونکہ جن چیزوں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے بیچنے کی چیز بھی ان ہی میں سے ہے، ایسا نہیں کہ شریعتِ مطہرہ نے صرف نفع پر زکوٰۃ فرض کی ہے بلکہ شرائط پائے جانے پر مالِ تجارت پر زکوٰۃ لازمی طور پر فرض ہوگی بلکہ اگر نقصان ہو رہا ہو جب بھی زکوٰۃ دینا ہوگی مثال کے طور پر کسی نے تجارت و انویسٹ کی نیت سے چالیس لاکھ کا پلاٹ خریدا، اس کی مالیت کم ہو کر زکوٰۃ فرض ہونے کے دن تیس لاکھ ہو گئی اور زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط پائی جاتی تھیں تو یہ شخص مذکورہ پلاٹ پر بلاشبہ زکوٰۃ دے گا لیکن ایک رعایت یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے دن اس مال کی جو کرنٹ ویلیو ہے اسی کے اعتبار سے حساب لگائے گا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر، کراچی

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

گم شدہ مال کی زکوٰۃ کا حکم

سوال: اگر کسی شخص کے پیسے گم ہوجائیں اور چار پانچ سال کے بعد مل جائیں تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ نیز اس سال کی دینا ہوگی یا پورے پانچ سال کی؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے: جو مال گُم گیا یا دَریا میں گِر گیا یا کسی نے غَصب کر لیا (یعنی چھین لیا) اور اس کے پاس غَصب (یعنی چھیننے) کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا اَنجان کے پاس اَمانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ (جس کے پاس امانت رکھی تھی) وہ کون ہے یا مَدْیُون نے دَین سے (یعنی جس کو قرضہ دیا تھا اس نے قرض سے) انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اَموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانے کی زکاۃ واجب نہیں۔ (بہارِ شریعت، 1/876) بہر حال گُم شدہ مال جب تک نہ ملے چاہے کتنا ہی عرصہ ہوجائے اس زمانے کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 10 محرم الحرام 1441ھ)

سگے بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: اگر سگا بھائی زکوٰۃ کا مستحق ہو تو کیا اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: اپنے مستحق سگے بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں (بشرطیکہ وہ ہاشمی نہ ہوں) بلکہ ان کو دینے میں دُونا ثواب ہے کہ اس میں صِلۂ رحمی (رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ) بھی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 10/110)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالٰی علٰی محمَّد

عَلَوی کو زکوٰۃ دینا کیسا؟

سوال: کیا علوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

جواب: نہیں دے سکتے کیونکہ وہ ہاشمی ہیں اور ہاشمی کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہاشمی خاندان سے ہیں اور ان کی ساری اولاد ہاشمی ہے۔ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جو اولاد حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کے شہزادوں سے ہے، انہیں **سیّد** کہا جاتا ہے جیسے امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد جبکہ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی نکاح فرمائے تو ان سے جو اولاد ہوئی ان کو **عَلَوی** کہا جاتا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 26 ربیع الاوّل 1441ھ)

پورے شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے روزے رکھنا کیسا؟

سُوال: کیا پورے شعبان کے روزے رکھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر رَمَضان کے روزوں میں کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کے پورے روزے رکھنے میں کوئی حَرَج نہیں کیونکہ یہ ثواب کا کام ہے۔[1] روزے رکھنے والے رکھتے بھی ہیں بلکہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں کئی ایسے اسلامی بھائی ملیں گے جو رَجب، شعبان اور رَمضان پورے تین ماہ کے روزے رکھتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، یکم شعبان المعظم 1440ھ)

بغیر وضو دُرُود پاک پڑھنا کیسا؟

سُوال: کیا دُرُودِ پاک پڑھنے کے لئے وضو ہونا لازمی ہے؟

جواب: وضو ہونا لازمی نہیں، بغیر وضو بھی دُرُودِ پاک پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، 1/38- مدنی مذاکرہ، 24 ربیع الآخر 1441ھ)

کیا بد دُعا دے سکتے ہیں؟

سُوال: اگر کوئی ہمارا دِل دُکھائے تو کیا اسے بد دُعا دے سکتے ہیں؟

جواب: اگر کسی نے ظلم کیا ہے تو بد دُعا دے سکتے ہیں (ترمذی، 5/324، حدیث: 3563، فتاویٰ رضویہ، 23/182) لیکن نہ دینا اچھا ہے۔ (تفسیر در منثور، پ6، النساء، تحت الآیۃ: 148، 2/723)

سَلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سَلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دُعائیں دیں

(مدنی مذاکرہ، 7 جمادی الاخریٰ 1441ھ)

اُلٹے ہاتھ سے مصافحہ کرنا کیسا؟

سُوال: کیا بغیر کسی وجہ کے اُلٹے ہاتھ سے مصافحہ کرنے سے مصافحہ کی سنّت ادا ہو جائے گی؟

جواب: صرف ایک ہاتھ سے ہاتھ ملانا سنّت نہیں، چاہے سیدھا ہو یا اُلٹا، دونوں ہاتھوں سے اِس طرح مصافحہ کرنا کہ ہاتھوں میں کوئی چیز حائل نہ ہو سُنّت ہے۔ (ردالمحتار، 9/629 ماخوذاً) بعض لوگ صرف اُنگلیاں مِلا دیتے ہیں، بعض قوموں میں تالی کے انداز میں ایک ایک ہاتھ مِلانے کا رواج ہے۔ یہ طریقے غلط ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 16 جمادی الاُولیٰ 1441ھ)

روزے کی حالت میں مہندی یا سُرمہ لگانا

سُوال: کیا روزے کی حالت میں لال رنگ کی مہندی اور سُرمہ لگا سکتے ہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں مہندی لگانے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور روزے کی حالت میں سُرمہ لگانا بھی جائز ہے اگرچہ حلق میں سُرمے کا اثر بھی محسوس ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار، 3/421، بہارِ شریعت، 1/982- مدنی مذاکرہ، 4 رمضان المبارک 1441ھ، بعد نمازِ تراویح)

پندرہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کو پھلوں اور پُھولوں کی قیمتیں بڑھانا

سُوال: پندرہ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم کو لوگ قبرستان جاتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں تو قبروں پر پُھول ڈالنے کے لئے وہ پُھول اور روزہ کھولنے کے لئے پھل خریدتے ہیں اس لئے تاجروں کی طرف سے پُھولوں اور پھلوں کی قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں تو اُن کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ کیا اِس طرح پُھولوں اور پھلوں کی قیمتیں بڑھانا، مسلمانوں پر ظلم کرنا اور انہیں ایذا پہنچانا کہلائے گا؟

جواب: اگر کوئی مہنگا بیچتا ہے تو اگرچہ اَخلاقی طور پر تو وہ اچھا کام نہیں کر رہا مگر اسے مسلمانوں کو اِیذا دینا نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی تاجروں کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ یہ پھل یا پُھول مہنگے کر کے مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اور گناہ گار ہوتے ہیں۔ ہاں! تاجروں کو پُھول اور پھل سستا بیچ کر مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی، نرمی، پیار اور بھلائی کا مُعاملہ کرنا چاہئے کہ ایسا کرنا اِنْ شَآءَ اللہ انہیں دُنیا و آخرت میں کام آئے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 15 شعبان المعظم 1440ھ)

---

(1) شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند حضرت علّامہ مولانا مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شعبان میں جسے قوت ہو وہ زیادہ سے زیادہ روزے رکھے۔ البتہ جو کمزور ہو وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ اس سے رمضان کے روزوں پر اثر پڑے گا۔ یہی محمل (یعنی مراد و مقصد) ہے ان احادیث کا جن میں فرمایا گیا کہ نصف (یعنی آدھے) شعبان کے بعد روزہ نہ رکھو۔ (نزہۃ القاری، 3/380)

کیا کام کے دباؤ کی وجہ سے روزے چھوڑ سکتے ہیں؟

سُوال: مُلازمین سے مالک روزے کی حالت میں عام دِنوں کی طرح کام لیتا ہو، اِحساس تک نہ کرتا ہو تو ایسی صورت میں مُلازمین کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: مالک اپنے مُلازمین کو روزے کی حالت میں رِعایت نہیں دیتا اور پورا کام لیتا ہے تو مالک کو ایسا کرنے کے بجائے روزے دار کے ساتھ اِحسان کرنا چاہئے۔[1]

بہر حال کام کی وجہ سے روزہ مُعاف ہو جائے یا قضا کرنا جائز ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر روزے کی حالت میں کام نہیں ہو سکتا تو کوئی اور روزی کا سبب تلاش کریں مگر کام کی وجہ سے ایک روزہ بھی ترک نہیں کر سکتے اور نہ قضا کر سکتے ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 2رمضان المبارک 1441ھ، بعد نمازِ تراویح)

روزے کی حالت میں بال کٹوانا کیسا؟

سوال: کیا روزے کی حالت میں بال کٹوا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بال بھی کٹوا سکتے ہیں اور کھال بھی کٹوا سکتے ہیں۔ بعض اوقات آپریشن کرنے کے لئے کھال کٹوانے کی بھی ضَرورت پڑتی ہے، جیسے اللہ نہ کرے کہ ہاتھ میں پھوڑا ہو گیا تو اب کھال کاٹنی پڑے گی، لیکن اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ عوام کے دَرمیان غَلَط مَسائل بہت چل رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے بچپن میں دیکھا ہے کہ لوگ روزے کی حالت میں منہ میں تھوک جمع کر کے پھینک دیتے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ اگر تھوک نگلیں گے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اس لئے وہ تھوکتے رہتے تھے حالانکہ منہ کے اندر کا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (مدنی مذاکرہ، 2رمضان المبارک 1441ھ، بعد نمازِ عصر)

رات میں روزے کی نیت کرنے کے بعد کھانا پینا کیسا؟

سُوال: رات میں روزے کی نیت کرنے کے بعد کھانا پینا کیسا؟

جواب: جائز ہے۔ ایسا نہیں کہ نیت کرنے کے بعد کھا پی نہیں سکتے، ساری رات کھا پی سکتے ہیں، اگرچہ مغرب کے بعد ہی نیت کر لی ہو کہ روزہ رکھوں گا۔ سورج ڈوبتے ہی نیت کا ٹائم شروع ہو جاتا ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، ص175) اگر دَورانِ نماز بھی نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا تو نیت ہو جائے گی۔

(درمختار، 3/398- مدنی مذاکرہ، 2رمضان المبارک 1441ھ، بعد نمازِ عصر)

نفل روزہ رکھنے کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

سُوال: کیا نفل روزے رکھنے کے لئے ماں باپ کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: نفل روزہ رکھنے کے لئے ماں باپ کی اجازت ضروری نہیں ہے البتہ بیوی کو نفل روزہ رکھنا ہو تو شوہر سے اجازت لے۔ (درمختار، 3/477، بہارِ شریعت، 1/1008- مدنی مذاکرہ، 4شعبان المعظم 1441ھ)

نظر اُتارنے کا طریقہ

سُوال: اگر کسی کو نظر لگ جائے تو اس کی نظر کیسے اُتاری جائے؟

جواب: نظر اُتارنے کے بہت سے طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سُورۂ فَلَق اور سُورۂ نَاس پڑھ کر جس کو نظر لگی ہو اس پر دَم کر دیا جائے اِنْ شَآءَ اللہ نظر اُتر جائے گی۔ (مدنی مذاکرہ، یکم محرم الحرام 1441ھ)

---

(1) حدیثِ پاک میں ہے: جو اِس مہینے (یعنی رَمَضان) میں اپنے غُلام پر تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) اللہ پاک اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔ (شعب الایمان، 3/305، حدیث:3608، صحیح ابن خزیمہ، 3/192، حدیث:1887)

امانت داری

مولانا شاہ زیب عطاری مدنی*

دینِ اسلام انسانی حقوق کا سب سے بڑا محافظ ہے، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام ان اعمال و افعال کا حکم دیتا ہے جن کے ذریعے انسانی حقوق کی حفاظت ہو۔ ایسے ہی افعال میں سے ایک "امانت داری" بھی ہے۔

اسلام میں امانت داری کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ پاک قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔[1]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور امانت داری: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی امانت داری کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امانت داری ہی کی وجہ سے کفارِ مکہ بدترین دشمن ہونے کے باوجود آپ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ **قابلِ تعریف افراد:** جو لوگ امانت داری کے وصف سے آراستہ ہوتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی بروقت ادائیگی کرتے ہیں وہ لوگوں میں پسندیدہ اور قابلِ تعریف ہوتے ہیں۔ امانت داری ایمان والوں کی بہترین صفت ہے اور ایک مسلمان کا امانت دار ہونا بہت ضروری ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔[2] یعنی ایمان کامل نہیں۔[3] **امانت داری کا وسیع مفہوم:** آج کل ہم سمجھتے ہیں کہ امانت داری کا تعلق صرف مال سے ہے اور اگر کسی نے ہمارے پاس کوئی مال رکھوایا تو اس کی حفاظت کرنا اور اسے وقت پر مکمل طور پر واپس کر دینا ہی امانت داری ہے۔ یہ بات دُرست ہے لیکن جس طرح یہ امانت ہے اسی طرح اور بھی بہت ساری چیزیں امانت میں داخل ہیں۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک اور اس کے بندوں کے وہ حقوق جو ہمارے ذمے ہوں اور ان کی حفاظت و ادائیگی ہم پر لازم ہو انہیں امانت کہتے ہیں۔[4] اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی بھی امانت داری ہے چنانچہ نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، سچ بولنا اور دیگر نیک اعمال ادا کرنا بھی امانت ہے۔ اسی طرح انسان کے اعضاء مثلاً زبان، آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ بھی اللہ پاک کی امانت ہیں اور ان اعضاء کو گناہوں اور فضولیات سے بچانا ان اعضاء کے معاملے میں امانت داری ہے۔ یوں ہی دوسرے کے راز کی حفاظت کرنا، پوچھنے پر دُرست مشورہ دینا، مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرنا، مزدور اور ملازم کا اپنا کام مکمل طور پر پورا کرنا بھی امانت داری میں داخل ہے۔ **ہم اور امانت داری:** جس طرح آج ہمارے معاشرے میں دیگر کئی اچھائیاں دَم توڑتی دکھائی دیتی ہیں وہیں امانت داری کا بھی فُقدان نظر آتا ہے۔ حالات اس قدر خراب ہوچکے ہیں کہ امانت دار اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والے افراد کو بعض کم عقل لوگ بے وقوف سمجھنے لگے ہیں۔ گویا معاشرے کی سوچ اس قدر منفی ہوچکی ہے کہ بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھا جانے لگا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے اندر امانت داری کی صفت کو اجاگر کریں اور دوسروں کے حقوق پوری طرح ادا کریں۔

اللہ پاک ہمیں تمام امانتوں کی حفاظت کرنے اور ان کو پوری طرح ادا کرتے ہوئے ایک امانت دار اور سچا پکا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

---

(1) پ5، النسآء: 58 (2) مسند احمد، 4/ 271، حدیث: 12386 (3) مراٰۃ المناجیح، 1/ 55 (4) مراٰۃ المناجیح، 3/ 236 ماخوذاً۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ اُمِّ عطار کراچی

اسلام اور عورت

گھر میں دینی ماحول بنانے کا ایک نسخہ

اُمِّ میلاد عطاریہ*

اپنے اہلِ خانہ کو اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کا ذہن دینا بھی ایک مسلمان کی اہم ذمہ داری ہے۔ عموماً گھر کے مختلف افراد کی سوچ مختلف ہوتی ہے۔ ان مختلف ذہنیت رکھنے والوں کو دین کے راستے پر لانے میں گھر کی خواتین اہم کردار ادا کر سکتی ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (1)

اس آیتِ کریمہ کے تحت "خزائنُ العرفان" میں ہے: اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری اختیار کرکے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر اور گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کرکے اور انہیں علم و ادب سکھا کر۔ (2)

پیاری اسلامی بہنو! اپنے اہلِ خانہ کو نیکی کی طرف مائل کرنا، گناہوں سے نفرت دلانا اور گھر میں دینی ماحول بنانا ہماری ایک بہت بڑی ضرورت ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ گھر کے افراد ہماری بات سننے پر آمادہ ہوں اور وہ کون سا طریقہ ہے جس سے گھر میں ماں باپ، بہن بھائی، ساس نند سبھی ہماری بات سنیں اور ہمارے قریب آئیں، قراٰن پاک سے پتا چلتا ہے کہ نرم دلی لوگوں کو قریب کرتی ہے اور سخت مزاجی متنفر ہونے کا سبب ہے چنانچہ ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے۔ (3)

اسی طرح رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت سے بھی پتا چلتا ہے کہ نرمی ہماری اور ہمارے گھر والوں کی بھلائی کا ذریعہ ہے چنانچہ ہماری پیاری ماں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! نرمی اختیار کرو جب اللہ کریم کسی گھر والوں سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو انہیں نرمی عطا فرما دیتا ہے۔ (4)

گھر میں دینی ماحول بنانے کے لئے مزید یہ کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا بھی کرتی رہیں، گھر والوں کی طرف سے مخالفت اور سختی پر صبر و تحمل سے کام لیں، کوئی بات مانے یا نہ مانے آپ ہر جائز معاملے میں سبھی کی بات مانیں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں اِن شآءَ اللہ دوسروں کی نظر میں آپ کی اہمیت بڑھائیں گی اور بالآخر وہ بھی آپ کی بات سنیں گے اور یوں آہستہ آہستہ گھر کا ماحول صحیح اسلامی ماحول بن جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

---

(1) پ28، التحریم: 6 (2) احترامِ مسلم، ص7 (3) پ4، اٰل عمران: 159 (4) مسند امام احمد، 9/345، 405، حدیث: 24481، 24788۔

* نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

عدنان احمد عطاری مدنی*

تذکرہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ

ایک مرتبہ خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جمعہ کے دن مسجد نبوی شریف کی جانب تشریف لارہے تھے کہ ایک مکان کے پرنالے سے خون ملے پانی کے چند قطرے کپڑوں پر آگرے، (نمازیوں کی تکلیف کا خیال کرکے) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس پرنالے کو گرانے کا حکم فرما دیا پھر گھر تشریف لائے، کپڑے تبدیل کئے اور مسجد میں جاکر لوگوں کو نماز پڑھائی، نماز کے بعد ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض گزار ہوئے: آپ کے حکم سے میرے پرنالے کو گرادیا گیا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اسے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری گردن پر سوار ہوکر اپنے دستِ مبارک سے لگایا تھا، یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ رونے لگے اور فرمانے لگے: آپ میری گردن پر سوار ہوکر اپنے پرنالے کو پھر اسی جگہ لگادیں، چنانچہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کندھوں پر کھڑے ہوکر پرنالے کو اسی جگہ لگادیا۔

(طبقات ابن سعد، 4/14تا15۔ تاریخ ابن عساکر، 26/370)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ صحابیِ رسول جن کے کندھوں نے پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں کا بوسہ لیا اور جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے کندھوں پر سوار کیا رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت سیّدنا **عباس بن عبدُ المطلب** رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں۔ **حلیہ مبارکہ** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارُعب، سفید رنگت اور لمبے قد کے مالک تھے (تاریخ الاسلام للذہبی، 3/384) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی آواز میں اتنی قوّت تھی کہ پوری طاقت سے کسی کو پکارتے تو آٹھ میل دور تک آواز پہنچ جاتی۔ (تہذیب الاسماء، 1/244) **قبولِ اسلام** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابتدائے اسلام میں کفّارِ مکّہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ جنگِ بدر میں کفّار کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے مگر محققین کا قول یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ غزوۂ بدر سے پہلے مسلمان ہوچکے تھے اور اپنے اسلام کو چُھپائے ہوئے تھے، کفارِ مکہ قومیت کا دباؤ ڈال کر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو زبردستی میدانِ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں لڑائی سے پہلے حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ ”عباس“ کو قتل مت کرنا کیونکہ کفّارِ مکّہ دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔ (اسد الغابہ، 3/163) **چاند کو جھکتے دیکھا** ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہِ رسالت میں یوں عَرض گزار ہوئے: یَارسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے تو آپ کی نبوت کی نشانیوں نے آپ کے دِین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی، میں نے دیکھا کہ آپ بچپن میں جُھولے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے تو جس طرف اِشارہ ہوتا چاند اسی طرف جھک جاتا۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/41) **بڑا کون ہے؟** سرکارِ دو عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس دنیا میں جلوہ فرما ہونے سے تین سال پہلے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی پیدائش ہوئی تھی لیکن اَدب کا عالَم یہ تھا کہ جب کبھی عُمر میں زائد ہونے کی بات چل نکلتی اور کوئی آپ سے پوچھ لیتا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم عمر میں بڑے ہیں یا آپ؟ تو جواب میں اپنے آپ کو عُمر میں بڑا کہلوانا پسند نہ فرماتے بلکہ یہ کلمات زبان پر لاتے کہ بڑے

*مدرّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی ہیں، میں تو پہلے پیدا ہوا ہوں۔ (مستدرک، 4/382، رقم:5450) **اولاد** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دس بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ (تہذیب الاسماء، 1/244) **فضائل و مناقب** نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بہت تعریفیں کرتے کہ لوگوں میں بہت سخی اور زیادہ صلۂ رحمی (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ) کرنے والے ہیں۔ (مسند احمد، 1/392، حدیث:1610) ایک جگہ یوں فرمایا کہ جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے اِیذا پہنچائی کیونکہ آدمی کا چچا باپ کے قائم مقام ہوتا ہے۔ (ترمذی، 5/422، حدیث:3783) **دَر و دیوار نے اٰمین کہی** رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب سے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر نوازشوں اور عطاؤں کی بارش کی ایک جھلک اور ملاحظہ کیجئے چنانچہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے ارشاد فرمایا: کل میرے آنے تک نہ تو گھر سے باہر نکلئے گا اور نہ بچّوں کو کہیں بھیجئے گا مجھے آپ سب سے کچھ کام ہے۔ اگلے دن حضورِ انور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کے یہاں رونق اَفروز ہوئے تو حال اَحوال پوچھنے کے بعد فرمایا: ایک دوسرے کے قریب آجاؤ، جب سب قریب ہوگئے تو انہیں اپنی چادر میں ڈھانپ لیا اور دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ میرے چچا ہیں اور میرے والد کے قائم مقام ہیں، یہ سب میرے اہلِ بیت ہیں ان سب کو آتشِ دوزخ سے ایسے ہی چھپادے جیسے میں نے اپنی چادر میں چھپایا ہے۔ اس پر سب نے اٰمین کہی یہاں تک کہ دروازے کی دہلیز اور گھر کی دیواروں سے بھی ”اٰمین اٰمین اٰمین“ کی صدا آنے لگی۔ (معجم کبیر، 19/263، حدیث:584) **اعزاز و اِکرام** صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تعظیم و توقیر بجالاتے، آپ کے لئے کھڑے ہوجاتے، آپ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لیتے، مشاورت کرتے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ (تہذیب الاسماء، 1/244۔ تاریخ ابن عساکر، 26/372ملتقطا) چنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بارگاہِ رسالت میں تشریف لاتے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بطورِ احترام آپ کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہوجاتے۔ (معجم کبیر، 10/285، حدیث: 10675) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ پیدل ہوتے اور حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان ذوالنّورین رضی اللہ تعالٰی عنہما حالتِ سواری میں آپ کے پاس سے گزرتے تو بطورِ تعظیم نیچے اتر جاتے یہاں تک کہ آپ وہاں سے گزر جاتے۔ (استیعاب، 2/360) حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتے اور فرماتے: اے میرے چچا! مجھ سے راضی رہئے گا۔ (تاریخ ابن عساکر، 26/372) **ذمہ داری و پسندیدہ کام** اسلام لانے سے پہلے اور بعد میں بھی مکہ میں آنے والے حاجیوں کو آبِ زمزم سے سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ ذمہ داری بھی خوب نبھائی کہ کوئی بھی شخص مسجدِ حرام میں کوئی گالم گلوچ یا بے ہودہ کلام نہ کہے۔ (اسد الغابہ، 3/163۔ الثقات لابن حبان، 1/18) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ رضائے الٰہی کی خاطر غلام خریدتے اور انہیں آزاد کردیا کرتے تھے یہاں تک کہ آخری وقت میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 70 غلاموں کو آزاد کیا۔ (طبقاتِ ابن سعد، 4/22) **وصالِ مبارک** بوقتِ وفات آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو چند نصیحتیں کیں پھر اپنا رُخ کعبۃُ اللہ شریف کی جانب کرتے ہوئے کلمہ شریف پڑھا اور آنکھیں بند کرکے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ (تاریخ ابن عساکر، 26/376) وصال کا اعلان ہوتے ہی بکثرت لوگ جنازۂ مبارکہ کے اِردگرد جمع ہوگئے، خود بنو ہاشم کے لوگوں نے جنازۂ مبارکہ کو اس طرح گھیر لیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سپاہیوں کے ذریعے سے ان کو ہٹوایا اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (طبقات ابن سعد، 4/23) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال مبارک 88 سال کی عمر میں سن 32 ہجری ماہِ رجب یا رمضانُ المبارک میں جمعہ کے دن 12 تاریخ کو ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ جنّتُ البقیع میں آرام فرما رہے ہیں۔ (استیعاب، 2/361تا362) **روایتِ حدیث** آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 35 ہے۔ (تہذیب الاسماء، 1/244)

روشن ستارے

ابو عبید عطاری مدنی

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

زُہد و قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنانے والے، تقویٰ اور پرہیز گاری کے پھولوں کو اپنے دامن پر سجانے والے، حضرتِ سیّدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے تابعی اور رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل کرنے والے مشہور صحابیِ رسول، سَلْمانُ الخَیْر حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِسلام لانے کا واقعہ بہت اہم ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 8/522 ملخصاً) چنانچہ

ایران سے مدینے تک کا سفر

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اَصْفَہان (ایران) کے رہنے والے تھے۔ آباو اَجداد آتش پرست تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بچپن سے ہی سادہ اور خاموش طبیعت تھے، ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کے بجائے ہر وقت آتش کَدے کی آگ روشن رکھنے میں مصروف رہتے مگر جلد ہی مجوسیّت سے بیزار ہوگئے اور دینِ حق کی تلاش میں اپنے وطن سے نکل کر شام جا پہنچے جہاں مختلف دینی و مذہبی راہنماؤں کی صحبت اختیار کی۔ ہر مذہبی راہنما یا تو خود یہ وصیّت کر دیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا یا پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود پوچھ لیا کرتے کہ اب کس ہستی کی صحبت اختیار کروں؟ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آخری راہِب سے پوچھا تو اس نے کہا: اے حق کے مُتلاشی بیٹے! اس دنیا میں مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں اَمن و سلامتی نصیب ہو، ہاں! اب نبیِّ آخرُ الزّماں کے ظہور کا وقت قریب ہے جو دینِ ابراہیمی پر ہوں گے، اُس مقام کی جانب ہجرت کریں گے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہو گا، جہاں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے، اُن کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی، وہ ہدیہ قبول کریں گے اور صدقہ نہیں کھائیں گے۔ راہِب کے انتقال کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس وصیت کو پیشِ نظر رکھا اور ایک قافلے کے ہمراہ آگے بڑھ گئے۔ راستے میں قافلے والوں کی نیّت بدل گئی اور انہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا یوں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ (طبقات ابن سعد، 4/56) تقریباً دس بار بیچے گئے (بخاری، 2/607، حدیث: 3946) بالآخر بکتے بِکاتے مدینۂ مُنوَّرہ پہنچ گئے۔

مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملنے نہ دیا گیا

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مرتبہ کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رہے تھے کہ خبر سنی کہ نبیِّ آخرُ الزّماں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینے کے قریب مقامِ قُبا میں تشریف لا چکے ہیں اسی وقت دل بے قرار ہو گیا، فوراً نیچے تشریف لائے اور خبر لانے والے سے دوبارہ یہ روح پَرْوَر خبر سننے کی خواہش ظاہر کی یہودی آقا نے اپنے غلام کا تَجَسُّس اور بے قراری دیکھی تو چراغ پا (غصے) ہو گیا اور ایک زوردار تھپڑ رسید کرکے کہنے لگا: تمہیں ان باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! دوبارہ کام پر لگ جاؤ، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دل پر پتھر رکھ کر خاموش ہوگئے لیکن متاعِ صَبر و قَرار تو لُٹ چکا تھا لہٰذا جونہی موقع ملا چند تازہ کھجوریں ایک طَباق میں رکھ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یہ صدقہ ہے، قبول فرمالیجئے، پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا: تم کھالو، اور خود

تناول نہ کیا۔ آپ نے دل میں کہا: ایک نشانی تو پوری ہوئی، اگلی مرتبہ پھر کھجوروں کا خوان لے کر پہنچے اور عرض گزار ہوئے کہ یہ ہدیہ ہے، قبول فرمالیجئے۔ رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو کھانے کا اشارہ کیا اور خود بھی تناول فرمایا۔ دل میں کہا: دوسری نشانی بھی پوری ہوئی اس درمیان میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دونوں شانوں کے درمیان "مُہرِ نبوّت" کو بھی دیکھ لیا اس لئے فوراً اسلام قبول کرلیا اور اس دَر کے غلام بن گئے جس پر شاہوں کے سَر جھکتے ہیں۔ (طبقات ابن سعد، 4/58 ملخصاً)

آزادی کیسے ملی؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے غزوۂ بدر و اُحد میں حصہ نہ لے سکے پھر تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ چاندی کے بدلے آزادی کا تاج سر پر سجایا اور ایک سرفروش مجاہد کی طرح بعد میں آنے والے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ (تاریخ ابن عساکر، 21/388، 389 ملخصاً) غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کا مشورہ بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کا تھا۔ (طبقات ابن سعد، 2/51)

فضائل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والہانہ محبت تھی، اپنے وقت کا بیشتر حصہ دربارِ رسالت میں گزارتے اور فیضانِ نبوی سے بہرہ مند ہوتے، اِس کے بدلے میں بارگاہِ رسالت سے سَلْمَانُ الْخَیْر (سنن الکبری للنسائی، 6/9، حدیث: 9849) اور سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت (سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں)(مسند بزار، 13/139، حدیث: 6534) جیسی نویدِ جاں فِزا سننے کی سعادت پائی ایک اور مقام پر اس بشارتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئے کہ **جنّت "سلمان فارسی" کی مشتاق ہے۔** (ترمذی، 5/438، حدیث: 3822) جب کوئی پوچھتا کہ آپ کے والد کون ہیں؟ تو ارشاد فرماتے: **میں دینِ اسلام کا بیٹا سلمان ہوں۔** (الاستیعاب، 2/194)

گورنر خادم بن گیا سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک عرصہ تک مدینہ میں قیام فرمایا پھر عہدِ فاروقی میں عراق میں سکونت اختیار کرلی۔ کچھ عرصے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر کردیا۔ گورنر کے اہم اور بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بڑی سادہ زندگی گزاری، ایک دن مدائن کے بازار میں جارہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے آپ کو مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لئے کہا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چپ چاپ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چلنے لگے، لوگوں نے دیکھا تو کہا: اے صاحبِ رسول! آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھا رکھا ہے؟ لائیے! ہم اِسے اٹھالیتے ہیں۔ سامان کا مالک ہَکّا بَکّا رہ گیا، پھر نہایت شرمسار ہوکر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے معافی مانگی اور سامان اُتروانا چاہا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے تمہارا سامان اٹھانے کی نیّت کی تھی، اب اِسے تمہارے گھر تک پہنچا کر ہی دَم لوں گا۔ (طبقاتِ ابن سعد، 4/66)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کو محبوب رکھا کرتے تھے چنانچہ بطورِ تنخواہ چار یا پانچ ہزار درہم ملتے لیکن پوری تنخواہ مساکین میں تقسیم فرمادیتے اور خود کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر چند درہم کماتے اور اسی پر اپنا گزربسر کرتے تھے۔
(طبقاتِ ابن سعد، 4/65)

وصالِ مبارک حضرت سیدنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے 10 رَجَبُ الْمُرَجَّب 33 یا 36 ہجری کو اس دنیا سے کوچ فرمایا، مزارِ مبارک عراق کے شہرِ مدائن (جسے "سلمان پاک" بھی کہا جاتا ہے) میں ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 21/376، کراماتِ صحابہ، ص219) **آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ساڑھے تین سو سال (جبکہ بعض روایات کے مطابق اڑھائی سو سال) کی طویل عمر پائی۔**
(معرفۃ الصحابۃ، 2/455)

روشن ستارے

حضرت سیدنا ذُوالْبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی*

وہ خوش نصیب حضرات جن کی قبر میں حضورِ اَنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بنفسِ نفیس اُترے اور اُن حضرات کو خصوصی اعزاز بخشا، اُن میں سے پانچ یہ ہیں: (1) اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی خدیجہ (2) حضرت بی بی خدیجہ کے ایک صاحب زادے (3) حضرت بی بی عائشہ کی والدہ حضرت اُمِّ رومان (4) حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ اسد (5) حضرت عبدُ اللہ رضی اللہ عنہم جن کا لقب ذُوالْبِجَادَیْن یعنی دو چادروں والا ہے۔[1] حضرت ذُوالْبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ کون تھے، کب اسلام لائے، یہ لقب کیوں ملا، شہادت کس طرح ہوئی نیز ان کی تدفین کا منظر کیسا رُوح پرور تھا؟ آیئے ملاحظہ کیجئے۔

چچا نے سب چھین لیا: آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق مدینۂ منورہ کے گردو نواح میں آباد قبیلۂ مُزَیْنَہ سے ہے، آپ چھوٹے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا، والد نے وراثت میں کوئی مال نہیں چھوڑا، چچا مالدار تھا لہٰذا اس نے آپ کی کفالت اور پرورش کی یہاں تک کہ آپ بھی مالدار ہوگئے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہجرت کرکے مدینے تشریف لائے تو آپ کا دل دینِ اسلام میں دل چسپی لینے لگا لیکن چچا کی وجہ سے قبولِ اسلام کی طاقت نہ تھی یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 8 ہجری میں فتحِ مکّہ کے بعد مدینے واپس ہوئے تو آپ نے چچا سے کہا: میں نے تمہارے اسلام لانے کا انتظار کیا لیکن میرا خیال ہے کہ تم محمدِ عربی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمت میں حاضری نہیں دوگے، مجھے اسلام لانے کی اجازت دے دو، اس نے کہا: اگر تم نے اسلام قبول کیا تو میں تم سے اپنی دی ہوئی ہر چیز چھین لوں گا یہاں تک کہ کپڑے بھی چھین لوں گا۔ آپ نے فرمایا: میں اسلام قبول کرنے لگا ہوں، میں جھوٹے معبودوں کی عبادت چھوڑتا ہوں، میرا سب کچھ لے لو، چچا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کپڑوں سمیت سب کچھ چھین لیا۔[2] **والدہ نے چادر دی:** ایک روایت کے مطابق جب آپ کے دل میں محبتِ ایمان اور محبتِ رسول کی شمع روشن ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب روانہ ہوگئے، آپ کی والدہ اپنی قوم کے پاس گئی اور کہنے لگی: میرا بیٹا محمدِ عربی (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی جانب چل پڑا ہے، اس کے پیچھے جاؤ اور اسے واپس لے آؤ۔ (جب قوم کے لوگ آپ کو پکڑ کر لائے تو) والدہ نے کہا: یہ بہت شرم و حیا والا ہے اگر اس کے کپڑے اُتار لوگے تو یہ بھاگ نہیں سکے گا۔ لہٰذا قوم نے آپ کے کپڑے اُتار لئے اور برہنہ کردیا، آپ ایک کمرے میں بیٹھ گئے اور کھانے پینے سے انکار کردیا، والدہ یہ دیکھ کر قوم کے پاس گئی اور کہا: میرے بیٹے نے قسم کھائی ہے کہ جب تک محمدِ عربی کے پاس نہیں پہنچے گا نہ کچھ کھائے گا نہ پئے گا، تم لوگ اس کے کپڑے دے دو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ مَر نہ جائے، لیکن قوم نے کپڑے دینے سے انکار کردیا، پھر والدہ نے اپنی چادر کے دو حصّے کرکے ایک حصّہ میں بٹن لگا دیئے جسے آپ نے اوڑھ لیا جبکہ دوسرے حصے کو آپ کے سر کے اوپر ڈال دیا اور کہا: جاؤ! چلے جاؤ۔[3] **بارگاہِ رسالت میں حاضری:** آپ رضی اللہ عنہ سَحَر کے وقت مدینے پہنچے اور مسجدِ نبوی شریف میں ٹھہرے، جب نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نماز کے لئے تشریف لائے اور نظرِ مبارک آپ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا: تم کون ہو؟ عرض کی: میرا نام عبدُ العزّیٰ ہے، میں فقیر اور مسافر ہوں،

* مُدَرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

آپ کی محبت میں گرفتار ہوں، آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں، ارشاد فرمایا: تمہارا نام عبدُ اللہ اور تمہارا لقب ذُوالبِجَادَیْن ہے، ہمارے گھر کے قریب ہمارے پاس رہا کرو۔[4] **معمولات:** نمازِ فجر کے بعد جب سورج طلوع ہوجاتا تو آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوجاتے اور جب تک اللہ چاہتا آپ نماز پڑھتے رہتے پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور سلام عرض کرتے پھر اپنی رہائش کی طرف چلے جاتے۔[5] آپ رضی اللہ عنہ نے صحبتِ رسول کو اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا، رحمت عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کو قراٰن سکھایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ نے بہت سا قراٰن پڑھ لیا، آپ مسجدِ نبوی میں قیام کرتے اور بلند آواز سے تلاوت کرتے تھے۔ **یہ ریاکار نہیں ہیں:** ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا آپ اس اَعرابی (دیہاتی) کو نہیں سُن رہے کہ بلند آواز سے قراءت کرتا ہے اور دوسروں کو تلاوتِ قراٰن سے روک دیتا ہے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں سوال کیا: کیا یہ ریاکار (دکھلاوا کرنے والا) ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اسے چھوڑ دو، یہ اَوّاہِین (یعنی گریہ و زاری کرنے والوں) میں سے ہے۔[6] **پیارے آقا نے نکاح کروادیا:** حضرت سیدنا ذُوالبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا مگر اس نے قبول نہ کیا، پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو حضرت ذُوالبِجَادَیْن سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی، (مگر اس نے انکار ہی کیا) نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ خبر پہنچی تو ارشاد فرمایا: اے عبدُ اللہ! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے فلاں عورت کو نکاح کا پیغام دیا ہے؟ آپ نے عرض کی: جی ہاں، ارشاد فرمایا: میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کیا۔[7] **شوقِ شہادت:** سن 9 ہجری ماہِ رجب میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جنگِ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ بھی مجاہدین میں شامل ہوکر چل پڑے اور درخواست کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! دعا فرمایئے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے ببول کے درخت کی چھال منگوائی، آپ چھال لائے تو آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے آپ کے بازو پر باندھ دیا اور دعا کی: اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کردیا، عرض کی: میں نے اس کی خواہش نہیں کی، ارشاد فرمایا: جب تم جہاد کے لئے نکلو، اگر بخار میں فوت ہوگے جب بھی تم شہید ہوگے۔ اگر تمہارا جانور (تمہیں گرا کر) تمہاری گردن توڑ دے تو بھی تم شہید ہوگے کوئی حرج نہیں کہ شہادت کس طرح ملے۔[8] خدائے پاک کا کرنا ایسا ہوا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مقامِ تبوک پہنچ کر تقریباً 20 راتیں دشمن کا انتظار کیا وہیں حضرت ذُوالبِجَادَیْن کو بخار چڑھا اور اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔[9] **تدفین کا منظر:** حضرت سیّدنا بلال بن حارث مُزَنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یہ رات کا وقت تھا، میں نے دیکھا کہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہاتھ میں چراغ لئے ہیں اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بنفسِ نفیس ان کی قبر میں تشریف فرما ہیں، حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان کو قبر میں اتار رہے ہیں، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرمارہے ہیں: اپنے بھائی کو عزت کے ساتھ لاؤ، اس کے بعد نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا۔ **دعائے نبوی:** پھر یہ دعا مانگی: الٰہی! یہ میری خدمت میں دن رات رہا ہے میں اس سے راضی ہوں تُو بھی راضی ہوجا۔[10] **تمنائے صحابہ:** یہ اعزاز و اکرام اور مَحبّت و شفقت دیکھ کر حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری یہ آرزو تھی کہ میں ان کی جگہ پر ہوتا حالانکہ میں حضرت ذُوالبِجَادَیْن سے 15 برس پہلے اسلام لایا تھا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر اپنے جذبات کا اظہار یوں فرمایا: اللہ کی قسم! میری یہ خواہش ہے کہ میں اس قبر میں ہوتا۔[11] یاد رہے کہ حضرت سیدنا ذُوالبِجَادَیْن رضی اللہ عنہ کے علاوہ غزوۂ تبوک میں کسی اور صحابی کی وفات نہیں ہوئی۔

---

(1) وفاء الوفا، 3/897 (2) دلائل النبوۃ، ص314 (3) سیر سلف، ص:247 (4) مدارج النبوۃ، 2/351 (5) سیر سلف، ص:248 (6) دلائل النبوۃ، ص314، اسد الغابہ، 3/230 (7) سیر سلف، ص 247 ملخصاً (8) دلائل النبوۃ، ص 314، سبل الھدیٰ والرشاد، 5/479 (9) سیرت حلبیہ، 3/199تا200 ملتقطاً (10) مدارج النبوۃ، 2/351 (11) اسد الغابہ، 3/231۔

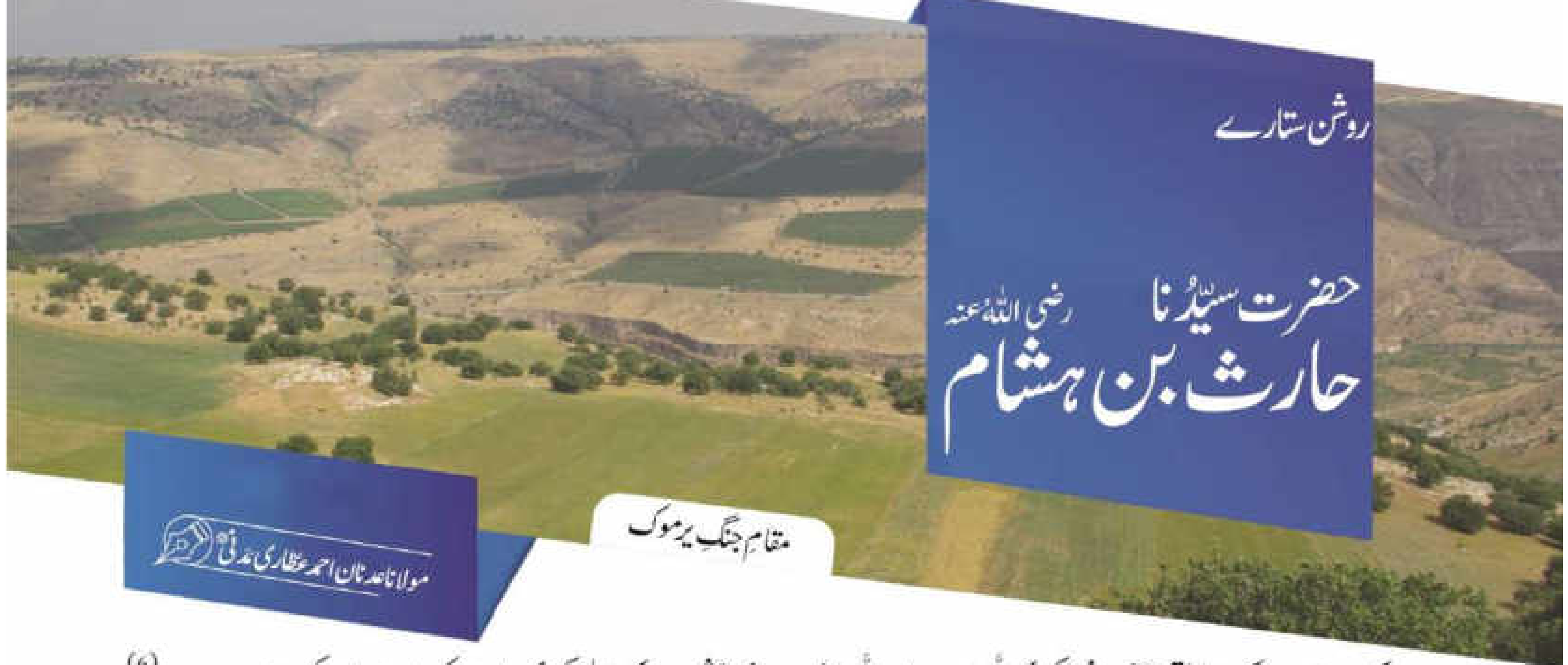
مقامِ جنگِ یرموک

حضرت سیّدُنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

ایک روایت کے مطابق حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی سواری پر سوار سَرزمینِ مکہ سے یہ ارشاد فرما رہے تھے: اللہ کی قسم! بے شک! تو بہترین سرزمین ہے اور میری محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا، مکے کے رہائشی ایک صحابی نے عرض کی: کاش! قبولِ اسلام سے پہلے ہم نے آپ کو مکۂ مکرّمہ چھوڑنے پر مجبور نہ کیا ہوتا، آپ واپس لوٹ آئیے کیونکہ یہ سرزمین آپ کی جائے پیدائش اور مقامِ پرورش ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ربِّ کریم سے سُوال کیا تھا کہ اے اللہ! تُو نے مجھے میری محبوب زمین سے نکالا ہے تو مجھے اپنی محبوب زمین میں بھیج، لہٰذا اللہ کریم نے مجھے مدینے میں بھیج دیا۔[1] پیارے اسلامی بھائیو! مکے میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی واپسی کی خواہش کا اظہار کرنے والے یہ معزز صحابی، حضرت سیّدُنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ تھے جو کہ فتحِ مکہ کے موقع پر ایمان لے آئے تھے۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ حَنْتَمہ کے چچازاد ہیں یوں آپ حضرت عمر فاروق کے ماموں ہوئے۔[2] **مناقب:** آپ کا شمار عالم فاضل صحابہ میں ہوتا ہے[3] آپ زمانۂ جاہلیت و اسلام دونوں میں معزز تھے[4] اسلام لانے کے بعد آپ سے کبھی کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھی گئی۔[5]

قبولِ اسلام: ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں ارشاد فرمایا: حارث شریف آدمی ہے اس کا باپ بھی شریف آدمی تھا، میری خواہش ہے کہ اللہ کریم حارث کو دینِ اسلام کی ہدایت دے۔[6] اس چاہت کا ظہور فتحِ مکہ کے موقع پر کچھ یوں ہوا کہ آپ حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سیّدَتُنا اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا سے امان طلب کرکے ان کے گھر میں پناہ گزیں ہوگئے اور ان کی حفاظت میں آگئے، حضرت سیّدُنا علی رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور آپ پر نظر پڑی تو تلوار تان لی اور آپ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کرکے آپ کو گردن سے پکڑ لیا، یہ دیکھ کر حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا نے عرض کی: سب کے سامنے یہ کرکے آپ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کررہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے باہر آگئے کہ تم نے مشرکین کو پناہ دی ہے۔ حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور پوری بات عرض کردی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہم نے ہر اس شخص کو پناہ دی جسے تم نے پناہ دی، ہم نے ہر اس شخص کو امان دی جسے تم نے امان دی۔ حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا واپس آئیں اور آپ کو خبر دی، یہ سُن کر آپ اپنے گھر لوٹ آئے۔[7] آپ فرماتے ہیں: اب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے جاتے ہوئے مجھے حیا آنے لگی کیونکہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے ہر جگہ مشرکین میں پایا تھا، پھر مجھے حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حُسنِ سلوک اور شفقت و مہربانی یاد آنے لگی آخر کار مسجدِ حرام میں میرا رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سامنا ہوا، نورِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مجھ سے خندہ پیشانی سے ملے اور ٹھہر گئے یہاں تک کہ

* سینئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

میں نے سلام کیا اور کلمۂ حق پڑھ کر مسلمان ہو گیا، شہنشاہِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہیں ہدایت سے سرفراز کیا، تم جیسا شخص اسلام سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! اسلام (ایسا مذہب ہے کہ اس) سے کوئی دور نہیں رہ سکتا۔(8) **انگارہ:** ایک بار آپ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: میں رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرتا ہوں، پڑوسیوں پر احسان کرتا ہوں، یتیموں کو پناہ دیتا ہوں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا ہوں اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں، اور یہ سب کچھ میرا (کافر) باپ ہشام بن مغیرہ بھی کرتا رہا ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ قبر جس میں دفن شخص (دنیا میں) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ کی گواہی نہیں دیتا تھا وہ آگ کا دہکتا ہوا انگارہ ہے۔(9) **زبان پر قابو:** ایک مرتبہ آپ بارگاہِ رسالت میں یوں عرض گزار ہوئے: مجھے ایسے کام کے بارے میں بتایئے جسے میں مضبوطی سے تھامے رکھوں، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اسے قابو میں رکھو۔(10) **میدانِ جنگ:** سن 2 ہجری جنگِ بدر میں اسلامی لشکر کے مقابلے میں اپنے بھائی ابوجہل کے ساتھ تھے، ابوجہل تو مسلمانوں کے ہاتھوں اس جنگ میں ذِلّت کی موت مارا گیا جبکہ آپ اپنی جان بچانے میں کامیاب ہوگئے۔(11) پھر 3 ہجری معرکۂ اُحد میں مشرکین کے ساتھ نظر آئے اور مسلسل مشرکین کا ساتھ دیتے رہے یہاں تک کہ 8 ہجری میں فتحِ مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئے۔(12) آپ غزوۂ حُنَین میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ تھے، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مالِ غنیمت میں سے آپ کو 100 اونٹ عطا فرمائے۔(13) آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری حیات تک مکے میں مقیم رہے(14) جب حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے جہادِ روم میں مصروف مجاہدین کی امداد کے لئے مکۂ مکرمہ خط بھیجا تو مکہ سے حضرت حارث دیگر صحابۂ کرام کے ساتھ مدینے تشریف لے آئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان حضرات کے پاس آئے انہیں سلام کیا، مرحبا کہا اور ان کے آنے پر خوش ہوئے پھر یہ حضرات دیگر مسلمانوں کے ساتھ غزوۂ شام کے لئے روانہ ہوگئے۔(15) بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں آپ اپنے گھر والوں اور مال و اسباب کو لے کر ملکِ شام چلے گئے تھے(16) اور مسلسل یہیں جہاد میں مصروف رہے۔(17) جب آپ رضی اللہ عنہ جہاد کے لئے مکہ سے ملکِ شام روانہ ہونے لگے تو اہلِ مکہ بہت زیادہ بے چین ہوگئے اور آپ کو الوداع کرنے کے لئے مکہ سے باہر آگئے مقامِ بطحاء میں ایک بلند جگہ پر پہنچ کر آپ ٹھہر گئے، سب آپ کے اِرد گرد جمع ہوگئے، جب آپ نے ان کی بے تابی اور گریہ وزاری دیکھی تو خود بھی رونے لگے پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں یہاں سے اس لئے نہیں جارہا کہ اپنے آپ کو تم سے الگ کرلوں اور نہ ہی اس لئے کہ تمہارے شہر پر کسی دوسرے شہر کو پسند کرتا ہوں، لیکن یہی حکم تھا، اگر مکے کا پہاڑ سونے کا ہوتا تو ایک دن بھی نہ گزرتا کہ ہم اسے راہِ خدا میں خرچ کردیتے۔(18) **واقعۂ شہادت:** ایک قول کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ ماہِ رجب سن 15 ہجری جنگِ یَرموک میں شدید زخمی ہوئے، اسی حالت میں آپ نے پانی طلب کیا تو حضرت عکرِمہ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں نظر آئے، آپ نے پانی پئے بغیر فرمایا: اسے عکرِمہ کے پاس لے جاؤ، حضرت عکرِمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عَیّاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھا تو پانی پئے بغیر فرمایا: پانی ان کے پاس لے جاؤ، حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانی ابھی پہنچا نہ تھا کہ وہ شہید ہوگئے، یوں تینوں مقدس حضرات پانی پئے بغیر شہادت سے سرفراز ہوگئے۔(19) اس وقت حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی اولاد اور گھر والوں میں بیٹے حضرت عبدالرحمٰن اور بیٹی اُمِّ حکیم رضی اللہ عنہما کے علاوہ سب فوت ہوچکے تھے۔(20)

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 11/ 492 (2) اسد الغابہ، 1/ 514 (3) استیعاب، 1/ 365 (4) الاعلام للزرکلی، 2/ 158 (5) اسد الغابہ، 1/ 514 (6) استیعاب، 1/ 366 (7) مستدرک، 4/ 317، تھذیب الکمال، 5/ 297 (8) مستدرک، 4/ 318 ملخصاً، تھذیب الکمال، 5/ 299 ملخصاً (9) معجم کبیر، 23/ 405 (10) معجم کبیر، 3/ 260 (11) اسد الغابہ، 1/ 364 (12) تھذیب الکمال، 5/ 295، 297 (13) اسد الغابہ، 1/ 514 (14) طبقات ابن سعد، 7/ 283 (15) طبقات ابن سعد، 7/ 283 (16) الاعلام للزرکلی، 2/ 158 (17) تھذیب الکمال، 5/ 295 (18) اسد الغابہ، 1/ 515، تاریخ ابن عساکر، 11/ 499 ملخصاً (19) اسد الغابہ، 1/ 515، استیعاب، 1/ 366، تاریخ ابن عساکر، 11/ 504 ملخصاً (20) تھذیب الکمال، 5/ 300۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی*

صحابی ابنِ صحابی حضرت سیّدُنا امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ 6ہجری میں صلحِ حُدیبیہ کے بعد دولتِ ایمان سے مالامال ہوئے مگر اپنا اسلام ظاہر نہ کیا۔ پھر فتحِ مکّہ کے عظمت والے دن والدِ ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مرحبا فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، 7/285) **حُلیۂ مبارکہ** حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گورے رنگ اور لمبے قد والے تھے، چہرہ نہایت وجیہ اور رُعب و دبدبے والا تھا۔ زرد خضاب استعمال فرمانے کی وجہ سے یوں معلوم ہوتا کہ داڑھی مبارک سونے کی ہے۔ (تاریخ الاسلام للذھبی، 4/308) **فضائل و مناقب** آپ رضی اللہ عنہ کے اوصاف و کارنامے اور فضائل و مناقب کتبِ احادیث و سِیَر اور تواریخِ اسلام کے روشن اوراق پر نور کی کرنیں بکھیر رہے ہیں۔ آپ کو کتابتِ وحی کے ساتھ ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خُطوط تحریر کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ (معجم کبیر، 5/108، حدیث: 4748) **دعائے مصطفٰے** کئی مرتبہ مصطفٰے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعاؤں سے نوازا کبھی علم و حلم کی یوں دعا دی: اے اللہ! معاویہ کو علم اور حلم (بردباری) سے بھر دے۔ (تاریخ کبیر، 8/68، حدیث: 2624) کبھی ہدایت کا روشن ستارہ یوں بنایا: یااللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت پر قائم رہنے والا اور لوگوں کے لئے ذریعۂ ہدایت بنا۔ (ترمذی، 5/455، حدیث: 3868) کبھی نوازشوں کی بارش کو یوں برسایا: اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب کا علم عطا فرما اور اس سے عذاب کو دور فرما۔ (مسند احمد، 6/85، حدیث: 17152) کبھی خاص مجلس میں ان کی عظمت پر یوں مہر لگائی: معاویہ کو بلاؤ اور یہ معاملہ ان کے سامنے رکھو، وہ قوی اور امین ہیں۔ (مسند بزار، 8/433، حدیث: 3507) کبھی سفر میں خدمت کا شرف بخشا اور وضو کرتے ہوئے نصیحت فرمائی: معاویہ! اگر تم کو حکمران بنایا جائے تو اللہ پاک سے ڈرنا اور عدل و انصاف کا دامن تھام کر رکھنا۔ (مسند احمد، 6/32، حدیث: 16931) **اوصافِ مبارکہ** حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اخلاص اور عہد و وفا، علم و فضل اور فقہ و اجتہاد، حسنِ سلوک، سخاوت، تقریر و خطابت، مہمان نوازی، تحمّل و بُردباری، غریب پروری، خدمتِ خَلق، اطاعتِ الٰہی، اتباعِ سنّت، تقویٰ اور پرہیزگاری جیسے عمدہ اوصاف سے مُتّصِف تھے۔ **بُردباری** ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپ رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی مگر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، یہ دیکھ کر کسی نے کہا: اگر آپ چاہیں تو اسے عبرت ناک سزا دے سکتے ہیں، فرمایا: مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میری رِعایا میں سے کسی کی غلطی کی وجہ سے میرا حِلم (یعنی قوتِ برداشت) کم ہو۔ (حلم معاویہ لابن ابی الدنیا، ص22) **اصلاحِ نفس کا جذبہ** آپ رضی اللہ عنہ اپنے کام کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کا جذبہ بھی رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کو مکتوب روانہ کیا کہ مجھے وہ باتیں لکھ دیں جن میں میرے لئے نصیحت ہو۔ (ترمذی، 4/186، حدیث: 2422 مختصراً) **فرمانِ مولیٰ مشکل کشا** جنگِ صِفّین کے بعد امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کرَّمَ اللہ وجہَہُ الکریم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کہ اگر وہ تم میں نہ رہے تو تم سَروں کو

*مُدرِّس مرکزی جامعۃ المدینہ، عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی

کندھوں سے ایسے ڈھلکتے ہوئے دیکھو گے جیسے اندرائن (پھل)۔ (یعنی تم اپنے دشمن کے سامنے نہیں ٹھہر سکو گے)۔(مصنف ابن ابی شیبہ، 8/724، رقم: 18) **شیرِ خدا سے محبت** حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی شہادت کی خبر سُن کر آپ نے حضرت سیّدنا ضرار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے سامنے حضرت علیُّ المرتضیٰ (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) کے اوصاف بیان کریں۔ جب حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے اوصاف بیان کئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی، حاضرین بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور رونے لگے۔(حلیۃ الاولیاء، 1/126 مختصرا) **اہلِ بیت کی خدمت** حضرت سیّدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کو بیش قیمت نذرانے پیش کرنے کے باوجود آپ ان سے مَعْذِرَت کرتے اور کہتے: فی الحال آپ کی صحیح خدمت نہیں کرسکا آئندہ مزید نذرانہ پیش کروں گا۔ (کشف المحجوب، ص77ماخوذا) **کعبہ میں نماز** جب آپ رضی اللہ عنہ مکۂ مکرّمہ میں داخل ہوئے تو حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کعبہ میں کس جگہ نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: دیوار سے دو یا تین ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر نماز پڑھ لیجئے۔(اخبار مکۃ للازرقی، 1/378) **موئے مبارک کا دھوون پیا** ایک بار آپ رضی اللہ عنہ مدینۂ مُنوّرہ تشریف لائے تو حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ عالیہ میں آدمی بھیجا کہ آپ کے پاس رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِدا (یعنی چادر) مُقدّسہ اور موئے مبارک ہیں، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ دونوں مُتبرّک چیزیں بھجوادیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حصولِ بَرَکت کے لئے چادر مبارک کو اوڑھ لیا پھر ایک برتن میں موئے مبارک کو غسل دیا اور اس غُسالہ کو پینے کے بعد باقی پانی اپنے جسم پر مَل لیا۔ (تاریخ ابن عساکر، 59/153) **وصالِ مبارک** آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تبرّکات میں سے اِزار (تہبند) شریف، ردائے اقدس، قمیصِ اطہر، موئے مبارک اور ناخنِ بابرکت کے مقدّس تراشے تھے، تبرّکات سے برکات حاصل کرنے اور اہلِ بیت و صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی خدمت کا سلسلہ جاری و ساری تھا کہ وقت نے سفرِ زندگی کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان کردیا چنانچہ بوقتِ انتقال وصیّت کی کہ مجھے حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اِزار شریف و ردائے اقدس و قمیصِ اطہر میں کفن دینا، ناک اور منہ پر موئے مبارک اور ناخنِ بابرکت کے تراشے رکھ دینا اور پھر مجھے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے رحم پر چھوڑ دینا۔(تاریخ ابن عساکر، 59/229تا231) کاتبِ وحی، جلیلُ القدر صحابیِ رسول حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے 22رجب المرجب[(1)] 60ھ میں 78 سال کی عمر میں داعیِ اَجل کو لبیک کہا۔(معجم کبیر، 19/305، رقم: 679، استیعاب، 3/472) حضرت سیّدنا ضحّاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل کیا جبکہ دِمشق کے بابُ الصغیر کو آخری آرام گاہ ہونے کا اعزاز بخشا گیا۔ (الثقات لابن حبان، 1/436) **بدگوئی سے توبہ** شمسُ الائمہ امام سَرَخْسی رحمۃُ اللہ علیہ (سالِ وفات: 483ھ) نے مبسوط میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ پہلے پہل امامِ جلیل محمد بن فضل الکماری رحمۃُ اللہ علیہ (سالِ وفات: 381ھ) حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بدگوئی اور عیب جوئی میں مبتلا ہوگئے تھے پھر ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ان کے منہ سے لمبے لمبے بال نکل کر پاؤں تک لٹک گئے ہیں اور وہ ان بالوں کو اپنے پاؤں میں روندتے چلے جارہے ہیں جبکہ زبان سے خون جاری ہے جس سے ان کو سخت تکلیف اور اذیت ہورہی ہے، بیدار ہونے کے بعد انہوں نے تعبیر بتانے والے سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا: آپ کبار صحابہ علیہمُ الرِّضوان میں سے کسی صحابی کی بدگوئی اور ان پر طعن کرتے ہیں، اس فعل سے بچئے اور اجتناب کیجئے۔ چنانچہ آپ رحمۃُ اللہ علیہ اس سے فوراً تائب ہوگئے۔ (المبسوط، جز:24، 12/57)

ہر صحابیِ نبی جنّتی جنّتی صدیق و عمر بھی جنّتی جنّتی
عثمانِ غنی جنّتی جنّتی فاطمہ و علی جنّتی جنّتی
حسن و حسین بھی جنّتی جنّتی امیر معاویہ بھی جنّتی جنّتی

(1) 4 اور 15رجب المرجب بھی مروی ہے۔

ابرار اختر عطاری قادری

انقلابی شخصیات کے انقلابی کارنامے

حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیَہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ

صحابیِٔ رسول، کاتبِ وحی، خالُ المؤمنین و خلیفۃُ المسلمین حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ (جو کہ اوّل مُلُوکِ اسلام (پہلے سلطانِ اسلام) بھی ہیں) بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی،6/243،ملتقطاً۔ تاریخ ابن عساکر،3/208۔ الاصابہ،6/120، بہارِ شریعت،1/258) آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ صحابیِ رسول حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے بیٹے اور اُمُّ المومنین حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہا کے بھائی ہیں۔ آپ کی شان میں کئی احادیث مروی ہیں۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے بارے میں یوں دعا فرمائی: **اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! انہیں (امیر معاویہ کو) ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا اور اِن کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔** (ترمذی،5/455، حدیث:3868) آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ چالیس سال تک حکومتی مَنْصَب پر جلوہ اَفروز رہے۔ (فیضان امیر معاویہ، ص103) جن میں 10 سال امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ جیسے عادِل خلیفہ کا سنہری دور بھی شامل ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے: تم قیصر و کسریٰ اور ان کی عقل و دانائی کا تذکرہ کرتے ہو جبکہ معاویہ بن ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ موجود ہیں۔ (تاریخ طبری، 3/264) حضرتِ سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے زمانۂ خلافت میں اِسلامی سلطنت خُراسان سے مغرب میں واقع افریقی شہروں اور قُبْرُص سے یَمَن تک پھیل چکی تھی۔ (فیضان امیر معاویہ، ص110)

آپ کے چند انقلابی کارنامے پیش کئے جاتے ہیں: اسلامی شہروں میں سازشوں کے ذریعے فتنہ پھیلانے والے خَوارِج کی سرکوبی فرمائی، یہاں تک کہ فتنہ مکمل طور پر ختم ہوگیا۔ (فیضان امیر معاویہ، ص128) آپ کے حکم سے تاریخ کی پہلی کتاب کِتَابُ الْمُلُوْکِ وَ اَخْبَارُ الْمَاضِیْن لکھی گئی۔ (التراتیب الاداریہ،2/322) 28 ہجری میں اسلام کی سب سے پہلی بحری فوج کی قیادت فرمائی اور قُبْرُص کو فتح کیا۔ (شرح ابن بطال،5/11، تحت الحدیث:2924) بحری جہاز بنانے کے لئے 49 ہجری میں کارخانے قائم فرمائے اور ساحل پر ہی تمام کاریگروں کی رہائش وغیرہ کا انتظام کردیا تاکہ بحری جہاز بنانے کے اہم کام میں خلل واقع نہ ہو۔ (فتوح البلدان، ص161) مکتوبات پر مہر لگانے کا طریقہ رائج فرمایا جس کا سبب یہ بنا کہ آپ نے ایک شخص کیلئے بیتُ المال سے ایک لاکھ درہم دینے کا حکم تحریر فرمایا لیکن اس نے تَصَرُّف کرکے اسے ایک کے بجائے دو لاکھ کردیا، آپ کو جب اس خیانت کا علم ہوا تو اُس کا مُحاسَبہ فرمایا اور اس کے بعد خُطوط پر مہر لگانے کا نِظام نافِذ فرما دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص160) سرکاری خُطوط کی نقل محفوظ رکھنے کا نظام بنایا۔ (تاریخ یعقوبی، 2/145) سب سے پہلے کعبہ شریف میں منبر کی ترکیب بنائی۔ (تاریخ یعقوبی،2/131) اور سب سے پہلے خانہ کعبہ پر دِیبا و حَرِیر (یعنی ریشم) کا قیمتی غلاف چڑھایا اور خدمت کے لئے مُتَعَدِّد غلام مُقَرَّر کیے۔ (تاریخ یعقوبی، 2/150) عوام کی خیر خواہی کیلئے شام اور روم کے درمیان میں واقع ایک مَرْعَش نامی غیر آباد علاقے میں فوجی چھاؤنی قائم فرمائی۔ (فتوح البلدان، ص265) اَنْطَرطُوس، مَرَقِیَہ جیسے غیر آباد علاقے بھی دوبارہ آباد فرمائے۔ (فتوح البلدان، ص182) نئے آباد ہونے والے علاقوں میں جن جن چیزوں کی ضرورت تھی، اُن کا انتظام فرمایا مثلاً لوگوں کو پانی فراہم کرنے کے لئے نہری نظام قائم فرمایا۔ (فتوح البلدان، ص499) رعایا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے محکمہ بنایا جس کے تحت ہر علاقے میں ایک ایک افسر مقرر تھا تاکہ وہ لوگوں کی معمولی ضرورتیں خود پوری کرے اور بڑی ضرورتوں سے آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کو آگاہ کرے نیز ان کو کسی بھی گھر میں آنے والے مہمان یا بچے کی ولادت کے بارے میں معلومات رکھنے کا حکم دیا تاکہ ان کے وظائف کی ترکیب بنا سکیں۔ (البدایہ والنہایہ،8/134، مراٰۃ المناجیح،5/374)

نرم و ملائم لباس، عمدہ سواری، اعلیٰ خوشبوئیں، چاروں طرف اِشارے کے منتظر خدّام، شاہانہ طرزِ زندگی، مال و دولت کی فراوانی، ہر طرح کا عیش و آرام یہ سب کچھ چھوڑنا اتنا آسان نہیں، مگر ایک شخص نے خوفِ خدا اور آخرت سنوارنے کے لئے دنیا کی ان لذّتوں کو ٹھوکر ماردی، حکمرانِ وقت ہونے کے باوجود فقیرانہ طرزِ زندگی اختیار کر کے رہتی دنیا تک ایک مثال قائم کردی۔ میری مُراد تاریخِ اسلام کے قابلِ فخر اور لائقِ اتباع خلیفہ وحکمران حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ خلیفہ کا منصب سنبھالنے سے پہلے شاہانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے مگر ظلم و جبر اور حق تلفی اس میں بھی نہ تھی، جب خلیفہ بنے تو زندگی کا رنگ ہی بدل گیا، آپ کی خلافت کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں: **شاہی سواری اور خیمے سے انکار** سابق خلیفہ کی تدفین سے واپسی پر آپ کو عمدہ نسل کے خچر اور تُرکی گھوڑے پیش کئے گئے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: شاہی سواریاں ہیں، ان پر خلیفہ ہی سوار ہوتا ہے، آپ قبول فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میرے لئے میرا خچر ہی کافی ہے، انہیں مسلمانوں کے بیتُ المال میں جمع کروادو۔ یونہی آپ کی نشست کے لئے شاہی خیمے اور شامیانے لگائے گئے تو فرمایا: انہیں بھی بیتُ المال میں جمع کروادو حتّٰی کہ جب اپنے ذاتی خچر پر سوار ہو کر شاہی قالینوں تک پہنچے تو ان کو پاؤں سے ہٹا کر نیچے چٹائی پر بیٹھ گئے اور ان بیش قیمت قالینوں کو بھی بیتُ المال میں جمع کروا دیا۔ (سیرت ابن عبد الحکم، ص33) **خلیفہ بننے کے بعد آپ کی کیفیت** آپ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنی ساری زمینیں، غلام، کنیزیں، لباس، خوشبوئیں اور دیگر سامان بیچ کر ساری رقم راہِ خدا میں خرچ کر دی، یہاں تک کہ آپ کی ترغیب پر آپ کی سعادت مند بیوی نے بھی اپنے زیورات بیتُ المال میں جمع کروادیئے۔ گھریلو اخراجات کے لئے روزانہ صرف دو دِرہم وظیفہ لیتے اور مرتے دم تک بیتُ المال سے کبھی کوئی چیز ناحق نہیں لی، خلیفۂ وقت کی بیوی نے گھر کے لئے کوئی ملازمہ نہ رکھی بلکہ سارے کام خود کرتیں۔ (سیرت ابن عبد الحکم، ص124، سیرت ابن جوزی، ص186ملخصا) **خلیفۂ وقت کا لباس** خلیفہ بننے سے قبل نہایت بیش قیمت لباس پہنتے تھے، خود فرماتے ہیں: ”جب میرے کپڑوں کو لوگ ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو میں سمجھتا اب یہ پُرانا ہوگیا ہے۔“ بسا اوقات ایک ہزار دینار کا عمدہ جُبّہ خریدا جاتا تو فرماتے: کاش! یہ کُھردرا نہ ہوتا مگر جب تختِ خلافت کو زینت بخشی تو اپنی زینت ترک کردی اور آپ کیلئے پانچ دِرہم کا معمولی سا کپڑا خریدا جاتا تو فرماتے: کاش! یہ نرم نہ ہوتا تو کتنا اچھا تھا۔ (سیرت ابن جوزی، ص172، احیاء العلوم، 3/897) **ناجائز قبضے ختم کروائے** سابق خلیفہ کے بیٹے رَوح نے چند مسلمانوں کی دکانوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ ان کی شکایت پر حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حکم دیا کہ ان کی دکانیں واپس کردو اور اپنے پولیس افسر سے فرمایا: اگر یہ دکانیں واپس کردے تو ٹھیک ورنہ سزائے موت دے دینا۔ چنانچہ اس نے ناجائز قبضہ چھوڑ کر دکانیں اصل مالکوں کو لوٹا دیں۔ (سیرت ابن عبد الحکم، ص52) **محتاجوں کی خیر خواہی** اندھوں، محتاجوں، فالج کے مریضوں اور اپاہجوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وظائف مقرر فرمائے بلکہ ان کے روز مَرّہ کے کاموں کے لئے انہیں غلام بھی دیئے، حتّٰی کہ غیر شادی شدہ افراد کی شادیاں کروائیں، مقروضوں کے قرض اتارے اور کسی بھی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے کی خیر خواہی کو فراموش نہیں کیا۔ **عوامی خوشحالی** الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اڑھائی سالہ دورِ خلافت میں ظلم و ناانصافی اور کرپشن کا سدِّباب کرکے عدل وانصاف اور عوامی خدمت کی ایسی مثال قائم کردی کہ اگر کوئی صدقہ دینا چاہتا تو صدقہ لینے والا کوئی نہ ملتا، یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی خلافت سے پہلے صدقہ لیا کرتے تھے وہ خوش حال ہو کر خود صدقہ دینے کے قابل ہوگئے۔

(سیرت ابن عبد الحکم، ص106، طبقات ابن سعد، 5/268)

اللہ پاک کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ، باب المدینہ کراچی

تذکرۂ صالحین

حضرت سیِّدُنا امام جعفر صادِق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

محمد ناصر جمال عطاری مدنی

ماہِ رَجَبُ الْمُرَجَّب کو کئی بزرگانِ دین سے نسبت حاصل ہے، اِنہی میں سے ایک ہستی ایسی بھی ہے جس نے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی، حُسنِ اَخلاق کی چاشنی سے بداَخلاقی کی کڑواہٹ دور کی، عمدہ کردار کی خوشبو سے پریشان حالوں کی دادرَسی فرمائی اور علم کے نور سے جہالت کی تاریکی کا خاتمہ فرمایا وہ عظیمُ المَرتَبَت شخصیت حضرت سیِّدُنا امام **جعفر صادق** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔

نام و نسب آپ کا نام "جعفر" اور کُنْیَت "ابوعبداللہ" ہے۔ آپ کی ولادت 80 ہجری میں ہوئی، آپ کے دادا شہزادۂ امام حسین حضرت سیِّدُنا امام زَیْنُ الْعَابِدِین علی اَوسط اور والد امام محمد باقر ہیں جبکہ والدہ حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ فَرْوَہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔ یوں والد کی جانب سے آپ "حسینی سَیِّد" اور والدہ کی جانب سے "صدیقی" ہیں۔ سچ گوئی کی وجہ سے آپ کو "صادِق" کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 6/438)

تعلیم و تربیت آپ نے مدینۂ مُنوّرہ کی مشکبار علمی فضا میں آنکھ کھولی اور اپنے والدِ گرامی حضرت سیِّدُنا امام ابو جعفر محمد باقر، حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن ابی رافع، نواسۂ صدیقِ اکبر حضرت سیِّدُنا عُروہ بن زُبیر، حضرت سیِّدُنا عطاء اور حضرت سیِّدُنا نافع عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے چشمۂ علم سے سیراب ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/126) دو جَلیلُ القدر صحابۂ کرام حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک اور حضرت سیِّدُنا سہل بن سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی زیارت سے مُشَرَّف ہونے کی وجہ سے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تابعی ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 6/438)

دینی خدمات کتاب کی تصنیف سے زیادہ مشکل افراد کی علمی، اَخلاقی اور شخصی تعمیر ہے اور اُستاد کا اِس میں سب سے زیادہ بُنیادی کردار ہوتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام جعفر صادِق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صحبت میں رہ کر کئی تلامِذہ (شاگرد) اُمّت کے لئے مَنارۂ نور بنے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے علمی فیضان سے فیض یاب ہونے والوں میں آپ کے فرزند امام موسیٰ کاظم، امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، حضرت سفیان ثَوری، حضرت سفیان بن عُیَیْنَہ عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ کے نام سرِفہرست ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، 1/125، سیر اعلام النبلاء، 6/439)

قابلِ رشک اوصاف و معمولات خوش اَخلاقی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی طبیعت کا حصہ تھی جس کی وجہ سے مبارک لبوں پر مسکراہٹ سجی رہتی مگر جب کبھی ذکرِ مصطفےٰ ہوتا تو (نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہیبت و تعظیم کے سبب) رنگ زَرد ہوجاتا، کبھی بھی بے وضو حدیث بیان نہ فرماتے، نماز اور تلاوت میں مشغول رہتے یا خاموش رہتے، آپ کی گفتگو "فضول گوئی" سے پاک ہوتی۔ (الشفا مع نسیم الریاض، 4/488 ملخصاً) آپ کے معمولاتِ زندگی سے آباء و اجداد کے اَوصاف جھلکتے تھے، آپ کے رویّے میں نانا جان نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معاف کردینے والی کریمانہ شان دیکھنے میں آتی، گُفتار سے صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حق گوئی کا اظہار ہوتا اور کردار میں شجاعتِ حیدری نظر آتی، آپ کے عفو و دَرگزر کی ایک جھلک مُلاحظہ کیجئے:

حکایت ایک مرتبہ غلام نے ہاتھ دُھلوانے کے لئے پانی ڈالا مگر پانی ہاتھ پر گرنے کے بجائے کپڑوں پر گر گیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے نہ تو جھاڑا، نہ ہی سزا دی بلکہ اسے معاف کیا اور شفقت فرماتے ہوئے اسے آزاد بھی کردیا۔ (بحر الدموع، ص202 ملخصاً)

وصال و تدفین آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال 15 رَجَبُ الْمُرَجَّب 148 ہجری کو 68 سال کی عمر میں ہوا اور تدفین جَنَّتُ الْبَقِیْع میں آپ کے دادا امام زین العابدین اور والد امام محمد باقر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کی قبورِ مبارکہ کے پاس ہوئی۔ (الثقات لابن حبان، 3/251، وفیات الاعیان، 1/168)

حضرت سیّدنا امام حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

خرم شہزاد عطاری مدنی*

مزار شریف حضرت سیّدنا حسن بَصری علیہ رحمۃ اللہ القوی

حضرت سیّدنا حسن بَصری علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک جلیل القدر تابعی بُزُرگ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کو 130 صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ ان میں سے 70 بدری (یعنی غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے) صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان بھی شامل ہیں۔ (تھذیب الاسماء واللغات، 1/165، سیر اعلام النبلاء، 5/459) **وِلادت:** آپ کی وِلادت مدینۂ مُنوّرہ میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَورِ خِلافت کے آخِری حصّے میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/457 ملخصاً) **حَسَن نام کس نے رکھا؟** وِلادت کے بعد آپ کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور انہی کی خواہش پر آپ کا نام "حَسَن" رکھا گیا (تذکرۃ الاولیاء، 1/34 ملخصاً) **کُنیت:** آپ کی کنیت "ابوسعید" ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/456) **والِدہ ماجِدہ:** آپ کی والِدہ ماجِدہ کا نام "خَیرَہ" ہے۔ یہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی کنیز تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/456) جب آپ کی والِدہ کسی کام میں مصروف ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کو چُپ کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا کرتیں۔ (تفسیر روح البیان، 8/354 ملتقطاً) سیّدتُنا اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کے لئے یہ دُعا کیا کرتی تھیں: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! حسن کو مخلوق کا راہنما بنا دے۔" (مرآۃ الاسرار، 230) **حضرت حسن بَصری کا پیشہ:** ابتدائی دَور میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے لیکن پھر دنیا سے بے رغبت ہو کر فکرِ آخرت میں گوشہ نشینی اختیار فرما لی۔ (تذکرۃ الاولیاء، 1/34-35 ملتقطاً) **خوفِ خدا:** منقول ہے کہ آپ پر ہمیشہ غم کا غلبہ رہتا اور کبھی ہنستے نہ تھے (تفسیر قرطبی، 4/115) گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے اور کسی نے کبھی آپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ (مرآۃ الاسرار، ص233) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر وقت اس طرح سہمے رہتے تھے جیسے انہیں سزائے موت سنادی گئی ہو۔" (احیاء العلوم، 4/231 ملخصاً) **کنویں سے پانی اُبل پڑا:** کچھ لوگ آپ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدّت سے پیاس لگی۔ راستے میں ایک کنویں پر نظر پڑی لیکن اس پر رسّی اور ڈول کچھ نہ تھا۔ جب حضرت حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے صورتِ حال بیان کی گئی تو فرمایا: جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا چنانچہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنویں میں سے پانی خود بخود اُبل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت سے کنویں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا، یہ اسی کا نتیجہ ہے؟ پھر آگے روانہ ہوئے تو راستے میں سے کچھ کھجوریں اُٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں، لوگوں نے وہ گٹھلیاں بیچ کر کھانے پینے کا سامان خریدا اور صدقہ بھی کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، 1/40 ملخصاً) **وِصالِ باکمال:** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وِصال رَجَبُ الْمُرَجَّب کے شروع میں 110 ہجری کو ہوا۔ اس وقت آپ کی مُبارَک عمر کم و بیش 88 برس تھی۔ (سیر اعلام النبلاء، 5/472) **نمازِ جنازہ:** شہرِ بصرہ میں نمازِ جمعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس میں کثیر بندگانِ خدا نے شرکت کی۔

(سیر اعلام النبلاء، 5/473 ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شعبہ فیضان صحابیات، المدینۃ العلمیہ (سردار آباد)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دینی خدمات

آصف جہانزیب عطاری مدنی

سَرزمینِ ہند میں جہاں عرصۂ دراز سے کُفر و شرک کا دَور دَورہ تھا، اور ظُلم و جَور کی فَضا قائم تھی اور لوگ اَخلاق و کِردار کی پستی کا شِکار تھے۔ اِس خِطّے کے لوگوں کو نورِ ہدایت سے روشناس کروانے، ظُلم و سِتم سے نجات دلانے اور لوگوں کے عقائد واَعمال کی اِصلاح کرنے والے بُزرگانِ دین میں حضرت خواجہ مُعینُ الدّین سیّد حَسَن چشتی اَجمیری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا اِسمِ گرامی بہت نُمایاں ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی وِلادت 537ھ بمطابق 1142ء کو سِجِستان یا سِیستان کے علاقے سَنْجَر میں ایک پاکیزہ اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ (اقتباس الانوار، ص345، ملخصاً) آپ کا اسمِ گرامی حسن ہے اور آپ نَجِیبُ الطَّرَفَین سیّد ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مشہور اَلقابات میں مُعِیْنُ الدّین، غریب نواز، سلطانُ الہند اور عطائے رسول شامل ہیں۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص18 ملخصاً) حُصُولِ علم کے لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شام، بغداد اور کرمان وغیرہ کا سفر بھی اِختیار فرمایا نیز کثیر بزرگانِ دین سے اِکتِسابِ فَیض کیا جن میں آپ کے پیر و مُرشِد حضرت خواجہ عثمان ہارْوَنی اور پیرانِ پیر حُضُور غوثِ پاک حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا کے اسماء قابلِ ذِکر ہیں۔ زیارتِ حَرَمَین کے دوران بارگاہِ رِسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ کو ہند کی وِلایت عطا ہوئی اور وہاں دین کی خدمت بجا لانے کا حکم ملا۔ (سیر الاقطاب، ص142، ملخصاً) چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سرزمینِ ہند تشریف لائے اور اَجمیر شریف (راجستھان) کو اپنا مُستقِل مَسکن بناتے ہوئے دینِ اسلام کی تَرْوِیج واِشاعت کا آغاز فرمایا۔ خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دینی خدمات میں سب سے اَہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے اَخلاق، کِردار اور گُفتار سے اس خطّے میں اسلام کا بول بالا فرمایا۔ لاکھوں لوگ آپ کی نگاہِ فیض سے متاثر ہو کر کفر کی اندھیریوں سے نکل کر اسلام کے نور میں داخل ہو گئے، یہاں تک کہ جادوگر سادھو رام، سادو اَجے پال اور حاکم سبز وار جیسے ظالم و سَرکَش بھی آپ کے حلقۂ اِرادت (مریدوں) میں شامل ہوگئے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص56 ملخصاً) ہند میں خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آمد ایک زبردست اسلامی، روحانی اور سماجی انقلاب کا پیش خَیمہ ثابت ہوئی۔ خواجہ غریب نواز ہی کے طُفیل ہند میں سِلسِلۂ چشتیہ کا آغاز ہوا۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص136) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِصلاح و تبلیغ کے ذریعے تَلامِذہ و خُلَفا کی ایسی جماعت تیار کی جس نے بَرِّ عظیم (پاک و ہند) کے کونے کونے میں خدمتِ دین کا عظیم فَرِیضہ سَر اَنجام دیا۔ دہلی میں آپ کے خلیفہ حضرت شیخ قُطْبُ الدّین بَختیار کاکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْبَاقِی نے اور ناگور میں قاضی حمیدُ الدّین ناگوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے خدمتِ دین کے فرائض سَر اَنجام دیئے۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص139 تا 142 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اس مِشن کو عُرُوج تک پہنچانے میں آپ کے خُلَفا کے خُلَفا نے بھی بھرپور حصّہ ملایا، حضرت بابا فرید گنجِ شکر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پاکپتن کو، شیخ جمالُ الدّین ہانْسوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ہانسی کو اور شیخ نظامُ الدّین اَولیا رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دہلی کو مرکز بنا کر اِصلاح و تبلیغ کی خدمت سَر اَنجام دی۔ (تاریخ مشائخ چشت، ص147 تا 156 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تحریر و تصنیف کے ذریعے بھی اِشاعتِ دین اور مخلوقِ خدا کی اِصلاح کا فریضہ سر انجام دیا۔ آپ کی تصانیف میں اَنِیسُ الْاَرْوَاح، کَشْفُ الْاَسْرَار، گَنْجُ الْاَسْرَار اور دیوانِ مُعِیْن کا تذکرہ ملتا ہے۔ (معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص103 ملخصاً) خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تقریباً 45 سال سرزمینِ ہند پر دینِ اسلام کی خدمت سَر اَنجام دی اور ہند کے ظُلْمَت کدے میں اسلام کا اُجالا پھیلایا۔ آپ کا وِصال 6 رجب 627ھ کو اَجمیر شریف (راجستھان، ہند) میں ہوا اور یہیں مزار شریف بنا۔ آج بَرِّ عظیم پاک و ہند میں ایمان واسلام کی جو بہار نظر آرہی ہے اِس میں حضرت خواجہ غریب نواز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سعی بے مثال کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

اللہ کریم کے جن نیک بندوں نے اصلاحِ اُمّت اور اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں، ان میں ایک بڑا نام سلطانُ الہند، خواجہ غریب نواز حضرت سیّد معینُ الدّین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ کی ولادت 537 ہجری کو سیستان (موجودہ ایران) کے علاقہ ”سَنجر“ میں ہوئی۔ (اقتباس الانوار، ص345) آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً 81 سال راہِ خدا میں علم کے حصول اور مخلوقِ خدا کی اصلاح میں گزارے اور کئی کتابیں بھی تحریر فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 6رجب المرجب 633ہجری کو ہوا۔(فیضانِ خواجہ غریب نواز، ص17، 25) خوش نصیب مسلمان ہر سال 6رجب المرجب کو چھٹی شریف کے نام سے آپ کا عُرس مناتے اور ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں عُرسِ خواجہ غریب نواز اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے، رجب المرجب کے پہلے 6دنوں میں روزانہ 6 مدنی مذاکروں کا سلسلہ ہوتا ہے، ان ایّام میں ملک و بیرونِ ملک یہ مدنی مذاکرے دیکھے جانے کے ساتھ ساتھ ہزاروں عاشقانِ رسول دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں حاضر ہوکر فیضانِ خواجہ غریب نواز کی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ 6رجب المرجب کو دُنیا بھر میں باقاعدہ ”اجتماعِ یومِ غریب نواز“ کا سلسلہ بھی ہوتا ہے۔

ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

سید ریحان علی عطاری مدنی

خواجہ غریب نواز کے ملفوظات

حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مریدِ صادق اور خلیفۂ اکبر حضرت خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام ”دلیل العارفین“ رکھا۔ اس کتاب میں سے حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ملاحظہ کیجئے۔ ❁ نماز تمام مقامات سے بڑھ کر مقام ہے۔ نماز حق تعالٰی سے ملاقات کا وسیلہ ہے۔ (دلیل العارفین، ص75) ❁ وہ لوگ کیسے مسلمان ہیں جو فرض نماز میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ نماز کا وقت ہی گزر جاتا ہے (اور پھر قضا پڑھتے ہیں) ان کی مسلمانی پر 20 ہزار مرتبہ افسوس ہے جو مولا کریم کی عبادت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ **حکایت** ایک دفعہ یوں ارشاد فرمایا کہ میرا گزر ایک ایسے شہر سے ہوا جہاں کے لوگ وقت سے پہلے ہی نماز کے لئے تیار ہوجاتے اور بَروقت نماز کی ادائیگی کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ہم جلد ہی نماز کی تیاری نہیں کریں گے تو ہوسکتا ہے اس کا وقت نکل جائے پھر کل قیامت کے روز کس طرح یہ منہ رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دکھاسکیں گے؟ (دلیل العارفین، ص83) ❁ نماز ایک امانت ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے سپرد کی ہے، لہٰذا بندوں پر لازم ہے کہ وہ اس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ (دلیل العارفین، ص83) جو شخص قراٰن مجید کو دیکھتا ہے اللہ کریم کے فضل سے اس کی بینائی تیز ہوجاتی ہے، اس کی آنکھ نہ دُکھتی ہے نہ خشک ہوتی ہے۔ (دلیل العارفین، ص92) ❁ جس نے جو کچھ پایا خدمتِ مرشد سے پایا۔ پس مُرید پر لازم ہے کہ پیر کے فرمان سے ذرّہ برابر بھی تجاوز نہ کرے۔ پیر صاحب جو کچھ اسے نماز، تسبیح اور اوراد وغیرہ کے بارے میں فرمائیں، اسے غور سے سُنے اور اس پر عمل کرے کیونکہ پیر، مُرید کو سنوارنے کے لئے اور اسے کمال تک پہنچانے کے لئے عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ (دلیل العارفین، ص75)

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حکمت بھرے ملفوظات:

◆ بد بختی کی علامت یہ ہے کہ انسان گناہ کرتے رہنے کے باوجود بھی اللہ پاک کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے۔(خوفناک جادوگر، ص25ماخوذاً)
◆ مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا، حاجتمندوں کی حاجت روائی کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، قیدیوں کو قید سے چھڑانا یہ سب باتیں اللہ پاک کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔(معین الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، ص124) ◆ اگر کوئی بُرا شخص کچھ عرصہ نیکوں کی صحبت میں رہے تو ضرور ان کی صحبت کا اثر اس میں ہو جائے گا اور وہ نیک بنے گا اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو ان کی صحبت کا اثر اسے بد کر دے گا۔(ہشت بہشت، ص106، دلیل العارفین، ص50ملخصاً) ◆ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنے گھر کو ویران کرتا ہے اور اس کے گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔(ہشت بہشت، ص70، دلیل العارفین، ص14ملخصاً) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہر سال ماہِ رَجَبُ المرجب کی چھ تاریخ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے جسے اہلِ محبت چھٹی شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

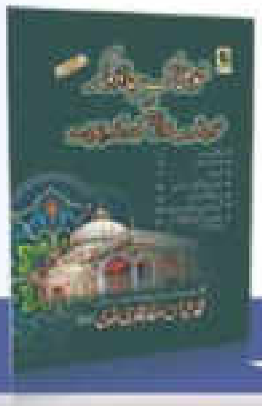

مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ "خوفناک جادوگر" کا مطالعہ کیجئے۔

رجبُ المرجب و شعبانُ المعظم کے چند اہم واقعات

22رجبُ المرجب وِصال امیر معاویہ	صحابیِ رسول حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وِصال ایک قول کے مطابق 22 رجبُ المرجب 60ھ کو ہوا، آپ کاتبِ وحی، اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ کے بھائی، اسلام کی سب سے پہلی سمندری جنگ کے لیڈر اور مسلمانوں کے پہلے بادشاہ ہیں۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب 1438، 1440ھ اور مکتبۃ المدینہ کی کتاب: فیضانِ امیر معاویہ)
25رجبُ المرجب وِصال عمر بن عبد العزیز	خلیفۂ راشد، خلیفۂ عادِل، عُمرِ ثانی، امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ایک قول کے مطابق 25 رجب المرجب 101ھ کو ہوا، آپ حضرت عمر کی پوتی کے بیٹے، تابعی بزرگ اور مجدِّدِ اسلام تھے۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب 1438، 1440ھ اور مکتبۃ المدینہ کی کتاب: حضرت عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات)
رجبُ المرجب 15ھ جنگِ یرموک	امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رجب المرجب 15ھ میں حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگِ یرموک رونما ہوئی، اس جنگ میں ایک قول کے مطابق 45ہزار مسلمانوں نے 10لاکھ 60ہزار پر مشتمل رومی لشکر کا مقابلہ کیا، تقریباً 4ہزار مسلمان شہید ہوئے اور لاکھوں رومی مارے گئے، اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: مکتبۃ المدینہ کی کتاب فیضانِ فاروقِ اعظم، جلد2، صفحہ 591تا618)
5شعبانُ المعظم ولادتِ امام حسین	نواسۂ رسول، حضرت علی و فاطمہ کے گلشن کے مہکتے پھول، سیّدُ الشہداء حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5 شعبانُ المعظم 4ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: مکتبۃ المدینہ کا رسالہ: امام حسین کی کرامات اور ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439تا1442ھ)
شعبانُ المعظم 9ھ وِصال اُمِّ کلثوم	نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شہزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال شعبانُ المعظم 9ھ میں ہوا، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنّتُ البقیع میں تدفین ہوئی۔(مزید معلومات کے لئے دیکھئے: سیرتِ مصطفیٰ، ص695تا697 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

اللہ پاک کی ان سب پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

ابو ماجد محمد شاہد
عطاری مدنی

رَجَبُ الْمُرَجَّب میں وصال فرمانے والے بزرگانِ دین

رَجَبُ الْمُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، عُلَمائے اسلام اور اَولیائے عِظام کا یومِ وِصال یا یومِ عُرس ہے، ان میں سے 18 کا مختصر ذِکْر 4 عُنوانات کے تحت پیشِ خدمت ہے۔

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان

(1) نبیِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا جان حضرتِ سَیِّدُنا ابو الْفَضْل عبّاس ہاشمی قُرَشی مکّی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عامُ الْفِیل سے 3 سال قبل مَکَّۂ مُکَرَّمہ میں پیدا ہوئے اور 14 رجب 32ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وِصال فرمایا، تدفین جَنَّتُ الْبَقِیع میں ہوئی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، 26/273، 379) (2) سلمانُ الْخَیْر حضرت سَیِّدُنا سَلمان فارِسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ اسی رسالے کے صفحہ 17 پر مُلاحظہ فرمائیے۔

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام

(3) حضرت سَیِّدُنا ابوالحَسَن امام مُوسیٰ کاظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم، امامِ کَبیر، صاحِبِ سخاوت و تقویٰ اور حُسْنِ اَخلاق کے پیکر تھے، 128ھ کو اَبْواء، حِجازِ مُقدّس میں پیدا ہوئے اور 25 رجب 183ھ کو بغدادِ مُعَلّٰی میں وِصال فرمایا۔ آپ کا مزار دعاؤں کی قَبولِیّت کا مقام ہے۔ (تہذیب التہذیب، 10/302، میزان الاعتدال، 4/202) (4) امامُ الطّائِفہ حضرت سَیِّدُنا ابوالقاسم جنید بغدادی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی عالِمِ باعمل، صُوفیِ باصفا اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے شروع میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 297ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار شریف بغداد شریف کے علاقے شُونیزِیّہ میں مَرْجَعِ خلائق ہے۔ (تاریخ بغداد، 8/168، مرآۃ الاسرار، ص349)

(5) حضرت سَیِّدُنا سالار مسعود غازی عَلَوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، مُجاہدِ اسلام، ولیِ کامل اور عارِف باللہ تھے۔ اَجمیر (راجستھان، ہند) میں 405ھ میں پیدا ہوئے اور 10 رجب 424ھ میں جامِ شہادت نوش فرمایا، مزار مُبارَک غازی نگر بہرائچ (یوپی) ہند میں مرکزِ فیض ہے۔ (مرآۃ الاسرار، ص439تا451، دائرہ معارف اسلامیہ، 10/762)

(6) حضرت سَیِّدُنا سخی سرور سیِّد احمد سُلطان چشتی سُہروردی قادِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ باعمل اور مشہور صُوفی بزرگ ہیں، سَرْوَر کوٹ میں 524ھ میں پیدا ہوئے اور 22 رجب 577ھ میں وِصال فرمایا، آپ کا مزار بستی سخی سرور (ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب پاکستان) میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔
(تذکرہ اولیائے پاکستان، ص131، دائرہ معارفِ اسلامیہ، 10/762)

خاندان و اَحبابِ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ

(7) سِراجُ العارِفِین حضرت مولانا سیِّد ابوالحُسَین احمد نُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ دین، شیخِ طریقت اور صاحِبِ تصانیف ہیں۔ 1255ھ میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1324ھ میں وِصال فرمایا۔ مزارِ پُراَنوار مارہرہ مُطَہَّرہ (ضلع ایٹہ یوپی) ہند میں ہے۔ "سِرَاجُ الْعَوَارِفِ فِی الْوَصَایَا وَالْمَعَارِفِ" آپ کی اہم کتاب ہے۔ (تذکرۂ نوری، ص146، 275، 218) (8) شَبِیْہِ غوثِ اَعظم، مُجدِّدِ سلسلۂ اَشرفیہ حضرت مولانا سیِّد علی حُسین اَشرفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی عالِمِ دین، شیخِ طریقت، مَرْجَعِ عُلَما اور اَکابِرِینِ اَہلِ سنّت سے تھے۔ 1266ھ کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے اور 11 رجب 1335ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار شریف کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنت، 188تا190) (9) صَدْرُ الْعُلَما مفتی محمد تحسین رضا خان رَضْوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی، عالِمِ باعمل، مفتیِ اسلام، اُستاذُ الْعُلَما اور مُحدِّث تھے۔ 1348ھ میں پیدا ہوئے اور 18 رجب 1428ھ میں وِصال فرمایا، مزار

مُبارَک محلّہ کانکر ٹولہ، علامہ تحسین رضا روڈ، پرانا شہر بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہے۔ (سالنامہ تجلیاتِ رضا، شمارہ6/ 82،46)

خُلَفا وتَلامِذۂ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ

(10) شیخِ طریقت، حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عبدالحکیم خان شاہجہانپوری قادِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی عالِمِ باعمل، صُوفی، مُصنِّف اور یادگارِ اَسلاف تھے۔ مَوضع کرلان نزد شاہجہانپور ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے اور یکم رجب 1388ھ کو الٰہ آباد (یوپی) ہند میں وِصال فرمایا۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص188تا194، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص11) **(11)** اُستاذُ العُلَما مولانا احمد بخش صادِق تونسوی رَضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی عالِمِ باعمل، شاعِر، صاحِبِ تصنیف، مُدرِّس و مُہتَمِم مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف اور بانیِ جامع مسجد احمد بخش (بلاک12، ڈیرہ غازی خان پنجاب) تھے۔ 1262ھ میں پیدا ہوئے اور 2 رجب 1364ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مذکورہ جامع مسجد سے مُتَّصِل ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص124) **(12)** تِلْمِیذِ اعلیٰ حضرت، مفتی تقدّس علی خان رَضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ باعمل، شیخُ الحدیث اور اُستاذُ العُلَما ہیں۔ 1325ھ میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 3 رجب 1408ھ میں پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میرس بابُ الاسلام سندھ میں وِصال فرمایا، مزار یہاں کے قبرستان میں ہے۔ (مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص682، 273) **(13)** تِلْمِیذِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت حضرت مولانا سیّد علی اَصغر شاہ جماعتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ باعمل، شاعِر اور مُبلِّغِ اسلام تھے۔ پیدائش 1321ھ میں ہوئی اور وِصال 3 رجب 1411ھ میں ہوا، مزارِ پُراَنوار آستانہ عالیہ نقشبندیہ لاثانیہ علی پور سیداں ضلع نارووال پنجاب (پاکستان) میں ہے۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخ قادریہ، ص264) **(14)** سیّدُ السادات حضرت مولانا پیر سیّد فتح علی شاہ نقوی قادِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ دین، واعِظ، شاعِر اور صاحِبِ تصنیف تھے، 1296ھ میں پیدا ہوئے اور 9 رجب 1377ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار جامع مسجد سیّد فتح علی شاہ سے مُتَّصِل محلّہ کھراسیاں جیراپور کھروٹہ سیداں ضلع ضیاکوٹ (سیالکوٹ، پنجاب پاکستان) میں ہے۔
(تذکرہ اکابرینِ اہلِ سنت، ص367)

(15) عالِمِ ربانی حضرت مولانا ابوالفخر محمد نور قادِری رَضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ باعمل، شاعِر، مُصنِّف، اُردو اور عربی زبان کے ماہر تھے۔ 13 رَجَبُ الْمُرَجَّب 1307ھ میں پیدا ہوئے اور 1333ھ میں وِصال ہوا۔ آپ کا مزار پنجاب (پاکستان) کے شہر چکوال سے مُتَّصِل مَوضع اوڈھروال کے قبرستان میں ہے، آپ نے 15 کُتُب تالیف فرمائیں۔ آپ کا یومِ عُرس 13 رجب ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلِ سنت ضلع چکوال، ص45،47،118) **(16)** مُحدِّثِ اَعظم ہند حضرت مولانا سیّد محمد کچھوچھوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ کامل، مُفسِّرِ قراٰن، واعِظِ دِلنشین، صاحِبِ دیوان شاعِر اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1311ھ میں پیدا ہوئے اور 16 رجب 1381ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مُبارَک کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی) ہند ہے۔ 25 تصانیف میں سے ترجمۂ قراٰن "معارِفُ القراٰن" کو سب سے زیادہ شُہرت حاصل ہوئی۔ (تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص219تا224) **(17)** امامُ المُحدِّثین حضرت مولانا سیّد محمد دِیدار علی شاہ مشہدی نقشبندی قادِری مُحدِّث اَلْوَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، جیّد عالِم، اُستاذُ العُلَما، مفتیِ اسلام تھے۔ آپ اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 1273ھ کو اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور مرکزُ الاولیا لاہور میں 22 رجب 1345ھ میں وِصال فرمایا۔ دارُ العُلوم حِزبُ الاَحناف اور فتاویٰ دِیداریہ آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا مزار مُبارَک اندرونِ دہلی گیٹ محمدی محلّہ مرکزُ الاولیا لاہور میں ہے۔ (فتاوی دیداریہ، ص2) **(18)** تاجُ الفُیُوض حضرت مولانا احمد حسین امروہی نقشبندی قادِری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی، عالِمِ باعمل، شیخِ طریقت، شاعِر، کئی کُتُب کے مُصنِّف اور مُترجِم تھے۔ 1289ھ میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 1361ھ میں وِصال فرمایا۔ تدفین والدِ گرامی کے پہلو امروہہ ضلع مُرادآباد (یوپی) ہند میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص126، تذکرہ مشائخ قادریہ، ص264)

تُہمت کی جگہوں سے بچئے

اِرشادِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ: شرعِ مطہر میں جس طرح گناہ سے بچنا فرض ہے یونہی مواضعِ تُہمت (یعنی تہمت کی جگہوں) سے احتراز (بچنا) ضرور ہے اور بلاوجہ شرعی اپنے اوپر دروازۂ طعن کھولنا ناجائز اور مسلمانوں کو اپنی غیبت و بدگوئی میں مبتلا کرنے کے اسباب کا اِرتکاب ممنوع اور انہیں اپنے سے نفرت دلانا قبیح و شنیع (یعنی معیوب اور بُرا) ہے۔ (فتاوی رضویہ، 4/ 554)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

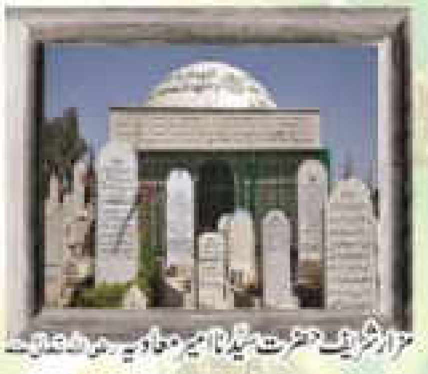
مزار شریف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مزار شریف مولانا شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ اللہ القوی

مزار شریف حضرت پیر بدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مزار شریف حضرت قاضی ضیاء الدین جیا رحمۃ اللہ علیہ

(وہ بزرگانِ دین جن کا وصال یا عرس رَجَبُ الْمُرَجَّب میں ہے)

رَجَبُ الْمُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عِظام کا یومِ وصال یا عرس ہے، ان میں سے 21 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب 1438ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا مزید 18 کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (1) حضرتِ سیِّدنا نضیر بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ قُرَشی عَبْدَرِی، صحابی، مہاجر، مجاہد، شہید اور حلمائے قریش سے تھے، جنگِ یرموک میں رجب 15ھ کو شہید ہوئے۔ آپ وہ صحابی ہیں جو دولتِ اسلام کے مل جانے پر کثرت سے شکرِ الٰہی بجالایا کرتے تھے۔ (اسد الغابۃ، 5/338) (2) صحابیِ رسول حضرتِ سیِّدنا سعید بن حارث قُرشی سَہْمی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حبشہ ہجرت فرمائی پھر مدینۂ منورہ آئے، آپ نے جنگِ یَرمُوک میں رجب 15ھ کو شہادت پائی۔ (اسد الغابۃ، 2/451تا452) (3) سلطانِ اسلام، حضرتِ سیِّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل مکّہ شریف میں پیدا ہوئے۔ صحابیِ رسول، امینِ اَسرارِ نبوت، کاتبِ وحی، حِلم وسخاوت کے مالک اور مجموعۂ مَناقب ہیں۔ رجب المرجب 60ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک دِمَشْق (شام) میں ہے۔ (الاصابہ، 6/120، تاریخ ابن عساکر، 59/240)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السَّلام (4) امامُ المسلمین حضرتِ امام مُسلم بن حَجّاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 206ھ میں نیشاپور (خُراسان) میں ہوئی۔ 24رجب 261ھ کو وِصال فرمایا، مزار مبارک نیشاپور میں ہے۔ غیر معمولی ذہانت کے مالک، حافظُ الحدیث، امامُ المحدِّثین اور عظیم شخصیت کے مالک تھے، اپنی تصنیف "صحیح مسلم" کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ (جامع الاصول، 1/124، محدثین عظام حیات وخدمات، ص323تا332) (5) امامُ الائمہ حضرتِ امام ابوعیسیٰ محمد ترمذی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 209ھ میں ترمِذ (ساحلِ نہرِ جیحون) اُزبکستان میں ہوئی اور یہیں 13رجب 279ھ کو وصال فرمایا۔ شیخُ المحدثین، محسنِ اُمّت، علم وعمل کے پیکر اور احادیث کی مشہور کتاب "سُنَنِ ترمذی" کے مصنف ہیں۔ (جامع الاصول، 1/129، محدثین عظام حیات وخدمات، ص357تا363) (6) شیخُ الاسلام، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1104ھ کو ضلع ٹھٹھہ (بابُ الاسلام سندھ) میں ہوئی اور 6رجب 1174ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مَکلی شریف ضلع ٹھٹھہ میں ہے۔ استاذُ العلما، عظیم مُحدّث، بہترین فقیہ، قادرُ الکلام شاعر، عربی، فارسی اور سندھی زبان میں تقریباً 300 کتب کے مصنف، بانی و شیخُ الحدیث دارالعلوم ہاشمیہ ٹھٹھہ، قاضیُ القُضاۃ اور سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت تھے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص713تا718، سیرت سید الانبیا، ص45تا49) (7) فقیہِ اعظم حضرت مفتی محمد نوراللہ نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1332ھ کو بصیرپور (اوکاڑہ) پاکستان میں ہوئی۔ محدّثِ دوراں، عالمِ باعمل، مصنفِ کتب، بانی و شیخُ الحدیث دارُالعلوم حنفیہ فریدیہ اور شیخِ طریقت تھے، پانچ جلدوں پر مشتمل فتاویٰ نوریہ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ یکم رجب 1403ھ کو وصال فرمایا۔ (فتاویٰ نوریہ، 1/68تا98) (8) واعظِ شیریں بیان خطیبِ اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1348ء میں (کھیم کرن،

مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی۔ 21 رجب 1404ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک (گلستانِ اوکاڑوی سولجر بازار) بابُ المدینہ کراچی میں ہے۔ عالمِ باعمل، رہنمائے اہلِ سنت، کئی کتب کے مصنف اور بہترین واعظ تھے، خلقِ کثیر نے آپ سے فیض پایا۔ (انوارِ علمائے اہلِ سنت سندھ، ص866تا869)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام 9 سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخِ طریقت، حضرت خواجہ یوسف ہَمْدانی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 441ھ میں بُوزَنْجِرْد (مضافاتِ ہمدان) ایران میں ہوئی۔ عالمِ دین، بانیِ دارُ العلوم، کئی کتب کے مصنف، غوثِ زمانہ اور شیخُ الشیوخ ہیں۔ 27رجب 535ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مَرْو قدیم جنوبی تُرکْمانِستان میں ہے۔ (تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص197تا203) 10 عمادُ الدین حضرتِ سیّدنا ابو صالح عبداللہ نَصْر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 562ھ کو بغداد (عراق) میں ہوئی۔ خاندانِ غوثیت کے چشم وچراغ، سراجُ العُلَماء، فخرُ الفُضلاء، قاضیُ القُضاۃ (چیف جسٹس)، وسیعُ العلم، جلیل القدر اور سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے انیسویں شیخِ طریقت ہیں۔ 27رجب 632ھ کو وصال فرمایا اور بغداد میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص187تا192) 11 سلطانُ الہند، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین سیّد حَسن سَنْجَری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 537ھ میں سجستان (موضع سنجر) ایران میں ہوئی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، نجیبُ الطرفین سیّد، صاحبِ دیوان شاعر اور مشہور ترین ولی اللہ ہیں۔ لاکھوں کفّار آپ کے دستِ اقدس پر اسلام لائے۔ 6رجب 627ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک اجمیر شریف (راجستھان) ہند میں دُعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ (اخبار الاخیار، ص23، اقتباس الانوار، ص344، 385) 12 قدوۃُ السالکین، حضرت سیّد میر موسیٰ جیلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت باسعادت بغداد شریف عراق میں ہوئی۔ 13 رجب 763ھ کو وصال فرمایا، تدفین بغداد شریف (عراق) میں ہوئی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص199) 13 پیرِ محافظ، حضرتِ سیّدنا شیخ بدرالدین بدرِ عالم جُنَیدی میرٹھی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت میرٹھ (یوپی) ہند میں ہوئی۔ 25یا 27 رجب 844ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک چھوٹی درگاہ کے نام سے بِہار ہند میں ہے۔ آپ بِہار و بنگال کے مشہور ترین ولیِ کامل ہیں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 4/157) 14 امامُ الاَصْفِیاء حضرت سیّدنا قاضی ضیاءُ الدّین جیاء عثمانی قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 925ھ قصبہ نیوتنی (ضلع اناؤ، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، استاذُ العلما اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے اٹھائیسویں شیخِ طریقت ہیں۔ 21رجب 989ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قصبہ نیوتنی میں ہے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)، ص221تا223، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ، 2/73) 15 قبلۂ عالم، حضرت خواجہ سیّد فیض محمد شاہ قندھاری نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1266ھ میں موضع قلعۂ سیدان قندھار افغانستان میں ہوئی۔ 18رجب 1380ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک فیض آباد تحصیل تاندلیانوالہ ضلع سردار آباد (فیصل آباد پنجاب) پاکستان میں ہے۔ (تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں، ص646تا657) 16 استاذُ العلماء، عاشقِ اعلیٰ حضرت، پیر بارُو حضرت خواجہ عبداللہ نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت فتح پور ضلع لیہ میں ہوئی اور وصال 19 رجب 1399ھ کو فرمایا، مزار مبارک موضع پیر بارُو شریف (تحصیل فتح پور ضلع لیہ پنجاب) پاکستان میں ہے۔ (فیوضاتِ حسنیہ، ص483تا487)

خُلَفائے اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزت 17 عالمِ باعمل حضرت شیخ عبدالقادر کُرْدِی آفندی مکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1275ھ کو اَرْبِیل (کردستان) عراق میں ہوئی۔ عالمِ دین، مکۂ مکرمہ کے مُجاوِر، مُترجِم، مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ 9رجب 1365ھ کو طائف میں وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے۔ (اجازات المتینہ، ص69، 31، تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص67) 18 عالمِ جلیل، حضرت شیخ سیّد محمد عبد الحی کَتّانی حسنی مالکی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1305ھ فاس مغرب (یعنی مراکش) میں ہوئی۔ 12 رجب 1382ھ کو وصال فرمایا۔ نیس (Nice) فرانس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ مُحدِّثِ عرب وعجم، عالمِ باعمل، کئی کتب کے مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ آپ کی کتاب "فِہرِسُ الفَہارِس" علمائے سِیَر (علمائے سیرت) میں معروف ہے۔

(نظامِ حکومتِ نبویہ مترجم، ص27، الاعلام للزرکلی، 6/187)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

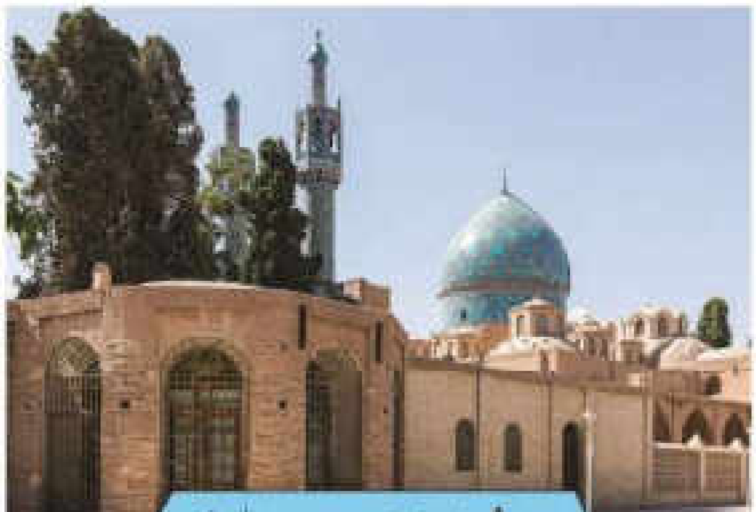

مزار شریف حضرت نعمت اللہ شاہ

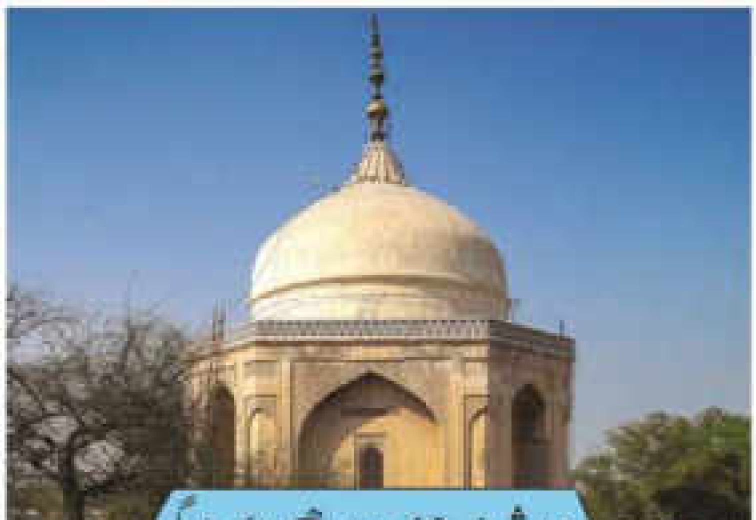

مزار شریف حضرت ابراہیم داؤد بندگی

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

رجبُ المرجّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عُظّام اور عُلَمائے اسلام کا یومِ وصال یا عرس ہے، ان میں سے 39 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رجب المرجب 1438ھ اور 1439ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا، مزید 15 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت سیّدُنا عبدُاللہ ذُوالْبِجَادَیْن مُزَنی رضی اللہ عنہ یتیم تھے، چچانے پرورش کی، اسلام قبول کیا تو چچانے ناراض ہوکر سب کچھ چھین لیا، بدن پر صرف دو چادریں تھیں اسی وجہ سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذُوالْبِجَادَیْن (دو چادروں والے) کا لقب عطا فرمایا، تلاوتِ قراٰن سے شغف رکھتے تھے، رجب 9ھ کو غزوۂ تبوک میں بخار کی وجہ سے فوت ہوئے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قبر میں اُتارا اور ان کے لئے قابلِ رشک دُعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ اَمْسَیْتُ عَنْہُ رَاضِیًا فَارْضَ عَنْہُ یعنی اے اللہ! میں اس سے راضی ہوچکا ہوں، پس تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ (مسندِ بزار، 5/122، حدیث:1706، المنتظم، 3/377، سیرت ابن ہشام، ص519)

2 حضرت سیّدُنا ابوعبدالرّحمٰن حارث بن ہِشام مخزومی رضی اللہ عنہ فتحِ مکّہ کے دن ایمان لائے۔ آپ معزز، مکرم، شریف، بہادر، نڈر، مجاہد، شہید اور صحابی ہیں۔ آپ کا شمار قبلِ اسلام اور بعدِ اسلام معززینِ مکّہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی شہادت جنگِ یرموک میں رجب 15 ہجری کو ہوئی۔ (اسد الغابۃ، 1/514، 515)

اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام

3 طاؤسُ الفقراء حضرت سیّدُنا خواجہ ابونصر عبدُاللہ سراج طُوسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت طُوس (صوبہ خُراسان) ایران میں ہوئی اور یہیں رجب 378ھ میں وصال فرمایا۔ آپ عالمِ باعمل، زاہدِ زمانہ، شیخِ طریقت اور مصنّفِ کُتُب ہیں۔ علمِ تصوف کی پہلی کتاب "اللمع" آپ ہی کی تصنیف ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 8/452)

4 شمسُ الصوفیاء حضرت خواجہ سیّد قطبُ الدّین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 430ھ کو ضلع چشت (صوبہ ہرات) افغانستان میں ہوئی اور یہیں یکم رجب 537ھ کو وصال فرمایا۔ مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، علم و تقویٰ کے جامع، قطبِ وقت، صاحبِ تصنیف اور اکابر اولیا سے ہیں۔ منہاجُ العارفین آپ کی کتاب ہے۔ (المصطفیٰ والمرتضیٰ، ص248، تحفۃ الابرار مترجم، ص57)

5 سلطانُ الفقراء سیّد نورُ الدّین نعمت اللہ ولی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 731ھ حلب شام میں ہوئی اور 22 رجب 834ھ کو ماہان (صوبہ کرمان) مشرقی ایران میں وصال فرمایا، یہاں عالیشان مزار ہے۔ "قصیدہ شاہ نعمت اللہ" حیرت انگیز انکشافات کا مجموعہ ہے۔ (اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 22/415)

6 مرشد شاہ ابوالمعالی حضرت سیّد محمد ابراہیم داؤد بندگی کرمانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 919ھ سیت پور (تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ ولیِ کامل، متوکل، فیاض، صاحبِ مجاہدہ و کشف و کرامات اور گوشہ نشین جلیلُ القدر قادری بزرگ تھے۔ سینکڑوں غیر مسلموں کو دائرۂ اسلام میں داخل کیا۔ 27 رجب 982ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک شیر گڑھ (نزد چونیاں) ضلع اوکاڑہ پاکستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ (مقاماتِ داؤدی، ص5 تا 11، وفیات الاخیار، ص38)

7 قطبِ زمانہ حضرت شیخ نظام الدّین فاروقی تھانیسری بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت نویں صدی ہجری میں تھانیسر (دہلی) ہند میں ہوئی اور 28 رجب 1035 یا 1036 ہجری کو بلخ (صوبہ بلخ) افغانستان میں وصال فرمایا۔ آپ شیخِ طریقت، ولیِ کامل اور صاحبِ تصنیف و کرامات تھے۔ (اقتباس الانوار، ص698)

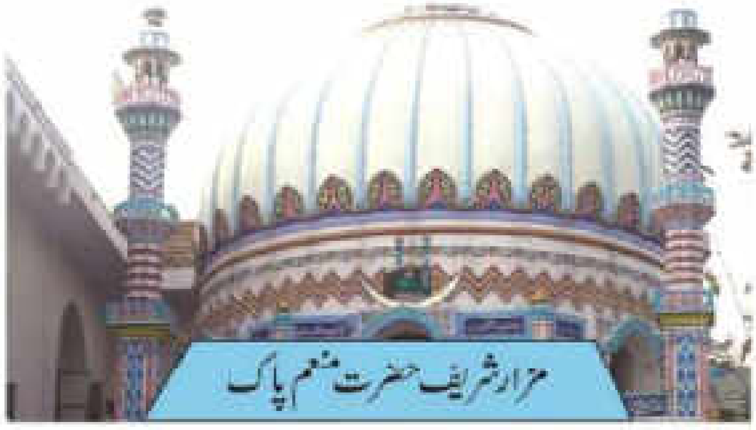
مزار شریف حضرت منعم پاک

مزار شریف حضرت امام نووی

مزار شریف بحر العلوم حضرت علامہ عبد العلی قادری

8 شیخ المشائخ حضرت مخدوم محمد منعم پاک باز قادری ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت پچنا (نزد شیخ پور ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی اور 11 رجب 1185ھ کو وصال فرمایا، مزار میتن گھاٹ پٹنہ (صوبہ بہار) ہند میں ہے۔ آپ عظیم شیخِ طریقت ہیں پاک و ہند، بنگلا دیش، برما اور سری لنکا میں آپ کے سلسلے کی خانقاہوں کی تعداد 200 ہے۔ (تذکرۃ الصالحین، ص52تا54) 9 قطبِ زمانہ، حضرت سیّد احمد بن ادریس فاسی عرائشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بارھویں صدی ہجری میں میسورا (مضافات فاس) المغرب (مراکش) میں ہوئی اور 21 رجب 1253ھ کو شمالی یمن کے قریب شہر صبیا (صوبہ جازان) عرب شریف میں وصال فرمایا۔ آپ امام العلماء و الاولیاء، صاحب العلم و التدریس، بانیِ سلسلہ ادریسیہ احمدیہ اور اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ (العقد النفیس، ص3تا7، جامع کرامات اولیا، 2/447)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

10 امام الفقہاء حضرت سیّدنا امام ابو الحسین احمد قُدُوری بغدادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 362ھ کو بغداد عراق میں ہوئی اور 5 رجب 428ھ کو بغداد میں وصال فرمایا، مزار شارعِ منصور بغداد عراق میں ہے۔ آپ جید عالم، زاہدِ زمانہ، مجتہدِ مقید (صاحبِ تخریج و ترجیح) اور محدثِ وقت تھے۔ تصانیف میں کتاب تجرید (7 جلدیں) اور مختصر القدوری مشہور ہیں۔ (حدائق الحنفیہ، ص216، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص40) 11 فخر الاسلام امام ابو الحسن علی بَزدَوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 400ھ کو بزدوہ (نزد نخشب / قرشی) ازبکستان میں ہوئی۔ 5 رجب 482ھ کو کش (نزد نخشب / قرشی) میں وصال فرمایا۔ آپ شیخ الحنفیہ، عالمِ باعمل، ماہرِ علوم و فنون اور مجتہد فی المسائل ہیں۔ تصانیف میں اصولِ بزدوی (کنز الوصول الی معرفۃ الاصول) یادگار ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص228، اصول البزدوی، ص377) 12 مَلِکُ العلماء حضرت سیّدنا علاءُ الدّین ابو بکر بن مسعود کاسانی حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چھٹی صدی ہجری میں کاسان (موجودہ قازان) اُزبکستان میں ہوئی۔ 10 رجب 587ھ کو حلب شام میں وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، عظیم فقیہِ حنفی، امامِ زمانہ، امیرِ کاسان، استاذُ الفقہاء اور صاحبِ تصنیف تھے۔ فقہِ حنفی کی بہترین کتاب "بَدَائِعُ الصَّنَائِع فِی تَرْتِیْبِ الشَّرَائِع" آپ کی تصنیف کردہ ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص256، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص69، بدائع الصنائع، 1/9) 13 شیخُ الاسلام امام محیُ الدّین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 631ھ میں نویٰ (مضافاتِ شہر حوران) شام میں ہوئی اور یہیں 24 رجب 676ھ کو وصال فرمایا۔ آپ محدثِ کبیر، فقیہ و مُحَرِّرِ فقہِ شافعی، ماہرِ علمِ لغت، زہد و تقویٰ کے جامع، تقریباً 40 کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ پاک و ہند میں آپ کی کتب "ریاض الصالحین" اور "شرح صحیح مسلم" مشہور ہیں۔ (دلیل الفالحین، 1/11تا21) 14 صاحبِ بحر الرائق حضرت سیّدنا شیخ ابنِ نُجیم زین العابدین بن ابراہیم مصری حنفی خلوتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 926ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 8 رجب المرجب 970ھ کو وصال فرمایا۔ فقہ اور اصولِ فقہ سمیت تمام علوم کے جامع، استاذُ العلماء، مصنّفِ کتب اور مفتیِ اسلام تھے۔ (البحر الرائق، 1/5، الطبقات السنیۃ، 1/289) 15 بحر العلوم علّامہ عبد العلی محمد فرنگی محلی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فرنگی محل لکھنو (یوپی) ہند میں 1142ھ کو ہوئی اور 12 رجب 1225ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدراس (جنوبی ہند) کی مسجد والا شاہی کے پہلو میں ہوئی۔ آپ بانیِ درسِ نظامی علّامہ نظامُ الدّین سہالوی کے لختِ جگر، جامعِ علومِ عقلیہ و نقلیہ، استاذُ العلماء، فَوَاتِحُ الرَّحَمُوْت بِشَرْحِ مُسَلَّمِ الثُّبُوْت سمیت کثیر کتب کے مصنف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے ہیں۔ (تذکرہ علمائے فرنگی محل، ص137تا141)

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مزار شریف حضرت سلمان فارسی

مزار شریف حضرت عمر بن عبد العزیز

مزار شریف امام حسن بصری

رَجَبُ المُرَجَّب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، عُلَمائے اسلام اور اَولیائے عِظام کا یومِ وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 50 کا مختصر ذِکْر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رجبُ المُرَجَّب 1438ھ تا 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا، مزید 12 کا تعارُف مُلاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:**

(1) جلیلُ القدر صحابیِ حضرت سیّدُنا سلمان فارِسی رضی اللہ عنہ رَامَہُرْمُز (خُوزِستان، ایران) کے باشِندے تھے، آپ کا وِصال 10 رجب 33 یا 36ھ کو مدائن (عراق) میں ہوا، یہیں سلمان پارک کے عَلاقے میں مزارِ مبارک دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، آپ طویلُ العمر، مجاہدِ اسلام، گورنرِ مدائن، مُشتاقِ جنّت، سلسلۂ نقشبندیہ کے تیسرے شیخِ طریقت اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **سَلْمَانُ الْخَیْر، سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت** (سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہیں) کی خوشخبریاں پانے والے ہیں۔[1] (2) محبوبِ قوم حضرت نُعیم نَحّام بن عبدُاللہ عَدَوی قُرَشی رضی اللہ عنہ قدیمُ الاسلام صحابی، بیواؤں، یتیموں اور فقراء کی خبرگیری کی وجہ سے اپنی قوم کے محبوب تھے، اسی وجہ سے ہجرت سے روکے گئے، ہجرت کے چھٹے سال اپنی قوم کے 40 افراد کے ساتھ ہجرت کی اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، ایک روایت کے مطابق رجب 15ھ کو جنگِ یَرمُوک میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی عظمت اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھی معلوم ہوتی ہے: **دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ نَحْمَةً مِّنْ نُعَيْمٍ** یعنی میں جنّت میں گیا تو وہاں نُعیم کے کھنکارنے کی آواز سنی۔[2] **اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام:** (3) خلیفۂ راشد، امیرُ المؤمنین حضرت عمر بن عبدُالعزیز اُموی قُرَشی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 63ھ کو مدینۂ منورہ کے دولت مند خاندان میں ہوئی اور 20 رجب 101ھ کو دَیرِ سِمعان (معرۃ النعمان، صوبہ ادلب) شام میں وِصال فرمایا، یہیں مزارِ مبارک ہے۔ آپ تابعی، عالمِ دین، زاہد و متقی، خوفِ خدا کے پیکر، امامِ عادل، مجدّدِ اسلام اور اسلام کی مؤثر و مثالی شخصیت تھے، آپ نے نہ صرف احادیث کو جمع کرنے کا حکم دیا بلکہ ان کی بھرپور اِشاعت بھی فرمائی۔[3] (4) امامُ الاولیاء حضرت حسن بَصْری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 21ھ کو مدینہ شریف میں ہوئی اور وِصال یکم رجب 110ھ کو فرمایا، مزارِ مبارک مدینۃ الزبیر (ضلع بصرہ) عراق میں ہے۔ آپ اُمُّ المؤمنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پانے والے، حافظِ قراٰن، سیّدُ التابعین، عالمِ جلیل، فقیہ و محدّث، فصیحِ زمانہ، رقیقُ القلب (نرم دل)، ولیِ کامل، خلیفۂ حضرتِ علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سلسلۂ چشتیہ کے تیسرے شیخِ طریقت ہیں۔[4] (5) امامُ الوقت حضرت امام جعفر صادِق رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 80ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہیں 15 رجب 148ھ کو وِصال فرمایا، جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے، آپ خاندانِ اہلِ بیت کے چشم و چراغ، جلیلُ القدر تابعی، محدّث و فقیہ، علّامۂ دَہر، استاذِ امامِ اعظم اور سلسلۂ قادریہ کے چھٹے شیخِ طریقت ہیں۔[5] (6) بانیِ سلسلۂ علوانیہ حضرت سیّد احمد بن علوان حَسَنی شافعی قادِری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت تقریباً 600ھ کو مَوضَع ذو الجنان (مضافاتِ جبلِ ذخر صوبہ معافر) یَمَن میں ہوئی اور 20 رجب 665ھ کو یفرس (مضافاتِ جبل حبشی صوبہ تعز) یَمَن میں وِصال فرمایا، یہیں مزارِ مبارک زیارت گاہِ عام ہے۔ آپ جیّد عالمِ دین، صاحبِ کراماتِ کثیرہ، مصنّفِ کُتُبِ جلیلہ، تاجُ الاصفیاء، جَوزیِ یَمَن، صَفیُّ الدّین جیسے القابات سے مُلَقَّب (یعنی لقب دیے گئے) اور یَمَن کے اکابر اولیا سے ہیں۔ تصانیف

مزار شریف سید احمد بن علوان یمنی

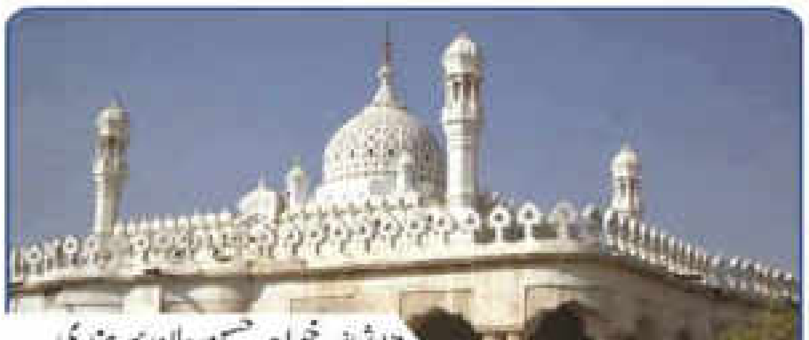
مزار شریف خواجہ حسن جان سرہندی

مزار شریف قاضی شہاب الدین احمد دولت آبادی

میں سے اَلتّوحیدُ الاَعظم اور اَلمِہرجان بھی ہیں۔[6] (7) عُمدۃُ العارِفین حضرتِ وقت خواجہ حافظ محمد حسن جان سرہندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1278ھ کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی اور وِصال 2رجب 1365ھ کو فرمایا، تدفین مَقبرہ شریف دامنِ کوہ گنجو ٹکر (نزد حیدرآباد سندھ) میں والد گرامی کے مزار سے متّصل ہوئی۔ آپ آستانۂ عالیہ سرہندیہ مجدّدیہ کے چشم وچراغ، حافظِ قراٰن، تلمیذِ عُلَمائے عرب و عجم، جامعِ عُلومِ ظاہری وباطنی، دینی و ملّی خدمات میں فعال (Active)، مرجعِ عوام و عُلَما اور 25 سے زائد کتب ورسائل کے مصنّف تھے۔[7] **عُلمائے اسلام رحمہم اللہ السلام:** (8) عالمِ شہیر حضرت علّامہ قاضی شِہابُ الدّین احمد دولت آبادی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 750ھ کو دولت آباد (ضلع اورنگ آباد صوبہ مہاراشٹر) ہند میں ہوئی۔ 25 رجب 849ھ کو جونپور (یوپی) ہند میں وِصال فرمایا، مزار مسجد اٹالہ سے متصل راج کالج میں ہے۔ آپ عظیمُ المَرتبت عالمِ دین، جامِعِ معقول و منقول، مَرجَعِ عوام و خواص، قاضی القضاۃ، استاذُ العُلَماء اور چشتیہ سلسلے سے مُنسلک تھے، 18 تصانیف میں سے تفسیرِ قراٰن بحرِ مَوّاج، شرحِ کافیہ، کتاب الاِرشاد اور بدیعُ البَیان بھی ہیں۔[8] (9) مُفسّرِ قراٰن، بَیْہقیِ وقت حضرت مولانا قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی حَنَفی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت تقریباً 1145ھ کو پانی پت (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یہیں یکم رجب 1225ھ کو وِصال فرمایا۔ تدفین مزارِ مخدوم جلال الدین کبیرُ الاولیا کے قریب ایک احاطے میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، قاضی و مفتیِ اسلام، شیخُ الحدیث و التّفسیر اور سلسلۂ نقشبندیہ مجدّدیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ تصانیف میں تفسیرِ مَظْہری اور مَالَابُدَّ مِنْہُ یادگار ہیں۔[9] (10) استاذُ العُلَماء حضرت علّامہ شاہ سلامتُ اللہ کَشْفی قادری بَدایُونی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ کبیر، مفتیِ اسلام، شیخُ الحدیث و التّفسیر، پیرِ طریقت، صاحبِ دیوان شاعر، تلمیذ سراجُ الہند علّامہ شاہ عبدالعزیز محدّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ، مُرید و خلیفہ شمس مارہرہ شاہ اچھے میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور مصنّفِ کُتبِ کثیرہ ہیں، آپ کی پیدائش بَدایون کے ایک رئیس خاندان میں ہوئی اور وفات 3رجب 1281ھ کو کان پور میں ہوئی، مزارِ مبارک کان پور (یوپی ہند) میں اپنی تعمیر کردہ مسجد کے سامنے ہے۔[10] (11) میاں صاحِب قصّہ خوانی حضرت علّامہ مفتی میاں نصیر احمد پشاوری قادِری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1228ھ پشاور (خیبر پختونخواہ) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 18رجب 1308ھ کو وِصال فرمایا۔ آپ شیخُ العُلَماء، استاذُ الاساتِذہ، عالمِ باعمل، صاحبِ تصنیف، مفتیِ اسلام، خلیفہ حضرتِ سوات سیدو بابا اور بہترین شاعر تھے۔[11] (12) بحرُ العلوم حضرت علّامہ مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 1337ھ بوانا (ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی اور 21 رجب 1402ھ کو سکّھر سندھ میں وِصال فرمایا۔ آپ فاضِل دارُ العُلوم مَنظر اسلام بریلی شریف، استاذُ العُلَماء، شیخُ الحدیث، ماہرِ علم توقیت و مَنطِق و حساب، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، مصنّفِ کُتب اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ آپ کی 40 کُتب میں زُبدۃُ التَّوقیت، عُمدۃُ الفرائض بھی ہیں۔[12]

---

(1) طبقاتِ ابنِ سعد، 4/54، 70، تاریخ ابنِ عساکر، 21/373، 460، کراماتِ صحابہ، ص217، 219 (2) طبقاتِ ابنِ سعد، 4/102، 103، الاصابہ، 6/361 (3) طبقاتِ ابنِ سعد، 5/253، 320، تاریخ اسلام، 3/115، 131، تاریخ الخلفاء، ص183، 197 (4) سیر اعلام النبلاء، 5/456تا473، تذکرۃ الاولیا، 1/34تا48، اجمال ترجمہ اکمال، ص19 (5) سیر اعلام النبلاء، 6/438، 447، شواہد النبوۃ، ص245 (6) المہرجان، ص5تا9، اتحاف الاکابر، ص243 (7) العقائد الصحیحہ، ص8تا12 (8) تذکرہ علمائے ہند، ص239، تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، 1/30، اخبار الاخیار فارسی، ص181 (9) حدائق الحنفیہ، ص483، خزینۃ الاصفیاء، 3/271، تذکرہ علمائے ہند، ص142 (10) تذکرہ علمائے اہلسنت، ص95، تذکرۂ علمائے ہند، ص219، 222 (11) شخصیاتِ سرحد، ص173، تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، ص167 (12) تجلیات تاج الشریعہ، ص122، مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص193، 198۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

رَجَبُ المرجب اسلامی سال کا ساتواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عُظّام اور عُلَمائے اسلام کا یومِ وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 63 کا مختصر ذِکْر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رجب المرجب 1438ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 6 کا تعارُف ملاحَظہ فرمایئے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان: 1 حضرت سیّدُنا ابان بن سعید بن عاص اموی قرشی رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابی، کاتبِ وحی اور خاندانِ اموی کی اہم شخصیت ہیں۔ غزوۂ خیبر (محرم 7ھ) سے قبل اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کو کئی سرایا میں سپہ سالار بنا کر بھیجا، غزوۂ خیبر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بحرین پھر یمن کے گورنر بنائے گئے، ایک قول کے مطابق 5 رجب 15ھ کو جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابۃ، 1 / 58 تا 60)

2 حضرت سہیل بن عَمرو عامری قرشی رضی اللہ عنہ سردارِ قریش، صاحبِ عقل ورائے اور عرب کے بہترین خطیب تھے، صلحِ حدیبیہ میں کفّار کی جانب سے نمائندے تھے، آپ نے فتحِ مکّہ کے بعد اسلام قبول کیا اور محمودُ الاسلام کا لقب پایا، آپ کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے، ایک قول کے مطابق جنگِ یرموک (5 رجب 15ھ) میں شہادت کا شرف پایا۔ آپ کے بیٹے حضرت عبدُاللہ اور حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہما قدیمُ الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔

(الاستیعاب، 2 / 229 تا 232، الاصابۃ، 3 / 177)

اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم: 3 متولیِ اہلِ بیت حضرت امام حسن مثنیٰ ہاشمی قرشی رحمۃُ اللہِ علیہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند، جلیلُ القدر تابعی، ثقہ راویِ حدیث، علم وتقویٰ وبزرگی

مقامِ جنگِ یرموک

کے جامع، رئیسِ مدینہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شادی امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے ہوئی، آپ نے مدینہ شریف میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں 85 سال کی عمر میں 17 رجب 97ھ کو وصال فرمایا۔ ان کی اولاد کو حسنی حسینی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (عمدۃ القاری، 6 / 185، نور الابصار، ص 137، 138، وفیات الاخیار، ص 31) 4 سلطانُ الہند، حضرت خواجہ غریب نواز سیّد حسن سنجری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت سنجر (سیستان، ایران) میں 537ھ کو ہوئی اور وصال 6 رجب 632ھ یا 633ھ کو اجمیر شریف (راجستھان، ہند) میں فرمایا، آپ نجیبُ الطرفین سید، عالمِ دین، ولیِّ شہیر، عظیم مبلغِ اسلام، مصنّفِ کُتُب، صاحبِ دیوان شاعر، سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیمُ المرتبت شیخِ طریقت اور ہند میں مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔

(اقتباس الانوار، ص 345 تا 390، اخبار الاخیار فارسی، ص 23)

عُلَمائے اسلام رحمۃُ اللہِ علیہم: 5 تبعِ تابعی بزرگ، امامُ العلم،

* رکنِ شوریٰ ونگرانِ مجلس
اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

شیخُ الحجاز، محدّثِ حرم، حضرت ابو محمد سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 107ھ میں کوفہ (عراق) میں ہوئی۔ مکۂ مکرّمہ میں یکم رجب 198ھ کو وصال فرمایا۔ آپ شاگردِ امامِ اعظم ابوحنیفہ، حافظ و مُفسّرِ قراٰن، امام و محدّثِ حرم، مفتی و شیخُ الاسلام، جامع زہد و تقویٰ، استاذِ امام شافعی اور وسیع و پختہ علم کے مالک تھے۔ آپ نے حدیثِ نبوی کی ترتیب و تدوین میں بھرپور حصہ لیا۔(وفیات الاعیان، 2/328، سیر اعلام النبلاء، 7/653) 6 فخرُ الاسلام حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد بزدوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 400ھ میں ہوئی اور 5رجب 482ھ کو کَش (نزد نسف) میں وصال فرمایا۔ آپ شیخُ الحنفیہ، مَاوَراءُ النَّھْر کے بڑے عالم، اصولی، محدّث، مفسّر اور صاحبِ تصانیف تھے۔ آپ اپنی مشکل کتب کی وجہ سے ابوعسر قرار پائے، اُصولِ بَزدوی آپ کی مشہور کتاب ہے۔(سیر اعلام النبلاء، 14/100، تاج التراجم لابن قطلوبغا، ص205)

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظّام اور عُلَمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 62 کا مختصر ذکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ شعبانُ المعظم 1438ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 4 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان: 1 حضرت عبدُ اللہ بن مربع انصاری حارثی رضی اللہ عنہ غزوۂ احد سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ سے کئی احادیث مروی ہیں، آپ نے اپنے بھائی حضرت عبدالرّحمٰن انصاری کے ہمراہ شعبان 13ھ کو جنگ جسر ابی عبید میں شہادت پائی۔ حضرت زید اور حضرت مُرارہ رضی اللہ عنہما آپ کے بھائی اور صحابیِ رسول ہیں۔(اسد الغابۃ، 3/391، تاریخ طبری، 3/152) 2 حضرت سیّدُنا اُسید بن حُضیر انصاری رضی اللہ عنہ جلیلُ القدر صحابی، مدنی، قبیلۂ بنی عبدُ الاشہل کے چشم و چراغ، ذہین و فطین، صاحبُ الرائے، خوش الحان قاریِ قراٰن، بہترین کاتب (لکھنے کی صلاحیت رکھنے والے) اور جرأت مند مجاہد تھے، اعلانِ نبوت کے بارھویں سال اسلام لائے۔ تمام غزوات میں

مزار حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت شیخ برہانُ الدّین شطاری رحمۃ اللہ علیہ

شریک ہوئے۔ شعبان 20ھ کو وصال فرمایا۔ جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔(معجم کبیر، 1/203تا208، سیر اعلام النبلاء، 3/212، 213)

اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم: 3 سلطانُ الاولیاء حضرت شیخ برہانُ الدّین رازِ الٰہی قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع راجھی (بوودۂ خان دیس) میں 998ھ کو ہوئی اور وفات 15 شعبان 1083ھ کو برہان پور (مدھیہ پردیش) ہند میں ہوئی، یہیں عالیشان مزار موجود ہے۔ آپ عالمِ باعمل، عربی ادب پر دسترس رکھنے والے اور فنِ شاعری کی واقفیت رکھنے والے تھے، بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر سمیت کثیر خلقت نے آپ سے فیض پایا۔(برہان پور کے سندھی اولیاء، ص263، 266، 328) 4 قطب الآفاق حضرت سید شاہ اسحاق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت خوشاب (پنجاب، پاکستان) میں ہوئی اور 11 شعبان 1086ھ کو جُنّیر (حیدرآباد، دکن) ہند میں وفات پائی، آپ خاندانِ غوثیہ رزاقیہ کے شیخ طریقت اور کئی اولیائے ہند کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔(تذکرۃ الانساب، ص109)

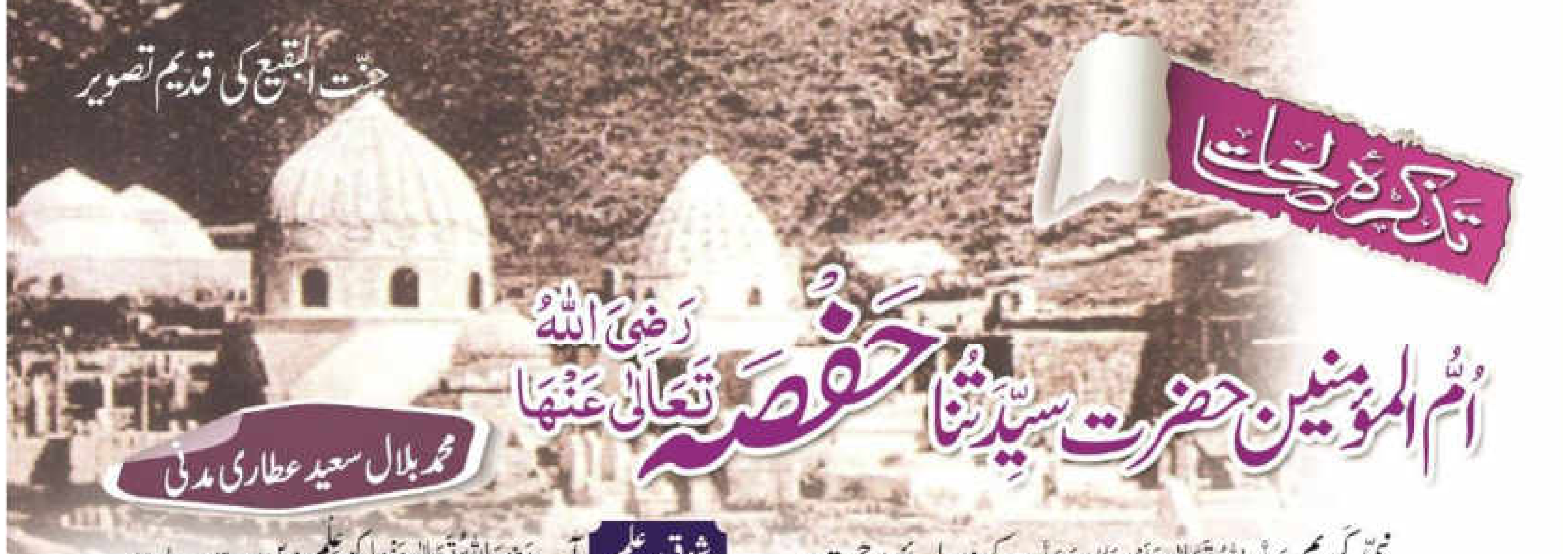

جنّت البقیع کی قدیم تصویر

تذکرۂ صالحات

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

محمد بلال سعید عطاری مدنی

نبیِّ کَریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دریائے رحمت، چشمۂ علم وحکمت اور فیضِ صُحبت سے حصہ پانے والی خوش نصیبوں میں ایک حضرت سیّدتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بھی ہیں جو کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی ہیں۔

نام و نسب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اِعلانِ نُبُوّت سے 5 سال پہلے پیدا ہوئیں، آپ کا نام حَفْصَہ اور والِدہ کا نام زینب بنتِ مَظْعُون تھا۔ آپ اپنے والدِ محترم کی ترغیب پر نورِ ایمان سے مشرف ہوئیں اور اپنے پہلے شوہر حضرت خُنَیس بن حُذافہ سَہمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ مُنوَّرہ ہجرت فرمائی۔ (طبقات کبریٰ، 8/65)

اوصاف و کردار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نہایت بلند ہمت، بکثرت روزے رکھنے والی اور رات عبادت میں گزارنے والی عابِدہ وزاہدہ خاتون تھیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/492) ایک بار جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کی عبادت وریاضت کا یوں ذکر فرمایا: "یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی، رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والی اور جنّت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔" (الاصابہ، 8/86) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرتی تھیں۔ حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست جیسی عمدہ صفات میں اپنے والدِ محترم کا مزاج پایا تھا۔ (سیرت مصطفیٰ، ص662)

حُضُور سے نکاح: حضرت خُنَیس بن حُذافہ سَہمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بعد حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے 3 ہجری میں آپ سے نکاح فرمایا۔ (سُبُلُ الہُدیٰ والرشاد، 11/184 ملتقطاً)

شوقِ علم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو عِلمِ دِین سے بے حد شَغَف تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کو جوبات معلوم نہ ہوتی بلا جھجک پوچھ لیا کرتیں، ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگِ بَدر اور حُدَیبیہ میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا: مجھے امید ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے عرض کی، کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو) (پ16، مریم:71) تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواباً ارشاد فرمایا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ۝﴾

(ترجمۂ کنزالایمان: پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے) (پ16، مریم:72) (مسند احمد، 10/163)

شانِ فقاہت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا علمِ حدیث وفقہ میں مَہارت رکھتی تھیں یہاں تک کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عورتوں کے متعلق شرعی مسائل میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی جانب رجوع فرمایا۔ (در منثور، 1/653)

سفرِ آخرت وِصال سے قبل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے اپنا مال صَدَقہ کردیا اور جائیداد وَقف کردینے کی وصیت فرمائی۔ (اسد الغابۃ، 7/75) ماہِ شَعبانُ المعظم 45 ہجری کو مدینہ منورہ میں روزے کی حالت میں 63 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی تدفین جنّت البقیع میں دیگر ازواجِ مُطہّرات کے پہلو میں کی گئی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، 11/186) (سیرت مصطفیٰ، ص664)

روشن ستارے

حضرتِ سیّدُنا عُثمان بن مَظعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

ابو عبید عطاری مدنی

ہجرتِ حبشہ کے سالارِ قافلہ جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو جبر و تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے ان کا جینا دوبھر کر دیا تو بارگاہِ رسالت سے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ایک پُرامن ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت عطا ہوئی لہٰذا ایک روایت کے مطابق اعلانِ نبوت کے پانچویں سال گیارہ مرد اور چار خواتین نے ہجرت کی سعادت پائی اِس قافلے کے سالار جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ (طبقات ابن سعد 1/ 159، حلیۃ الاولیاء، 1/ 149 ماخوذا) کفارِ مکہ نے شرکائے قافلہ کو گرفتار کرنا چاہا لیکن نورِ ایمان سے مُنوّر یہ مقدس حضرات کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ یہ مہاجرین حبشہ پہنچ کر امن و امان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ **مکہ واپسی** چند دِنوں کے بعد اچانک یہ خبر پھیل گئی کہ کفارِ مکہ مسلمان ہو گئے جسے سن کر چند نفوسِ قُدسیہ مکہ لوٹ آئے مگر یہاں آکر پتا چلا کہ خبر غلط تھی، بعض پھر حبشہ چلے گئے اور کچھ مکہ ہی میں روپوش ہو گئے مگر کفارِ مکہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور تکالیف دینی شروع کر دیں۔ (سیرت مصطفٰی، 127) حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حبشہ سے واپس آکر ولید بن مُغیرہ کی امان حاصل کرلی جس کی وجہ سے کفارِ مکہ کی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے۔ **مشرک کی امان میں رہنا گوارا نہ کیا** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جب دیکھا کہ میں تو امان پاکر راحت و آرام سے اپنے صبح و شام گزار رہا ہوں لیکن دیگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سخت تنگی اور مصیبت سے دوچار ہیں تو فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے یہ زیب نہیں دیتا کہ میں ایک مشرک کی امان میں رہ کر راحت و آرام پاؤں اور میرے رُفقا مصیبت و مشقت اُٹھائیں، چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور فرمایا: میں تیری امان تجھے لوٹاتا ہوں، اُس نے پوچھا: کیا میری قوم کے کسی فرد نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے؟ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ پر راضی ہوں اور مجھے اس کے علاوہ کسی کی پناہ پسند نہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: جس طرح میں نے تمہیں اعلانیہ امان دی تھی اُسی طرح تم اعلان کرکے میری اَمان لوٹاؤ، چنانچہ ایک مجمع میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ولید بن مغیرہ اپنی امان کو پورا کرنے والا ہے لیکن مجھے پسند نہیں کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی کی امان میں رہوں لہٰذا میں اس کی امان اسے واپس کرتا ہوں، اس کے بعد کُفّار کی جانب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ظلم و ستم کا ایک نیا باب کھل گیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ایک آنکھ کو سخت نقصان پہنچا، یہ دیکھ کر ولید بن مغیرہ نے کہا: اگر تم میری امان میں رہتے تو یہ تکلیف نہ پہنچتی، مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پایۂ اِستِقلال میں ذرا لغزش نہ آئی اور فرمایا: میری دوسری آنکھ آرزو کر رہی ہے کہ اسے بھی راہِ خدا میں یہ تکلیف پہنچے اور رہی بات امان کی! تو میں اُس کی اَمان میں ہوں جو تجھ سے زیادہ عزت و قدرت والا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/ 147تا149 ماخوذا)

مختصر تعارف اور فضائل و معمولات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت اَبُوالسَّائِب ہے، 13 مَردوں کے بعد اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی، (سیر اعلام النبلاء، 3/ 99) حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رِضاعی بھائی ہیں، (مراٰۃ المناجیح، 2/ 447) اُمُّ المؤمنین حضرت حفصہ بنتِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ماموں جان (طبقات ابن سعد، 8/ 65) جبکہ حضرت خَولہ بنت حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے خاوند تھے، یاد رہے کہ یہ وہی حضرت خولہ بنت حکیم ہیں جنہوں نے

رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے رشتے کی بات چلائی تھی۔(مسند امام احمد، 10/29، حدیث:25827) آپ اصحابِ صُفّہ میں سے تھے (مرقاۃ المفاتیح،4/192، تحت حدیث: 1711) سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا نام اَلسَّلَفُ الصَّالِح(نیک بزرگ) رکھا۔ (معرفۃ الصحابہ،3/364) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ احکاماتِ الٰہیہ کی بجاآوری میں پیش پیش رہا کرتے، عزت و عظمت والے اوصاف سے اپنے کردار کو زینت بخشتے اور عبادت و ریاضت کے نور سے اپنی ساعتوں کو مُنَوَّر کیا کرتے تھے، دن میں روزہ رکھتے تو رات بھر اپنے رَبّ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1/151، رقم338) مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی عُمدگی اور تیزی کے ساتھ اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لاتے، پھر فارغ ہو کر اپنا جائزہ لیتے اور کپڑوں پر لگی مٹی کو جھاڑ دیا کرتے۔ (سبل الھدی والرشاد، 3/336) سادگی کا یہ عالَم تھا کہ ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جا بجا چمڑے کے پیوند لگی ہوئی پرانی چادر پہن کر مسجد میں داخل ہوئے جسے دیکھ کر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔(حلیۃ الاولیاء، 1/150، رقم:335 ملخصاً)

کبھی شراب نہ پی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قبولِ اِسلام سے پہلے ہی اپنے اوپر شراب حرام کر رکھی تھی اور اِس بات کا عہد کر رکھا تھا کہ کبھی کوئی ایسی چیز نہ پیوں گا جس سے عقل زائل ہو اور کم تر لوگ مذاق اڑائیں۔ (الاستیعاب،3/166) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رمضان المبارک سن 2 ہجری میں ہونے والے غزوۂ بدر میں مجاہدانہ شان سے شریک ہوئے اور غازی بن کر لوٹے۔

وِصال مبارک ایک قول کے مطابق شعبان المعظم سن 3 ہجری میں آپ اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جاملے اور ہر قسم کے غم سے نجات یافتہ ہوگئے۔(الجامع الاصول، 13/314) وِصال کے بعد نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے رُخسار کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ جانِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشمانِ کرم سے مبارک آنسو بہہ کر آپ کے رخسار پر گرنے لگے۔ (ابن ماجہ، 2/198، حدیث:1456) یہ دیکھ کر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے اور بے اختیار رونے لگے پھر غمگین دلوں کے چین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اے ابوسائب! تم اس دنیا سے یوں چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے کچھ نہ لیا۔ (حلیۃ الاولیاء 1/150، رقم:333 ماخوذاً) نبیِّ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ (ابن ماجہ، 2/220، حدیث:1502) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے صحابی ہیں جن کی جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 8/357، رقم:291) تدفین کے بعد پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو ایک بڑا پتھر لانے کا حکم دیا لیکن وہ اکیلا اُس پتھر کو اُٹھا نہ سکا یہ دیکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُدھر تشریف لے گئے اور اپنی آستینیں چڑھا کر اس پتھر کو اُٹھایا پھر اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر پر اسے نصب فرمادیا تاکہ اس پتھر کے سبب قبر کی پہچان رہے اور خاندانِ نبوت سے وِصال فرمانے والے افراد کو اس قبر کے قریب دفن کیا جائے۔ (ابوداؤد، 3/285، حدیث:3206، ملخصاً و مرقاۃ المفاتیح، 4/192، تحت حدیث:1711) حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کردی جائے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کردی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ (جاء الحق، ص230) بعد میں رحمتِ عالم نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (طبقات ابن سعد، 1/113) اور صاحب زادی حضرت بی بی زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آپ ہی کے پہلو میں دفن فرمایا۔(مسند امام احمد، 1/511، حدیث:2127) مہاجر صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کسی کا انتقال ہوتا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی جاتی کہ ہم انہیں کہاں دفن کریں؟ تو حکم ارشاد ہوتا: ہمارے پیش رَو (یعنی آگے گزرنے والے) عثمان بن مظعون کے قریب۔ (مستدرک، 4/191، حدیث:4919) حضرت اُمِّ علاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہمارے گھر میں وفات پائی تھی، رات کو میں نے خواب میں حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے ایک چشمہ دیکھا جس کا پانی رواں دواں تھا جب میں نے یہ بات رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بتائی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ ان کا عمل ہے۔ (بخاری، 2/208، حدیث:2687)

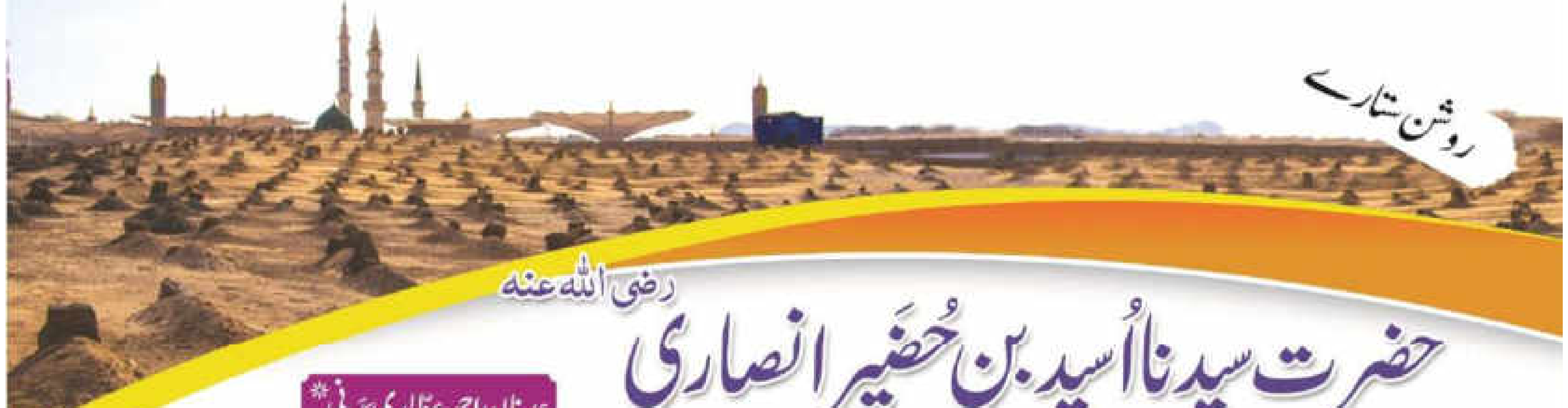

حضرت سیدنا اُسید بن حُضَیر انصاری رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مَدَنی*

ایک صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ ایک رات سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ قریب ہی گھوڑا بندھا ہوا تھا اور گھوڑے کے قریب ہی ان کا بیٹا یحییٰ سو رہا تھا۔ قراءت جاری تھی کہ اچانک گھوڑا بدکنے لگا صحابیِ رسول نے پڑھنا بند کیا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا، انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر کُودنے لگا، دوبارہ چپ ہوئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا تیسری مرتبہ پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے لگا، کہیں گھوڑا بچے کو کُچل نہ دے اس لئے بچے کے قریب آکر اسے اٹھایا تو نظر آسمان کی جانب اٹھ گئی دیکھا کہ سائبان کی مانند کوئی چیز ہے جس میں بہت سے چراغ روشن ہیں۔ پھر صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ فرشتوں کی مقدس جماعت تھی جو تمہاری قراءت (سننے) کی وجہ سے قریب آگئی تھی اگر تم تلاوت کرتے رہتے تو صبح ہو جاتی اور لوگ انہیں دیکھ لیتے اور فرشتے بھی ان سے نہ چھپتے۔ (بخاری 3/408، حدیث: 5018، مسلم، ص311، حدیث: 1859، معجم کبیر، 1/207، حدیث: 562 ملتقطاً) پیارے اسلامی بھائیو! یہ صحابیِ رسول بنو عبدُالاَشْہَل کے چشم و چراغ حضرت سیدنا اُسَید بن حُضَیر اَنصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ (معجم کبیر، 1/203، حدیث: 547)

قبولِ اسلام

آپ رضی اللہ عنہ کی 6 کنیتیں ہیں مشہور کنیت "ابو یحییٰ" ہے آپ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے تھے، اسلام کی حقانیت آپ پر ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد میں آپ کے خیالات اسلام کے بارے میں کس طرح کے تھے اس کا اندازہ اس مختصر واقعہ سے لگائیے چنانچہ حضرت مُصْعَب بن عُمیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات پر ان سے ابتداءً سخت قسم کی باتیں کیں کہ تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لئے؟ اگر تمہیں زندگی پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت مُصْعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نرمی سے کہا: ذرا بیٹھ کر میری بات تو سُن لو، اگر میری بات سمجھ میں آجائے تو اسے مان لینا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم تمہیں مجبور نہیں کریں گے۔ یہ سُن کر آپ نے کہا: یہ بات تو میرے فائدے کی کہی ہے! اور اپنا نیزہ زمین پر گاڑ کر حضرت مُصْعَب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت سیدنا مُصْعَب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسلام کے بارے میں بتانا شروع کیا اور قراٰن پڑھ کر سنایا تو آپ کے چہرے پر قبولِ اسلام پر آمادگی کے آثار نمودار ہوئے اور کہنے لگے: یہ کیا ہی اچھا اور پسندیدہ دِین ہے، پھر اسلام قبول کر لیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، 3/186)

رسولُ اللہ سے بیعت

اعلانِ نبوت کے بارھویں سال حج کے موقع پر عقبہ کی گھاٹی میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس پر بیعت ہو گئے۔ (استیعاب، 1/185)

فضائل و مناقب

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اُسَید بن حُضَیر کیا خوب آدمی ہیں۔ (ترمذی، 5/437، حدیث: 3820)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بہت عزت کیا کرتے اور فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (اسد الغابہ، 1/143) اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت اُسید بن حُضَیر کا شمار فضل والوں میں ہوتا ہے۔ (مسند احمد، 7/44، حدیث: 19115)

کلماتِ تحسین

حضرت بی بی عائشہ رضیَ اللہُ عنہا کا ہار گم ہوا اور آیتِ تیمم نازل ہوئی تو حضرت اُسید بن حُضیر کی زبان پر یہ کلمات تھے: اے آلِ ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہنچی ہیں۔ **اخلاق و عادات** آپ رضیَ اللہُ عنہ نہایت ذہین، فطین اور دُرُست رائے پیش کرنے کی صلاحیت سے مالامال تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/212) آپ کا شمار ان صحابۂ کرام علیہِمُ الرِّضْوَان میں ہوتا ہے جو اچھی آواز کے ساتھ قراٰن پاک پڑھا کرتے تھے۔ (معجم کبیر، 1/207، حدیث: 562) آپ اپنی قوم میں امامت بھی کرتے تھے (ابو داود، 1/248، حدیث: 607) **کثیر خوبیوں کے مالک** آپ رضیَ اللہُ عنہ بہترین تیر اک، نیزہ باز اور کاتب (یعنی لکھنا جانتے) تھے اسی وجہ سے لوگ آپ کو "کامل" کہتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 3/453) آپ رضیَ اللہُ عنہ عمدہ اخلاق والے اور خوش مزاج تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 3/213) **مقدس پہلو کا بوسہ لیا** ایک مرتبہ آپ رضیَ اللہ عنہ نے کسی موقع پر خوش طبعی کی تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے پہلو میں ایک چھڑی چبھوئی، آپ نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو جانِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس پر راضی ہو گئے، لیکن آپ نے عرض کی: آپ کے بدن پر کُرتا ہے، حالانکہ میرے بدن پر کُرتا نہیں تھا، سرورِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کُرتا بھی اٹھا دیا، کُرتے کا اُٹھانا تھا کہ آپ رضیَ اللہُ عنہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے لپٹ گئے، کروٹ کو بوسہ دیا، اور عرض کیا: یَا رسولَ اللہ! میرا مقصد یہی تھا۔ (ابو داود، 4/456، حدیث: 5224 مفہوماً) **لاٹھی روشن ہوگئی** ایک مرتبہ حضرت سیدنا اُسید بن حُضیر اور حضرت سیدنا عَبَّاد بن بِشر انصاری رضیَ اللہُ عنہما دونوں دربارِ رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک ایک صحابی رضیَ اللہُ عنہ کی لاٹھی روشن ہوگئی اور دونوں مقدس حضرات اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو دوسرے صحابی رضیَ اللہُ عنہ کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور دونوں روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (صحیح ابن حبان، 3/239، حدیث: 2028 مفہوماً) **مجاہدانہ زندگی** آپ رضیَ اللہُ عنہ نے تمام غزوات میں بھرپور حصہ لیا جبکہ ایک قول کے مطابق غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ 3 ہجری غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں میں افراتفری پھیلی تو آپ رضیَ اللہُ عنہ اس وقت بھی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ساتھ تھے اس معرکہ میں آپ کو سات زخم آئے تھے۔ (استیعاب، 1/185) 5 ہجری غزوۂ خندق کے موقع پر آپ رضیَ اللہُ عنہ دو سو مسلمانوں پر تعینات تھے۔ سن 8 ہجری غزوۂ حُنین میں دشمن کے مقابلہ کے وقت قبیلہ اَوس کا جھنڈا آپ رضیَ اللہُ عنہ تھامے ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 2/114، 52) زمانۂ خلافت کے جہادوں میں بھی شرکت فرماتے رہے یہاں تک کہ فتحِ بیت المقدس میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ کے ساتھ رہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 9/73) **وصال مبارک و تدفین** حضرت سیدنا اُسید بن حُضیر نے سن 20 ہجری ماہِ شعبان المعظم میں اس دنیا سے آخرت کا سفر اختیار فرمایا، (معجم کبیر، 1/203، حدیث: 549) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضیَ اللہُ عنہ آپ کا جنازہ اٹھانے والوں میں شامل تھے یہاں تک کہ جنازہ جنت البقیع میں رکھ دیا گیا پھر فاروقِ اعظم رضیَ اللہُ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ (طبقات ابن سعد، 3/455) بوقتِ وفات آپ رضیَ اللہُ عنہ پر 4 ہزار درہم کا قرضہ تھا، آپ کی ایک زمین تھی جس کی سالانہ آمدنی ایک ہزار درہم تھی قرض خواہوں نے اس زمین کو بیچنا چاہا تو حضرت سیدنا عمر رضیَ اللہُ عنہ نے قرض خواہوں سے پوچھا: کیا تم اس بات پر راضی ہوسکتے ہو کہ ہر سال ایک ہزار درہم لے لو، انہوں نے کہا: ہم راضی ہیں، ہر سال انہوں نے ایک ہزار درہم لینا شروع کردیئے۔ (طبقات ابن سعد، 3/455، سیر اعلام النبلاء، 3/213) ایک قول کے مطابق آپ سے 4 احادیث مروی ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، 9/78)

روشن ستارے

عدنان احمد عطاری مدنی

حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ذہین فطین، باہمّت، فصیحُ البیان، بُلند پایہ حاکم، تجربہ کار جرنیل، نظم و نَسَق کے ماہر، عشقِ رسول میں بے قرار رہنے والے، "مُغِیرۃُ الرَّاْی" کالقب پانے والے صحابیِ رسول حضرت سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی کُنیت ابوعیسیٰ ہے جبکہ بعض روایتوں میں ابومحمد اور ابوعبداللہ بھی لکھی ہے آپ کاتعلّق قبیلہ ثَقِیف سے تھا۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/13، 15)

پیدائش و قبولِ اسلام آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی پیدائش شہرِ طائف میں ہوئی۔ 5 ہجری میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ (اعلام للزرکلی، 7/277)

عظمتِ رسول کا پاس اسلام لاتے ہی محبّتِ رسول کے دریا میں ایسے غوطہ زَن ہوئے کہ عظمتِ رسول کے سامنے کسی کو خاطر میں نہ لاتے چنانچہ سن 6 ہجری صلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر قریش کی جانب سے آنے والے نمائندے عُروہ بن مسعود ثَقفی نے (ایمان لانے سے پہلے) دورانِ گفتگو بار بار اپنا ہاتھ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی داڑھی مبارکہ تک بڑھایا تو آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے تلوار کا دَستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: اپنے ہاتھ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی داڑھی اقدس سے دور رکھ۔ (بخاری، 2/225، حدیث: 2731)

صُحبتِ رسول آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ سفر و حَضَر میں پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ رہتے اور سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وُضو کا برتن ساتھ رکھتے تھے۔ (معرفۃ الصحابۃ، 4/273) نیز بارگاہِ رسالت میں گزارے ہوئے لمحات کو خوب یاد رکھتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں: ایک موقع پر میری مونچھیں لمبی تھیں، نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسواک رکھ کر میری مونچھوں کو تراش دیا۔ (ابوداؤد، 1/96، حدیث: 188)

نرالی محبت جب پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسدِ اَطہر کو لَحد مبارکہ میں رکھ کر حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الکریم قبرِ مُنوَّر سے باہر تشریف لائے تو آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرادی پھر حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الکریم سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا: اندر اُتر کر اسے اٹھالو، چنانچہ آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ اَدَب واحترام کے ساتھ قبرِ انور میں اُترے اور عشقِ رسول میں ڈُوب کر محبت بھرے انداز میں اپنا ہاتھ لحدِ مبارکہ پر رکھا دوسری روایت میں ہے کہ پاکیزہ کفن پر اپنا ہاتھ پھیرا جبکہ تیسری کے مطابق اینٹ مبارک ہٹا کر اپنی انگوٹھی اٹھائی اور دونوں مُقدّس آنکھوں کے درمیان بوسہ لے کر باہر آگئے۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/29، سیر اعلام النبلاء، 4/220، المبسوط، 1/118، ج:2)

ذِہانت تابعی بزرگ حضرت قَبِیصہ بن جابر علیہ رحمۃ اللہ القادر فرماتے ہیں کہ میں حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے پاس کچھ عرصہ رہا ہوں اگر کسی شہر کے 8 دروازے ہوں اور کوئی ترکیب لڑائے بغیر ان سے نکلنا ممکن نہ ہو تو حضرت مغیرہ بن شعبہ اپنی خُداداد صلاحیّتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آٹھوں دروازوں سے باری باری نکل جائیں گے۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/50)

شکریہ ادا کیا کرو! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے فرامین اُمّتِ مُسلِمہ کے لئے کسی انمول خزانے سے کم نہیں، حُصولِ بَرَکت کے لئے ایک

فرمان ملاحظہ کیجئے: تمہیں کوئی تحفہ دے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور جو تمہارا شکریہ ادا کرے اسے بھی کوئی تحفہ دو کیونکہ ناشکری کی وجہ سے نعمت زائل ہو جاتی ہے اور شکر ادا کرنے کی وجہ سے نعمت باقی رہتی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/53)

مجاہدانہ کارنامے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 5ہجری کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شریک ہوئے، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں فتنۂ اِرتداد نے سر اٹھایا تو لشکرِ اسلام کے ساتھ مل کر جنگِ یمامہ میں مُسَیلِمہ کذّاب کی فوج کے دانت کھٹے کئے، دورِ فاروقی میں فُتوحاتِ شام کا سلسلہ پھیلا تو اسلامی لشکر کا حصہ بن کر تاریخ میں اپنا نام سنہری حروف سے لکھوایا، جنگِ یَرْموک میں دشمنوں کے سامنے پہاڑ بن کر کھڑے ہوئے۔ اسی دوران آنکھ میں ایک تیر لگا جس کی وجہ سے اس آنکھ کی بینائی جاتی رہی، مقامِ قادِسِیّہ میں لڑائی کا میدان گرم ہوا تو سر ہتھیلی پہ رکھ کر میدانِ جنگ میں کُود پڑے۔ معرکۂ نَہاوَند میں حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے یہ حکم تھا کہ مَیْسَرہ (بائیں حصے) کے سپہ سالار حضرت نعمان بن مُقَرِّن ہوں گے اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت حُذَیفہ اور ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ لشکرِ اسلام کی قِیادت سنبھالیں گے۔

سیاسی بصیرت و کارنامے جنگِ قادسیہ میں حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سفیر بنا کر روانہ فرمایا تو حقِ سِفارت خوب خوب ادا کیا اور ایرانی سپہ سالار رُسْتُم کے سامنے عَلَی الْاِعْلان دعوتِ اسلام پیش کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ میں ایک دفتر قائم کرکے اس میں لوگوں کے اَحوال جمع کئے تاکہ اس کے مطابق اہلِ بصرہ میں وظائف تقسیم ہو سکیں۔ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو یمن کے علاقے نُجَیْر کی جانب روانہ فرمایا۔ (تاریخ ابن عساکر، 60/16، 15) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پہلے بحرین کا پھر 15 سے 17 ہجری تک بصرہ کی مَسندِ گورنری کا اِعزاز بخشا (تاریخ ابن عساکر، 60/31) اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کُوفہ کا حاکم مقرر کر دیا، حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں آپ کچھ عرصے تک اسی عہدے پر برقرار رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکی مُعاملات سے علیحدہ ہو گئے۔ 41ہجری میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام ممالکِ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالی تو آپ کی خدمات لئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کو دوبارہ کُوفہ کی گورنری پر فائز کر دیا۔ آپ مسلسل نو سال تک اس عہدے پر رونق افروز رہے۔ (الاصابۃ، 6/157)

وفات و مزار مبارک آخر کار 70 سال کی عمر پا کر شعبانُ المعظم سن 50 ہجری میں پیامِ اَجَل پر لبیک کہا، آپ کے مزار مبارک کا اِعزاز بھی سرزمینِ کُوفہ کو حاصل ہے۔

(تاریخ ابن عساکر، 60/62)

روایات کی تعداد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی سربُلندی اور ترویج و اِشاعت میں گزاری آپ سے 136 احادیث مروی ہیں، 9احادیث مُتَّفَق علیہ (یعنی بخاری و مسلم دونوں میں) ہیں جبکہ ایک حدیث بخاری میں اور 2 حدیثیں مسلم میں اِنفِرادی طور پر ہیں۔ (تہذیب الاسماء، 2/412) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مَرْوِیّات میں مَسْحٌ عَلَی الْخُفَّیْن اور وضو میں چوتھائی سر کے مسح کی احادیث شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سب صَحابہ سے ہمیں تو پیار ہے
اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

ابو عاطر عطاری مدنی

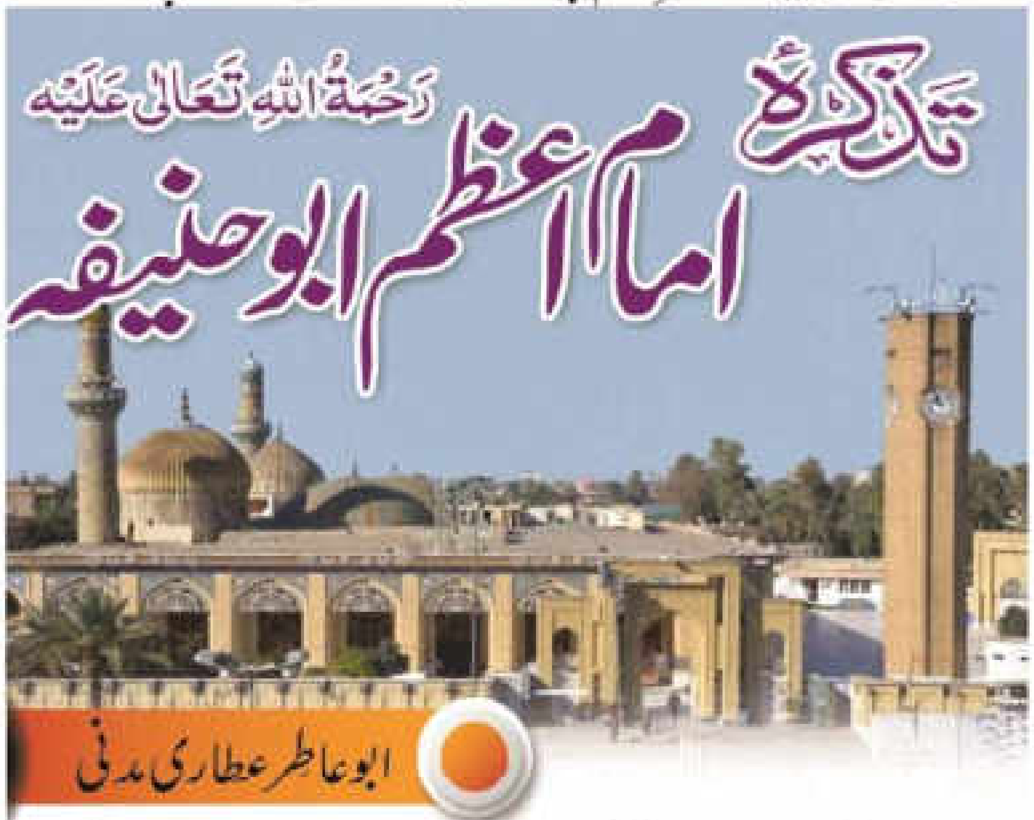

کوفہ (عراق) وہ مبارک شہر ہے جسے ستّر اصحابِ بدر اور بیعتِ رضوان میں شریک تین سو صحابۂ کرام نے شرفِ قیام بخشا۔ (طبقات کبریٰ، 6/89) آسمانِ ہدایت کے ان چمکتے دمکتے ستاروں نے کوفہ کو علم و عرفان کا عظیم مرکز بنایا۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اِسے کنزُ الایمان (ایمان کا خزانہ) اور قبۃُ الاسلام (اسلام کی نشانی) جیسے عظیم الشان القابات سے نوازا گیا۔ جب 80ہجری میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت ہوئی تو اس وقت شہرِ کوفہ میں ایسی ایسی ہستیاں موجود تھیں جن میں ہر ایک آسمانِ علم پر آفتاب بن کر ایک عالم کو منور کررہا تھا۔ (طبقات کبریٰ، 6/86، اخبار ابی حنیفہ، ص17) امام اعظم کا نام نُعمان اور کُنْیت اَبُو حنیفہ ہے۔ آپ نے ابتداء میں قراٰن پاک حفظ کیا پھر 4000 علما و محدّثین کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام سے علمِ دین حاصل کرتے کرتے ایسے جلیل القدر فقیہ و محدّث بن گئے کہ ہر طرف آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چرچے ہو گئے۔ (تہذیب الاسماء، 2/501، المناقب للکردری، 1/37تا53، عقود الجمان، ص187)

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ایک جماعت سے مُلاقات کا شَرف حاصل فرمایا، جن میں سے حضرت سیّدنا انس بن مالک، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن اوفیٰ، حضرت سیّدنا سہل بن سعد ساعدی اور حضرت سیّدنا ابو الطفیل عامر بن واصلہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا نام سرِ فہرست ہے۔ یوں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تابعی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ (شرح مسند ابی حنیفہ لملا علی قاری، ص581ملخصاً) **حکایت** امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: 96 ہجری کو 16 سال کی عمر میں والدِ گرامی (حضرت ثابت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے ساتھ حج کیا، اس دوران میں نے ایک شیخ کو دیکھا جن کے اردگرد لوگ جمع تھے، میں نے والدِ محترم سے عرض کی: یہ ہستی کون ہے؟ انھوں نے بتایا: یہ صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میں نے عرض کی: ان کے پاس کون سی چیز ہے؟ فرمایا: ان کے پاس نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُنی ہوئی احادیثِ مبارکہ ہیں۔ یہ سُن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آگے بڑھے اور صحابیٔ رسول سے براہِ راست ایک حدیث پاک سننے کا شرف حاصل کیا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص18)

قابلِ رشک اوصاف اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے آپ کو ظاہری و باطنی حسن و جمال سے نوازا تھا۔ آپ کا قد درمیانہ اور چہرہ نہایت حسین تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عمدہ لباس اور جوتے استعمال فرماتے، کثرت سے خوشبو استعمال فرماتے اور یہی خوشبو آپ کی تشریف آوری کا پتہ دیتی۔ آپ کی زبانِ مبارک سے ادا ہونے والے کلمات پھول کی پتیوں سے زیادہ نرم ہوتے اور لفظوں کی مٹھاس کانوں میں رَس گھول دیتی، آپ کو کبھی غیبت کرتے نہیں سنا گیا۔ **حکایت** ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ ابنِ مبارک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیّدُنا سُفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے آپ کے اِس وصف کا تذکرہ یوں کیا: امامِ اعظم اَبُو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ غیبت سے اتنے دُور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دُشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سُنا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رضائے الٰہی کو ہر شَے پر ترجیح دیتے۔ (تہذیب الاسماء، 2/503-506، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42) آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ علما و مشائخ کی اعانت پر زرِ کثیر خرچ فرماتے۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص42)

آپ کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ 20 سال تک میری اور میرے اہل و عیال کی کفالت فرماتے رہے۔ (الخیرات الحسان، ص57) آپ کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا تو اس سے فرماتے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا شکر ادا کرو کیونکہ یہ رزق اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے لئے بھیجا ہے۔ (الخیرات الحسان، ص57) امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زہد و تقویٰ کے جامع، والدہ کے فرمانبردار، امانت و دیانت میں یکتا، پڑوسیوں سے حسنِ سلوک میں بے مثال تھے، بے نظیر سخاوت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی جیسے کئی اوصاف نے آپ کی ذات کو نمایاں کر دیا تھا۔ (اخبار الامام الاعظم ابی حنیفہ، ص41 تا 63، 49، تبییض الصحیفہ، ص131) آپ کے حُسنِ اَخلاق سے متعلق حضرت بُکَیر بن مَعْرُوف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اُمَّتِ مصطفےٰ میں امام ابو حنیفہ سے زیادہ حُسنِ اَخلاق والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان، ص56)

حکایت حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص آپ کو دیکھ کر چُھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے پکارا، وہ آیا تو پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے عرض کی: میں آپ کا مقروض ہوں، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے شرماتا ہوں۔ امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے، جاؤ! میں نے سارا قرض تمہیں معاف کر دیا۔ (الخیرات الحسان، ص57)

عبادت و ریاضت امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم دن بھر علمِ دین کی اِشاعت، ساری رات عبادت و رِیاضت میں بَسر فرماتے۔ آپ نے مسلسل تیس سال روزے رکھے، تیس سال تک ایک رَکعت میں قراٰنِ پاک خَتْم کرتے رہے، چالیس سال تک عشا کے وُضُو سے فجر کی نَماز ادا کی، ہر دن اور رات میں قراٰنِ پاک ختم فرماتے، رمضان المبارک میں 62 قراٰن ختم فرماتے اور جس مقام پر آپ کی وفات ہوئی اُس مقام پر آپ نے سات ہزار بار قراٰنِ پاک خَتْم کئے۔ (الخیرات الحسان، ص50) آپ نے 1500 درہم خرچ کرکے ایک قیمتی لباس سِلوا رکھا تھا جسے آپ روزانہ رات کے وقت زیبِ تن فرماتے اور اس کی حکمت یہ ارشاد فرماتے: اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے زِینت اختیار کرنا، لوگوں کے لئے زِینت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔ (تفسیر روح البیان، 3/154) رات میں ادا کی جانے والی اِن نمازوں میں خوب اشک باری فرماتے، اس گریہ و زاری کا اثر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چہرۂ مبارکہ پر واضح نظر آتا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص47، الخیرات الحسان، ص54)

ذریعۂ معاش آپ نے حُصُولِ رزقِ حلال کے لئے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور لوگوں سے بھلائی اور شَرعی اُصُولوں کی پاسداری کا عملی مظاہرہ کرکے قیامت تک کے تاجروں کے لئے ایک روشن مثال قائم فرمائی۔ (تاریخ بغداد، 13/356) عِلمِ فقہ کی تدوین، ابوابِ فقہ کی ترتیب اور دنیا بھر میں فقہ حنفی کی پذیرائی آپ کی امتیازی خصوصیات میں شامل ہے۔ (الخیرات الحسان، ص43)

وصال و مدفن 150 ہجری کو عہدۂ قضا قبول نہ کرنے کی پاداش میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کے جنازے میں تقریباً پچاس ہزار افراد نے شرکت کی۔

لاکھوں شافعیوں کے امام حضرت سیِّدنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بغداد میں قیام کے دوران ایک معمول کا ذکر یوں فرمایا: میں امام ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے برکت حاصل کرتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رَکعت پڑھ کر ان کی قبر مبارک کے پاس آتا ہوں اور اُس کے پاس اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ آج بھی بغداد شریف میں آپ کا مزار فائضُ الانوار مَرجَعِ خلائق ہے۔

(مناقب الامام الاعظم، 2/216، سیر اعلام النبلاء، 6/537، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص94، الخیرات الحسان، ص94)

امامِ اعظم کی مبارک سیرت کے متعلق مزید جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "اشکوں کی برسات" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کیجئے۔

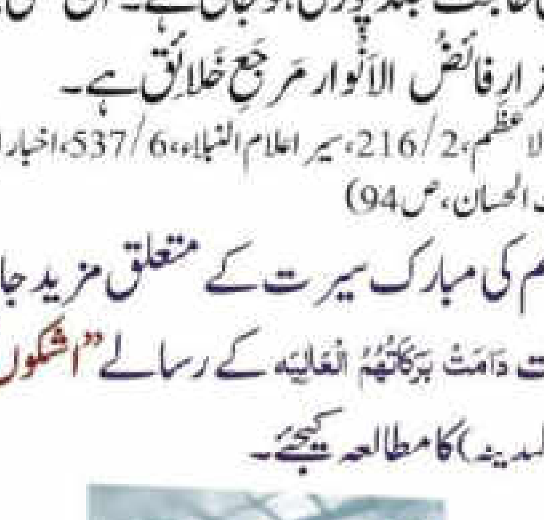

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

محمد ناصر جمال عطاری مدنی*

"احادیثِ مبارکہ "قرآنِ پاک کی ایک اعلیٰ تفسیر اور ہدایت و راہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ رسالت سے آج تک احادیثِ مبارکہ یاد کرنے، سمجھنے اور اِس کی ترویج و اِشاعت کا سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔

عالَمِ اسلام میں یوں تو کئی عِلمی مَراکز (Knowledge Centers) قائم ہوئے لیکن عراق کا شہر "کُوفہ" اُن تمام مراکز میں امتیازی مقام حاصل ہونے کی وجہ سے شائقینِ علم کی توجہ کا مرکز رہا۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کُوفہ میں آنکھ کھولی اور نشوو نَما پائی، آپ کی فکری اور ذہنی سطح بہت بلند تھی جس کی ایک وجہ کوفہ کی عِلمی فضا ہے۔ بِالخصوص علمِ حدیث کے سلسلے میں آپ کو اپنے وقت کے 4000 ماہرین سے استفادہ کرنے کا موقع ملا اور آپ نے اپنے ذوق شوق کے سبب امتیازی مقام حاصل کیا۔[1]

اپنے وقت کے عظیم محدِّث امام اَعمش سلیمان بن مہران رحمۃ اللہ علیہ (وفات:148ھ) کا شمار امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے جو نہ صرف شہرِ کوفہ بلکہ پورے عراق میں علمِ حدیث کے حوالے سے مشہور تھے۔ ایک دن حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ سوالات کئے، جس پر امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جوابات ارشاد فرمائے کہ استادِ محترم حیران رہ گئے، حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس لائق شاگرد سے پوچھا: آپ نے یہ جوابات کہاں سے سیکھے اور سمجھے؟ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے جو ہمیں فلاں فلاں روایات بیان کی تھیں ان ہی کی بنیاد پر میں نے یہ جوابات دیئے ہیں۔ حضرت امام اَعمش رحمۃ اللہ علیہ پکار اُٹھے: آپ تو طبیب ہیں اور ہم آپ کی تجویز کردہ دواؤں کو فروخت کرنے والے (یعنی آپ حدیث سے شرعی مسائل نکالنے والے ہیں اور ہم لوگوں کو بیان کرنے والے)۔[2]

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ اولیاوعلما، المدینۃ العلمیہ، کراچی

حدیث کی صحت جانچنے اور اُس سے مضمون اخذ کرنے کے بارے میں امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت سے متعلق حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات:161ھ) فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ وہی احادیث لیتے جو اُن کے نزدیک صحیح ہوتیں اور جن کو ثقہ (Authentic) راویوں نے روایت کیا ہوتا۔[3]

امام اسرائیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نعمان (امامِ اعظم ابوحنیفہ) وہ بہترین آدمی ہیں کہ جنہوں نے فقہی مضمون پر مشتمل ہر حدیث یاد کی۔ آپ حدیث میں بہت غور کرنے والے اور اُس میں موجود فقہی مضمون کو زیادہ جاننے والے تھے۔[4]

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حفظِ حدیث سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ کیجئے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں حضرت عبدُ اللہ بن فَرُّوخ فارسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:176ھ) آئے ہوئے تھے، چھت کے ایک حصے کا کونا ٹوٹ کر حضرت عبدُ اللہ کے سر پر گرا جس کی وجہ سے خون نکلنے لگا۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر فرمایا: آپ دِیَت (یعنی اس چوٹ کے بدلے میں مخصوص مال) لے لیجئے یا تین سو (ایک نسخے کے مطابق تین ہزار) حدیثیں سُن لیجئے۔ حضرت عبدُ اللہ بن فروخ فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیثیں سُننے کی پیشکش قبول کی۔[5]

شرحِ حدیث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہارت کے بارے میں امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر حدیث کی شرح جاننے والا نہیں پایا۔[6]

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے قدر دان اور جوہر شناس تھے، آپ کی اِس قدر دانی سے متعلق امام سُفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (وفات:198ھ) فرماتے ہیں: حدیث بیان کرنے کے لئے مجھے کوفہ میں بٹھانے والے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے، آپ نے مجھے جامع مسجد کوفہ میں بٹھا کر فرمایا: یہ ”عَمرو بن دینار“ کی مرویات کو سب سے زیادہ ضبط (یاد) کرنے والے ہیں۔ پھر میں نے لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی۔[7]

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمِ حدیث میں مہارت اور خدمت کی چند جھلکیاں ہم نے ملاحظہ کیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ فقہ کے ساتھ حدیث میں بھی ”امام“ کے مرتبے پر فائز تھے۔ علم و فضل کا یہ آفتاب 150ھ میں اس دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوا، آپ کا مزارِ مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔[8]

اللہ پاک ہمیں بھی امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیضِ گوہر بار سے حصّہ عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جو بے مثال آپ کا ہے تقویٰ، تو بے مثال آپ کا ہے فتویٰ
ہیں علم و تقویٰ کے آپ سنگم، امامِ اعظم ابوحنیفہ

(وسائلِ بخشش (مُرمّم)، ص573)

---

(1) الخیرات الحسان، ص68، عقود الجمان، ص183 (2) الثقات لابن حبان، 5/334 (3) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص142 (4) مناقب ابی حنیفۃ، ص23 (5) ترتیب المدارک، 3/109 (6) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص139 (7) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ، ص128 (8) نزھۃ القاری، 1/169، 219۔

جامعات المدینہ کے نصاب میں داخل امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عقائد کے موضوع پر لکھی گئی ایک نہایت جامع اور مختصر کتاب ”فقہ اکبر“ جسے مکتبۃ المدینہ نے شرح منح الروض الازھر کے ساتھ شائع کیا ہے۔

فقاہتِ اِمامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم

فرمان علی عطاری مدنی*

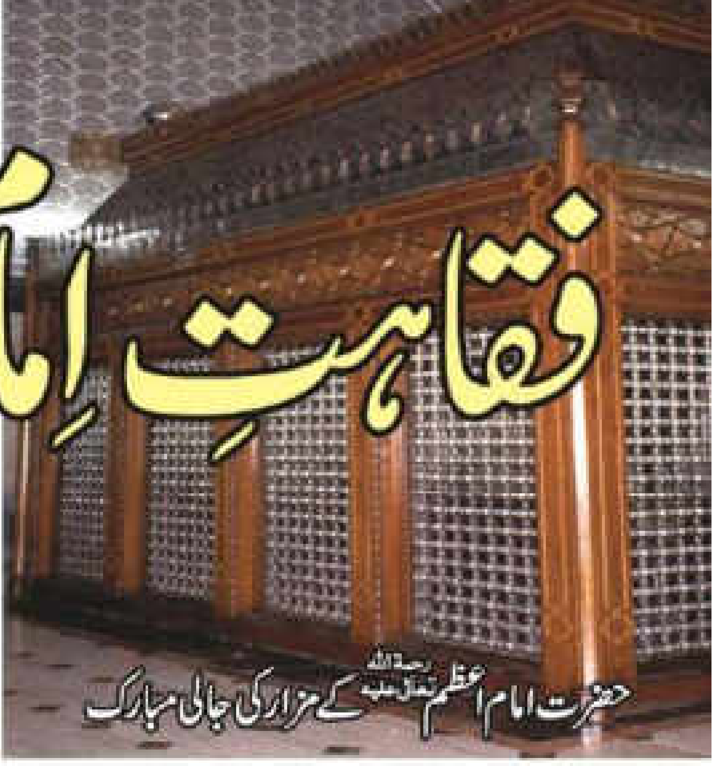

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزار کی جالی مبارک

حضور نبیِّ کریم، رءُوفٌ رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ پاک ہے: اللہ کریم جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بُوجھ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری، 1/43، حدیث:71) اللہ پاک نے حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایسی زبردست فقہی صلاحیت سے نوازا کہ کروڑوں مسلمان آپ کی تقلید کرتے ہیں۔ **آپ کی صلاحیتوں کا اِعتراف** اِمامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم مُحدِّث و فقیہ ہی نہیں بلکہ مُحدِّثین و فقہائے کِرام کثّرھم اللہ السلام کے امام بھی تھے۔ آپ کے ہم زمانہ جلیلُ القدر علما و مفتیانِ کِرام نے آپ کی فقہی مہارت اور پیچیدہ مسائل کو لمحوں میں حل کرنے کی خُدا داد صلاحیت دیکھ کر اپنے اپنے انداز میں کلماتِ تحسین ارشاد فرمائے جنہیں تاریخ نے اپنے سنہری گوشوں میں قیمتی موتیوں کی طرح محفوظ کر رکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی فقہی مہارت کے متعلق ایسے کئی مسائل کا ذِکر ملتا ہے جنہیں بڑے بڑے فقہا حل نہ کرسکے لیکن آپ نے فوراً حل فرمالیا۔ آیئے! آپ کی ذہانت اور علمی صلاحیّت سے متعلق 2 دلچسپ حکایات مُلاحظہ کیجئے: **مہارتِ فتویٰ** ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ تم سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہ کرو، ورنہ تمہیں طلاق۔ جواباً بیوی نے بھی یہی قسم کھالی۔ اِمامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس یہ مسئلہ پہنچا تو آپ نے اُس شخص سے فرمایا: جاؤ! اپنی بیوی سے گفتگو کرو، کچھ نہیں ہوگا۔ جب حضرت سیّدنا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کو آپ کے فتویٰ کا علم ہوا تو (حیرت سے) کہنے لگے: کیا آپ حرام کو حلال کرتے ہیں؟ اِمامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے اپنے فتوے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ بیوی کے بولنے سے پہلے گفتگو نہیں کرے گا، یہ سن کر بیوی نے بھی یہی قسم کھائی اور جب قسم کھائی تو اُس نے شوہر سے بات کرلی، اب جب شوہر اُس سے بات کرے گا تو یہ کلام بیوی کی گفتگو کے بعد ہوگا، اِس طرح کسی کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔ یہ وضاحت سن کر حضرت سیّدنا سفیان ثَوری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: **اے ابوحنیفہ! اللہ پاک نے آپ کیلئے علم کے وہ راستے کُشادہ فرمائے ہیں جو ہماری پہنچ سے دُور ہیں۔** (الخیرات الحسان، ص71) **چور کا نام بتانے پر تین طلاق** ایک شخص کے پاس رات میں چور آگئے اور اس کے کپڑے لے گئے اوراس سے یہ قسم بھی لی کہ اگر تم نے ہمارے بارے میں کسی کو بتایا تو تمہاری بیوی کو تین طلاق، جب صبح ہوئی تو اس شخص نے دیکھا کہ اس کے کپڑے بازار میں بک رہے ہیں لیکن وہ کچھ بول نہیں سکتا تھا، چنانچہ وہ اپنے مسئلے کے حل کیلئے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، امام صاحب نے فرمایا: تمہارے محلے کے چوروں کو ایک جگہ جمع کیا جائے پھر ایک ایک کرکے وہ نکلتے جائیں اور ہر ایک بارے میں تم سے پوچھا جائے: کیا یہ تمہارا چور ہے؟ اگر وہ چور نہ ہو تو تم کہہ دینا کہ نہیں اور اگر ہو تو خاموش ہو جانا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور یوں چوروں کو پہچان لیا گیا اور چوروں نے اس شخص کا سارا مال لَوٹا دیا اور اس کی قسم بھی سچّی ہوگئی کیونکہ اس نے ان کے متعلق کسی کو بتایا نہیں۔ (الخیرات الحسان، ص72)

آپ کی مُرتَّب کردہ فقہ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ علّامہ ابنِ حجر مکّی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: آپ کا مذہب ان علاقوں تک بھی پھیلا جن میں اور کسی امام کا مذہب نہیں ہے جیسا کہ ہند، (باب الاسلام) سندھ، رُوم اور مَاوَرَاءَ النَّہْر وغیرہ۔ (الخیرات الحسان، ص43)

* ذمہ دار شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی

ابرار اختر قادری عطاری

حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فقہی کارنامے

دوسری صدی ہجری تک اسلامی حکومت بابُ الاسلام سندھ سے اُندُلس تک اور شمالی افریقہ سے ایشیائے کُوچک تک پھیل چکی تھی، عِلمِ دین سے وابستہ رہنے اور مسائل و احکامات سیکھنے کا شوق لاتعداد مسلمانوں کو دور دراز علاقوں سے کھینچ کر علمی مراکز مکہ مکرمہ، مدینۂ منورہ، کوفہ اور بصرہ کی فضاؤں میں لے آتا تھا۔ علمی مرکز کوفہ سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ایسا فیض جاری ہوا کہ ہر دور کے مسلمان اس سے سیراب ہوتے رہے اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بے پناہ فِراست وذَکاوت سے نوازا تھا، بلاشبہ آپ عِلمِ نبوت کے وارث تھے۔(تبییض الصحیفۃ، ص32) آپ مشکل سے مشکل مسئلے کو اتنی آسانی سے حل فرماتے کہ بڑے بڑے عُلَما بھی حیران رہ جاتے اور آپ کی ذِہانت اور حاضر جوابی کا اعتراف کرتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کس قدر عقلمند تھے اس کا اندازہ امام شافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے اسی فرمان سے لگائیے: عورتوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ سے زیادہ عقلمند پیدا نہیں کیا۔(الخیرات الحسان، ص62)

یہاں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چند انقلابی کارنامے پیش کئے جاتے ہیں: ● الخیرات الحسان میں ہے: امام ابوحنیفہ نے سب سے پہلے عِلمِ فِقہ مُدَوَّن کیا اور اسے اَبواب اور کُتُب کی ترتیب پر مُرَتَّب کیا۔ امام مالک نے اپنی کتاب مُؤطّا میں امامِ اعظم کی اسی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے۔ (الخیرات الحسان، ص43) ● آپ نے مسلمانوں کو پیش آمدہ اور ممکنہ مسائل کے حل کے لئے ایک مجلس قائم فرمائی جس کے اَراکین کی تعداد ایک روایت کے مُطابق ایک ہزار عُلَما پر مشتمل تھی جن میں 40 اَفراد مرتبۂ اِجْتِہاد پر فائز تھے۔(جامع المسانید للخوارزمی،1/33) ● اپنی رائے سے آپ کوئی بھی مسئلہ نہ لکھواتے، نہ ہی کسی کو اپنی انفرادی رائے کا پابند کرتے بلکہ خوب غور و فکر اور بحث ومباحثہ کے بعد جب آخری رائے قائم ہو جاتی تو اسے دَرْج کرواتے اور اگر مجلسِ اِفتا کا کوئی خاص رکن موجود نہ ہوتا تو حتمی رائے کو اس کے آنے تک مَوْقُوف فرما دیتے۔(تاریخ بغداد،12/308) حتّٰی کہ اگر کسی کا مجلس کے عمومی موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو اس رائے کو الگ طور پر اسکے نام کے ساتھ درج کر لیا جاتا۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اصحاب حدیث وفِقہ اور لُغت وتَصَوُّف کے کیسے ماہر تھے اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔ **حکایت** مشہور مُحَدِّث امام وَکِیع بن جَرّاح کے سامنے کسی نے کہا: امامِ اعظم نے خطا کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: امامِ اعظم سے غلطی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ان کے ساتھ امام ابو یوسف اور امام زُفَر جیسے قیاس و اجتہاد کے ماہرین تھے، یحیٰی بن ابی زائدہ، حَفص بن غیّاث، حِبان اور مَنْدَل جیسے حافِظینِ حدیث تھے، لغت و عَرَبیت کے ماہرین میں سے قاسم (یعنی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود) اور داؤد طائی و فُضَیل بن عِیاض جیسی زہد و تقویٰ کی پیکر عظیم ہستیاں موجود تھیں۔ لہٰذا جسکے رُفَقا اور ہم نشین ایسے ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا، اگر کرے تو یہ لوگ اُسے رجوع کروا دیں گے۔(تاریخ بغداد، 14/250) ● آپ نے سب سے پہلے دلائلِ اَرْبَعہ کا تعین کیا اور زمانۂ تابعین میں اِجْتِہاد و فتویٰ دینا شروع کر دیا۔(جامع المسانید للخوارزمی،1/27) ● کتابُ الفرائض اور کتابُ الشُّروط کو وضع فرمایا۔(ایضاً، ص34) ● عِلمِ احکام مُسْتَنْبَط فرمایا اور اجتہاد کے اصول وضَوابِط کی بنیاد رکھی۔(ایضاً، ص35)

بزرگوں کے پیشے

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تجارت

ابو صفوان عطاری مدنی*

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا سیّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی نعمان، والدِ گرامی کا نام ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہے۔ آپ 70ھ میں عراق کے مشہور شہر کُوفہ میں پیدا ہوئے اور 80 سال کی عمر میں 2 شعبان المعظم 150ھ میں وفات پائی۔ (نزہۃ القاری، 1/169، 219) بغداد شریف میں آپ کا اعظمیہ کے علاقے میں مزارِ فائض الانوار مَرجَعِ خَلائِق ہے۔ **ذریعۂ آمدن** امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے استاذِ محترم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ریشمی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دن آپ سے کسی نے کپڑا خریدنا چاہا تو اپنے بیٹے حمّاد سے فرمایا: بیٹا! انہیں کپڑا دکھاؤ۔ حمّاد نے کپڑا نکال کر اس گاہک کے سامنے پھیلایا پھر پڑھا: صلَّی اللہُ علیٰ محمّد۔ امام صاحب نے بیٹے سے فرمایا: اب یہ کپڑا مت بیچنا کیونکہ تم (درود شریف پڑھ کر) اس کی تعریف کرچکے ہو۔ وہ شخص چلا گیا، سارا بازار گھوما مگر اسے اس جیسا کپڑا کہیں نہ ملا۔ وہ دوبارہ آیا مگر امام صاحب نے اسے کپڑا دینے سے انکار کردیا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، جزء1، ص198) **تجارتی اُمور میں شرعی اعتبار سے باریک بینی** حضرت سیّدُنا سفیان بن زیاد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بہت متقی و پرہیزگار تھے اور خرید و فروخت کے معاملے میں سخت چھان بین اور باریک بینی سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ مدینۂ منورہ سے ایک شخص اپنی ضرورت کا سامان لینے کے لئے کُوفہ آیا، اسے ایک خاص قسم کا کپڑا چاہئے تھا، اسے بتایا گیا کہ اس طرح کا کپڑا صرف امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ہی ملے گا اور لوگوں نے اسے بتایا کہ جب تم امام صاحب کی دکان پر جاؤ تو جس قیمت میں وہ کپڑا دیں لے لینا کیونکہ ان کے ساتھ تمہیں بھاؤ تاؤ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ وہ شخص آپ کی دکان پر پہنچا تو امام صاحب کے ایک شاگرد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے خیال کیا شاید یہی امام ابو حنیفہ ہیں۔ اس نے کپڑا مانگا، شاگرد نے کپڑا سامنے لا رکھا۔ اس نے قیمت پوچھی، شاگرد نے ایک ہزار درہم بتائی۔ اس شخص نے ایک ہزار درہم دیئے اور اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر مدینۂ منورہ واپس آگیا۔ کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے وہی کپڑا طلب فرمایا تو شاگرد نے بتایا: میں نے تو اسے فروخت کردیا ہے۔ آپ نے پوچھا: کتنے میں بیچا؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم میں۔ آپ نے شاگرد سے فرمایا: میری دکان میں میرے ساتھ رہتے ہوئے لوگوں کو دھوکا دیتے ہو! چنانچہ آپ نے اسے اپنی دکان سے الگ کردیا اور خود ایک ہزار درہم لے کر مدینۂ منورہ پہنچ گئے اور اس شخص کو تلاش کرنے پر اسے اُسی کپڑے کی چادر اوڑھے نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے بھی نوافل پڑھنے شروع کردیئے وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ کپڑا جو تم نے اوڑھ رکھا ہے وہ میرا ہے، اس نے کہا: وہ کیسے؟ میں تو اسے کُوفہ میں امام ابو حنیفہ کی دکان سے ایک ہزار درہم میں خرید کر لایا ہوں۔ آپ نے پوچھا: تم ابو حنیفہ کو دیکھو گے تو پہچان لوگے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: میں ہی ابو حنیفہ ہوں، کیا تم نے مجھ سے کپڑا خریدا تھا؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: تم اپنے پیسے لے لو اور میرا یہ کپڑا مجھے دے دو اور اسے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ اس نے کہا: میں تو اس کپڑے کو کئی مرتبہ پہن چکا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگ رہا کہ کپڑا واپس کروں۔ اگر آپ چاہیں تو مزید اور پیسے لے لیں۔ آپ نے اس سے فرمایا: میں زیادہ لینا نہیں چاہتا۔ کپڑے کی قیمت چار سو درہم ہے۔ اگر تم

*ماہنامہ فیضان مدینہ، باب المدینہ کراچی

چاہو تو چھ سو درہم واپس لے لو اور یہ کپڑا تمہارا رہے گا یا پھر تم اپنے ہزار لے لو اور کپڑا مجھے واپس کر دو اور جو تم نے اسے استعمال کیا تو تمہیں اس کی اجازت تھی مگر اس شخص نے کپڑا دینے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا: میں اس کپڑے کو ہزار درہم میں لینے پر راضی ہوں۔ لیکن اب آپ نے انکار کر دیا، بالآخر اس شخص نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو آپ 600 درہم مجھے دے دیجئے، چنانچہ آپ نے اسے 600 درہم دیئے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر کُوفہ واپس تشریف لے آئے۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، جزء1، ص198)

بزنس پارٹنر کے تاثرات آپ کے کاروباری شریک (Business Partner) حضرت سیّدنا حفص بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ جو 30 سال تک آپ کی صحبت میں رہے، فرماتے ہیں: میں نے ایک طویل عرصہ امام صاحب کی صحبت میں گزارا، آپ کے ساتھ ملنا جلنا رہا، جیسے آپ سب کے سامنے ہوتے تھے ویسے ہی تنہائی میں بھی ہوتے تھے، جن معاملات میں (شرعی نقطۂ نظر سے) کوئی خطرہ نہیں ہوتا ان سے بھی ایسے ہی بچتے تھے جیسے خطرے والے معاملات سے بچتے تھے، اگر آپ کو کسی مال میں شُبہ ہو جاتا تو اسے (صدقہ و خیرات کرکے) اپنے سے دُور کر دیتے اگرچہ سارا ہی مال کیوں نہ نکالنا پڑے۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، جزء1، ص201)

دل میں شبہ پیدا ہونے پر سارا نفع صدقہ کر دیا امام صاحب کا ایک غلام آپ کے لئے تجارت کرتا تھا، آپ نے تجارت کے لئے اسے بہت سا مال دیا ہوا تھا، ایک مرتبہ 30 ہزار درہم کا نفع ہوا، چنانچہ غلام نے نفع کو الگ کیا اور اسے لے کر امام صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، آپ نے اس سے ساری تفصیلات پوچھیں کہ تم نے کس کس طرح تجارت کی۔ اس نے تجارت کے مختلف طور طریقے بیان کئے، دورانِ گفتگو اس نے ایک ایسی صورت بتائی جو آپ کو ناگوار گزری اور آپ کے دل میں شُبہ داخل ہو گیا، آپ نے اسے خوب ڈانٹا اور بہت ناراض ہوئے اور اس سے پوچھ گچھ کی کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اس صورت کا نفع بھی دیگر نفعوں کے ساتھ ملا دیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے فرمایا: تم نے سارا نفع خراب کر دیا اور پھر فقرا کو بُلوا کر 30 ہزار کا سارا نفع ان میں تقسیم کر دیا اور اپنے لئے اس میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، جزء1، ص202)

تجارت کے نفع میں ضرورت مند کا حصہ ایک مرتبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور عرض کی: حضور! مجھے کپڑے کے ایک (خوبصورت) جوڑے کی ضرورت ہے، آپ مجھ پر احسان فرمایئے، میں ان کپڑوں سے زینت اختیار کرکے سسرالی رشتے دار کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دو ہفتے صبر کرو۔ وہ دو ہفتوں کے بعد پھر آیا۔ آپ نے فرمایا: کل آنا، وہ دوسرے دن آیا تو آپ نے اسے ایک قیمتی جوڑا دیا جس کی قیمت 20 دینار (یعنی 20 سونے کی اشرفیوں) سے بھی زیادہ تھی اور ساتھ ایک دینار بھی اس کے حوالے کیا، اس نے پوچھا: حضور! یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: میں نے تمہاری نیت سے بغداد میں کچھ سامان بھیجا تھا، چنانچہ وہ سامان بِک گیا اور میں نے اس کے نفع سے جوڑا خرید کر تمہارے لئے رکھ لیا لیکن جب اصل سرمایہ میرے پاس آیا تو اس میں ایک دینار زائد تھا (یعنی وہ بھی نفع میں شامل تھا اس لئے یہ تمہارا ہے) اگر تم اسے قبول کرتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں اس جوڑے کو بیچ کر اس کی قیمت اور دینار کو تمہاری طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ جب اس نے امام صاحب کی یہ بات سُنی تو وہ دینار بھی رکھ لیا۔ (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ للموفق، جزء1، ص262)

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی تجارت میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تقویٰ اختیار کرنے، دیانت داری سے کام لینے اور اسلامی اصولوں کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ضرورت مندوں کی مدد اور ائمۂ کرام، علما و مشائخ کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب کرے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

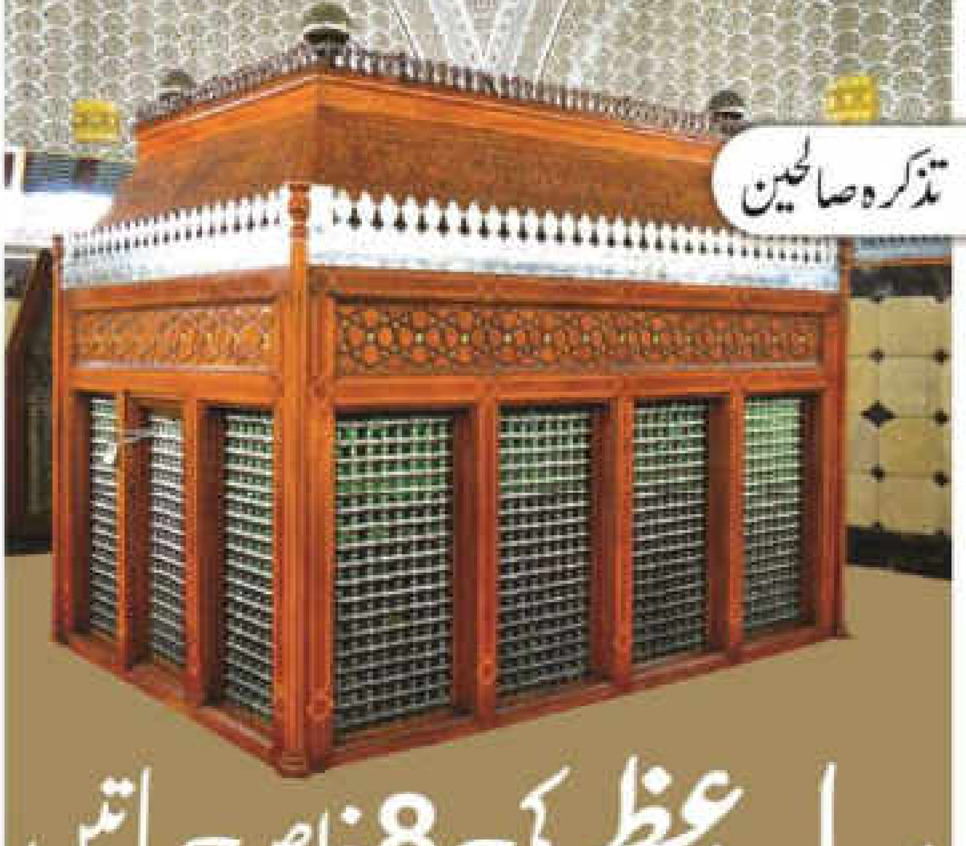

امام اعظم کی 8 خاص باتیں

مولانا ابو معاویہ عطاری مدنی*

کروڑوں حنفیوں کے پیشوا، امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دنیائے علم و فضل میں غیر معمولی مقام رکھتی ہے۔ اپنے پرائے سب ہی آپ کی ذہانت وفقاہت کے معترف نظر آتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام میں ہی مستقبل میں انجام دینے والے کارناموں کی طرف اشارہ موجود تھا، امام ابنِ حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ لغت میں "نعمان" اس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا سارا ڈھانچہ (Structure) قائم ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے جسم کی پوری مشینری کام کرتی ہے اور امامِ اعظم کی ذاتِ گرامی بمنزلہ روح اور دستورِ اسلام یعنی فقہ کی محور ہے۔(1)

اللہ پاک کی عطا سے آپ بہت سی خوبیوں اور خصوصیات کے حامل تھے، ذیل میں آپ کی آٹھ خوبیوں اور خصوصیتوں کا ذکر موجود ہے ملاحظہ ہو: (1) آپ جلیلُ القدر تابعی ہیں، خیرُ القُرون کے قرنِ ثانی میں پیدا ہوئے، صحابہ کا زمانہ پایا اور چار صحابہ سے ملاقات کی، انس بن مالک، عبدُ اللہ بن ابی اَوْفیٰ، سہل بن سعد ساعدی، ابو طفیل عامر بن واثلہ (رضی اللہُ عنہم)۔(2) (2) آپ کے اساتذہ و تلامذہ کی تعداد دیگر ائمہ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد 4 ہزار بتائی جاتی ہے جبکہ آپ کے تلامذہ آٹھ سو کے آس پاس ہیں۔(3) (3) زمانۂ صحابہ کے بعد اسلام کے سب سے پہلے مجتہدِ اعظم ہیں، سب سے پہلے علمِ فقہ کو آپ نے مرتب کیا آپ سے پہلے فقہ کی ابواب بندی کا اہتمام کسی نے نہیں کیا تھا، اس لئے آپ فقہ کے مُدَوِّنِ اوّل (یعنی سب سے پہلے علمِ فقہ کو مُرتّب کرنے والے) قرار پائے۔ مؤطا میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے طرز کی پیروی کی اور فقہ کے ابواب پر اپنی مُوطّا کو مرتب کیا۔(4) (4) سبھی فقہا استدلال واستنباط کی دشوار راہ میں آپ ہی کے محتاج اور نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔ اس حوالے سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مشہور ہے: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتَبَحَّرَ فِی الْفِقْهِ فَهُوَ عِيَالٌ عَلَى اَبِي حَنِيفَةَ یعنی جو علمِ فقہ میں کمال چاہتا ہے وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہے، یوں کہئے کہ آپ گلستانِ فقہ کے وہ باب ہیں جس کا فقیہ وغیر فقیہ ہر کوئی ضرورت مند ہے۔(5) (5) اللہ پاک نے آپ کے مذہب کو ایک خاص مقبولیت عطا فرمائی، اور بقیہ تمام ائمہ کے مقلدین کی بنسبت آپ کی تقلید کرنے والے زیادہ ہیں، چنانچہ علّامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق مسلمانوں میں دو تہائی مسلکِ حنفی کے حاملین پائے جاتے ہیں۔(6) (6) زُہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں جس قدر آپ کی سعیِ بلیغ اور جد و جہد کا ثبوت ملتا ہے تاریخ میں کسی اور فقیہ کا اس قدر مجاہدہ نہیں ملتا(7) جس جگہ آپ کی وفات ہوئی وہاں سات ہزار بار آپ نے قراٰنِ پاک ختم کیا تھا۔(8) (7) سارے محدثین وفقہاءِ بالواسطہ یا بلاواسطہ امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔(9) (8) آپ کے مذہب کو بہت شہرت ملی، کئی ایسے ممالک ہیں جہاں فقہ حنفی عام رائج ہے جبکہ دیگر مذاہب بہت کم پہنچے جیسے پاکستان، ہند، روم، ترکی اور ماوراء النہر وغیرہ۔(10)

---

(1) الخیرات الحسان، ص31 (2) مرقاۃ المفاتیح، مقدمۃ المؤلف، 1/75 (3) الخیرات الحسان، ص37، المناقب للکردری، 1/38 (4) تبییض الصحیفۃ، ص138، مراٰۃ المناجیح، مقدمہ، 1/15 (5) ردالمحتار، مقدمہ، 1/151 (6) مرقاۃ المفاتیح، مقدمۃ المؤلف، 1/74 (7) مجموعہ رسائل ابو الحسنات، ص37 (8) مرقاۃ المفاتیح، مقدمہ، 1/77 (9) مراٰۃ المناجیح، مقدمہ، 1/15 (10) مجموعہ رسائل ابو الحسنات، ص37۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

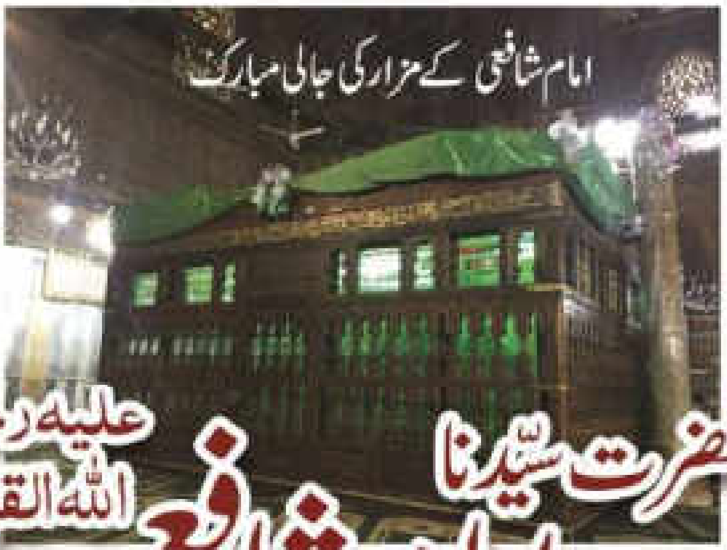

حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی

آصف جہانزیب عطاری مدنی

بحیثیتِ مسلمان یہ بات قابلِ اِفْتِخار ہے کہ ہماری تاریخ ایسی جلیل القدر شخصیات سے مُزَیَّن ہے جن کی علمی وَجاہت کا شہرہ اَطرافِ عالَم میں پھیلا ہوا ہے۔ ان ہی روشن و تابندہ شخصیات میں سے ایک دَرَخْشاں نام عالِمُ العَصْر، ناصِرُ الحدیث، فَقِیْہُ الْمِلَّۃ، حضرت سیّدنا امام ابوعبد اللہ محمد بن ادریس شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا بھی ہے، جو مجتہد، فقہِ شافعی کے بانی اور عظیم رُوحانی شخصیت کے مالک ہیں۔ **حالاتِ زندگی** 150ھ میں جس دن حضرت سیّدنا امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کا وصال ہوا اسی دن غَزَّہ (فلسطین) میں آپ کی ولادت ہوئی۔ (وفیات الاعیان، 4/23) آپ کے دادا کے دادا حضرت سیّدنا شافع رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابیِ رسول تھے، انہی کی نسبت سے آپ شافعی کہلاتے ہیں۔ (المنتظم، 10/134، سیر اعلام النبلاء، 8/378 ملخصاً) کم عُمری میں ہی آپ یتیم ہوگئے تھے، اس لئے آپ کی پرورش اور تربیت آپ کی والدہ نے فرمائی۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/377) بچپن میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو تحصیلِ علم اور تیر اَندازی کا بے حد شوق تھا، تیر اندازی میں مہارت کا یہ عالَم تھا کہ آپ کے دس میں سے دس نشانے دُرُست لگتے تھے۔ (تاریخ بغداد، 2/57) **حصولِ علم میں مشقتیں** معاشی اِعتبار سے آپ کے ابتدائی حالات نہایت دُشوار گزار تھے، آپ کی والدہ کے پاس استاد صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا اور کاغذ نہ ہونے کی وجہ سے کبھی ہڈیوں پر اور کبھی صفحات مانگ کر ان پر احادیثِ مبارکہ لکھا کرتے۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/379 مفہوماً) شدید تنگ دَسْتی کے باعث تین بار آپ کو اپنا تمام مال حصولِ علم کے لئے فروخت کرنا پڑا۔ (تاریخ دمشق، 51/397 ملخصاً) اتنے سخت حالات کے باوجود آپ طلبِ علم میں لگے رہے، حصولِ علم کے لئے عرب کے دیہاتوں میں آپ نے 20 سال گزارے اور وہاں کی زبانوں اور اَشعار پر عبور حاصل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/379 ماخوذاً) **زبردست قوتِ حافظہ** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت ذہین تھے، 7 سال کی عمر میں کلامِ مجید اور 10 سال کی عمر میں حدیث شریف کی کتاب "مُؤَطّا امام مالک" صرف 9 راتوں میں حِفظ کرلی تھی۔ (تاریخ بغداد، 2/60، الدیباج المذہب، 2/157) 15 سال کی عمر میں آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی (المنتظم، 10/136) لیکن اِحتیاط کے پیشِ نظر آپ نے اس وقت تک فتویٰ دینا شروع نہ کیا جب تک دس ہزار حدیثیں یاد نہ کرلیں۔ (المنتظم، 10/135) **اساتذہ وتلامذہ** آپ نے اپنے دور کے عظیمُ المَرْتَبَت علمائے کرام و بزرگانِ دین سے علم حاصل کیا، ان میں حضرت سیّدنا امام مالک، حضرت سیّدنا مُسلم بن خالد، حضرت سیّدنا سفیان بن عُیَیْنہ اور حضرت سیّدنا فُضَیل بن عِیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں، جبکہ آپ کے تلامذہ میں حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل، حضرت سیّدنا امام عبد اللہ حُمَیدی اور حضرت سیّدنا امام حسن زعفرانی علیہم الرحمۃ جیسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں۔ (الدیباج المذہب، 2/157) آپ کی جلالتِ علمی کو دیکھتے ہوئے آپ کو یمن میں نَجْران کا قاضی مقرر کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ، 7/255) دیگر اَکابرین کے علاوہ آپ نے حضرت سیّدنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے جلیل القدر شاگرد حضرت سیّدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی اِکتسابِ فیض کیا۔ (البدایہ والنہایہ، 7/255 ماخوذاً)

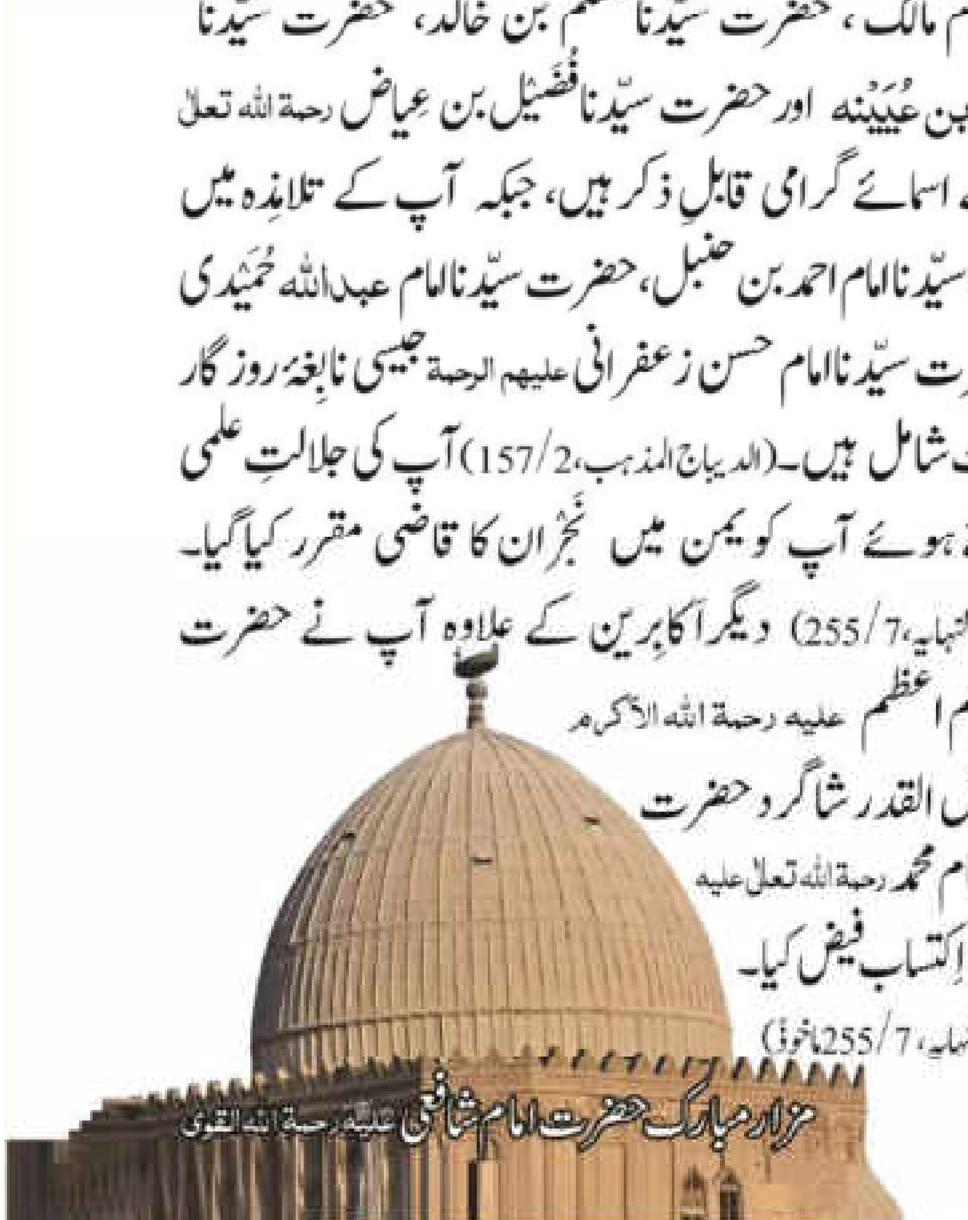

علومِ مُرَوَّجہ کی تکمیل کے دوران عراق ہی سے آپ نے اپنی فقہ (یعنی فقہِ شافعی) کی تَروِیج و تَدوِین کا آغاز فرمایا۔ (ترتیب المدارک، 3/179ملخصا) آپ نے ہی سب سے پہلے اصولِ فقہ کے موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی نیز ابوابِ فقہ اور اس کے مسائل کی دَرَجَہ بَندی فرمائی۔ (مرآۃ الجنان، 2/14 ملخصا)

تصانیف حضرت سیّدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے دَرْس وتدریس اور تَصانیف کے ذریعے علمِ دین کی خوب اِشاعت فرمائی جس کا فیضان آج تک جاری ہے، آپ کی تصانیف میں کتاب "الاُمّ"، "الرِّسالَۃ"، "اِخْتِلافُ الْحَدِیث"، "اَدَبُ الْقاضِی" اور "اَلسَّبَق والرَّمْی" وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ (اعلام للزرکلی، 6/26)

عبادات اور زُہدو قناعت مُجْتَہِد وقت ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہایت عبادت گزار اور قراٰنِ پاک کی کثرت سے تِلاوت کرنے والے تھے، آپ روزانہ ایک قراٰنِ پاک اور رمضانُ المبارک میں ساٹھ قراٰنِ مجید کا ختم فرماتے۔ آپ نہایت خوش آواز قاریِ قراٰن تھے، آپ کی تلاوت سن کر لوگوں پر رِقّت طاری ہو جاتی تھی۔ (المنتظم، 10/135ماخوذا) زُہد و قَناعت میں بھی آپ کا اعلیٰ مقام تھا، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: میں نے سولہ سال سے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ (لباب الاحیاء، 32)

بزرگوں کا آپ کی عظمت کا اعتراف آپ کی شرافت و عظمت کا شہرہ زبانِ زدِ عام تھا یہاں تک کہ اُس دور کے صاحِبانِ کمال نے بھی آپ کے فَضائل و مَناقِب بیان فرمائے، چنانچہ حضرت سیّدنا سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی (علیہ رحمۃ اللہ الکافی) اپنے زمانے کے اَفراد میں سب سے اَفضل ہیں۔ (الانتقاء، ص120) حضرت سیّدنا امام احمد بن حَنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی دنیا کے لئے سورج اور لوگوں کے لئے خیر وعافیت کی طرح ہیں جس طرح ان دونوں کا کوئی مُتَبادِل نہیں اسی طرح ان کا بھی کوئی مُتَبادِل نہیں۔ (الانتقاء، ص125 ماخوذا)

وصال زندگی کی 55 بہاریں دیکھنے کے بعد علم و فضل کا یہ چمکتا سورج شعبان المعظم 204ھ کی چاندرات کو مصر میں غروب ہوا۔ (الدیباج المذہب، 2/160، الانتقاء، ص160) مزارِ مبارک جبل مقطم کے قریب قَرافہ صغریٰ (قاہرہ مصر) میں مَرجعِ عوام وخواص ہے۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تبرکاتِ نبویہ سے سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور اہلِ خانہ کو وصیت

مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "فیضانِ امیرِ معاویہ" صفحہ 242 پر ہے: حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مرضُ الموت میں ارشاد فرمایا: میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو وُضو کراتا تھا۔ ایک روز آپ علیہ السَّلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں قمیص نہ پہناؤں؟ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیوں نہیں۔ تو حُضور علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام نے اپنے جسمِ اطہر سے قمیص اتاری اور مجھے پہنادی۔ میں نے اسے سنبھال کر رکھ لیا اور حُضور علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام نے اپنے ناخن تراشے تو میں نے وہ تراشے ہوئے ناخن لے لئے اور ایک شیشی میں رکھ لئے، تو جب میرا انتقال ہوجائے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی اسی قمیص کو میرے بدن کے ساتھ ملادینا اور ان ناخنوں کو باریک کرکے میری آنکھوں میں ڈال دینا، ممکن ہے اللہ ان تبرکات کے سبب مجھ پر رحم فرمائے۔ (تاریخ ابن عساکر، 59/227، الکامل فی التاریخ، 3/369، طبقات ابن سعد، 6/30)

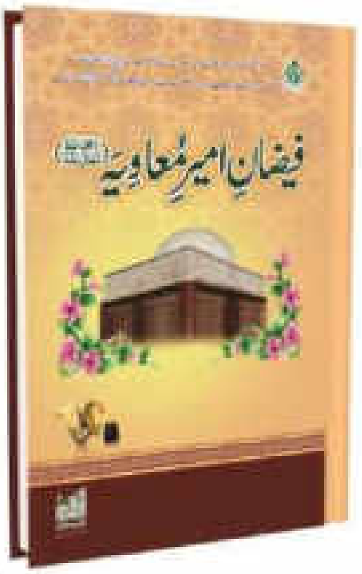

حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت تفصیل سے پڑھنے کے لئے یہ کتاب آج ہی مکتبۃُ المدینہ سے خریدیے یا گھر پر منگوانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کیجئے: +923131139278 دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ بھی کرسکتے ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثَورِی علیہ رحمۃ اللہ القوی

محمد رفیق عطاری مدنی*

حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مَسروق ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی علمِ حدیث و فقہ کے بہت بڑے عالم اور صاحبِ زُہد و تقویٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ہم زمانہ ہیں۔ **ولادت** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 97ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/ 175) **تحصیلِ علم** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ابتدا میں اپنے والد اور "کوفہ" کے مشہور شیوخِ حدیث بالخصوص امام اَعمش اور ابواسحٰق سَبِیعی رحمھم اللہ تعالٰی سے حدیث و فقہ کا درس لیا۔ اس کے علاوہ طلبِ علم کے لئے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا۔ (محدثین عظام حیات وخدمات، ص105 ملخصاً) ایک بار والدہ ماجدہ نے آپ کا علمی شوق دیکھ کر فرمایا: بیٹا! علم حاصل کرتے رہو! میں چرخہ کات کر تمہارے اخراجات پورے کروں گی۔ (صفۃ الصفوۃ، جز3،2/ 125، رقم: 468) **شیوخ و تلامذہ** ایک قول کے مطابق آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے 600 اساتذہ سے کسبِ علم کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/ 177) آپ سے روایات لینے والوں میں سفیان بن عُیَیْنَہ، ابوداوٗد طیالسی اور عبداللہ بن مبارک جیسے بڑے محدثین بھی شامل ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/ 175، 178) **حکایت** امام ابوالمُثَنّٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں نے "مَرو" شہر میں لوگوں کا شور و غل سنا: ثَوری آرہے ہیں، ثَوری آرہے ہیں۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک لڑکا ہے جس کی داڑھی کے ابھی چند بال نکلے ہیں۔ امام ذَہبی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: لوگ بلند آواز سے اس لئے کہہ رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہایت ذہین اور مضبوط حافظے کے مالک تھے، نیز نوجوانی ہی میں حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/ 179 ملخصاً) **حلقۂ درس** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو عُلومِ اسلامیہ میں کمال کی مہارت حاصل تھی، آپ کا باقاعدہ حلقۂ درس 18 سال کی عمر میں بخارا میں قائم ہوا جہاں عاشقانِ علم کا ہُجوم رہتا۔ (محدثین عظام حیات وخدمات، ص111) **علمی مقام** حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے گیارہ سو(1100) شیوخ سے حدیث کا علم حاصل کیا، ان میں سب سے افضل آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو پایا۔ (تاریخ بغداد، 9/ 158) حضرتِ سیِّدُنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالق فرماتے ہیں: پہلے عراق سے ہمارے پاس دراہم اور کپڑے آتے تھے جب سے سفیان آئے ہیں ہمارے پاس علم آنے لگا ہے۔ (تہذیب التہذیب، 3/ 400، رقم: 2519) حضرات امام شُعْبَہ، ابن عُیَیْنَہ اور یحییٰ بن مَعِین رحمھم اللہ تعالٰی نے آپ کو "اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن فِی الْحَدِیْث" کا مقدس لقب دیا۔ (تاریخ بغداد، 9/ 165، ملتقطاً) **مبارک فرمان** جو شخص قبر کو کثرت سے یاد کرتا ہے (تو امید ہے کہ) وہ اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پائے گا اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا (تو اندیشہ ہے کہ) وہ اپنی قبر کو جہنّم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء علوم الدین، 5/ 238) **وِصال** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شعبانُ المعظّم 161ھ میں بصرہ کے مقام پر دنیا سے پردہ فرماگئے۔ (طبقات لابن سعد، 6/ 350) مزارِ مبارک بصرہ ہی میں بنی کُلیب نامی قبرستان میں ہے۔

(الثقات لابن حبان، 3/ 411)

اللہ پاک کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

محمد ناصر جمال عطاری مدنی

جن اولیائے کرام کی برکت سے صوبۂ سندھ کفر و شرک کے اندھیروں سے پاک ہوا، مظلوموں کو ظلم سے نجات نصیب ہوئی اور سندھ کو "بابُ الاسلام" کہا گیا ان ہستیوں میں سے ایک حضرت سیّد محمد عثمان مَرْوَنْدی کاظمی حنفی قادِری لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذاتِ گرامی بھی ہے۔ **نام و نسب** آپ کی ولادت باسعادت ساداتِ کرام کے مذہبی گھرانے میں 538ھ بمطابق 1143ء کو ہوئی۔ چہرۂ انور سے مشہور پتھر "لعل" کی طرح سرخ کرنیں نکلتی محسوس ہوتی تھیں جس کی وجہ سے "لعل" کے لقب سے شہرت پائی، "شہباز" کا لقب بارگاہِ امامِ حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عطا ہوا جبکہ سلسلۂ قلندریہ کی نسبت سے "قلندر" مشہور ہوئے۔ آذر بائیجان کے قصبہ "مَرْوَنْد" میں پیدا ہوئے اس لئے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مَرْوَنْدی کہا جاتا ہے۔ (فیضانِ عثمان مروندی، ص5، 7، 8، 9ملخصاً) آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا سیّد کبیر الدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے وقت کے مشہور عالمِ دین اور سنّتوں کے زبردست عامل تھے جبکہ والدہ ماجدہ حاکمِ مروند کی صاحبزادی ہونے کے باوجود بہت نیک، عبادت گزار اور قناعت و سخاوت جیسی کئی عمدہ صفات کی حامل تھیں۔ والدین کے اِن قابلِ رشک اَوصاف کا نتیجہ تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شخصیت میں بچپن ہی سے شوقِ علم اور ذوقِ عبادت جیسے عمدہ خصائل رَچ بس گئے تھے۔ (شانِ قلندر، ص262، 268، اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص524ماخوذاً) **تعلیم و تربیت** آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدِ گرامی کے زیرِ سایہ ہوئی، سات سال کی عمر میں قراٰنِ مجید حفظ کیا اور جلد ہی مُرَوَّجہ عُلُوم و فُنُون میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ حصولِ علم کے سفر کے دوران امام علی رضا، امامِ اعظم ابوحنیفہ، داتا علی ہجویری اور غوثِ اعظم رَحِمَہُمُ اللہ تعالٰی کے مزارات پر بھی حاضری دی۔ بَیتُ اللہ شریف پہنچ کر حج کرنے اور مدینۂ منورہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص525، 526، 529) **بیعت و خلافت** حضرت لعل شہباز قلندر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیّد ابواسحاق ابراہیم قادری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ (فیضانِ عثمان مروندی، ص14)

دینی خدمات آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زبردست مُبلِّغ، بہترین مدرس اور بلند پایہ مُصَنِّف تھے، آپ کی تمام عمر نیکی کی دعوت عام کرنے اور علمِ دین کی اشاعت میں گزری۔ ایک مدت تک مدرسہ بہاؤ الدین (مدینۃ الاولیاء ملتان) اور سیہون شریف میں قائم مدرسہ "فِقْہُ الْاِسْلام" میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ آپ کی نیکی کی دعوت سے متاثر ہو کر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی تصانیف "صرفِ صغیر" اور "میزانُ الصرف" درسی نصاب میں بھی شامل رہیں۔ (اللہ کے خاص بندے عبدہ، ص522، 531) **وصال و مدفن** آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال 21 شعبان المعظم 673ھ میں ہوا۔ (تذکرۂ صوفیائے سندھ، ص205) آپ کا مزار پُرانوار سیہون شریف (ضلع دادو، باب الاسلام، سندھ) میں آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

آصف جہانزیب عطاری مدنی

مُحدّثِ اعظم پاکستان اور خدمتِ حدیث

دنیا میں کچھ ایسے باکمال لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے اور ایسے کارہائے نمایاں سر انجام دے جاتے ہیں کہ ظاہری زندگی میں ان کے فیضان کا سورج آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہے اور وصال کے بعد بھی لوگ ان کا فیض پاتے ہیں۔ مُحدّثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل **محمد سردار احمد** چشتی قادری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شمار بھی ایسی باکمال شخصیات میں ہوتا ہے۔ 1323ھ/ 1905ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔(1) ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایف۔اے کرنے مرکز الاولیا لاہور گئے اور وہاں سے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُجّۃُ الاسلام مولانا حامد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے ساتھ حصولِ علمِ دین کے لئے بریلی شریف (یوپی، ہند) روانہ ہوگئے۔(2) حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد ذکی (ذہین) و مُحدّث باکمال تھے۔(3) تمام عُلوم و فُنونِ مُرَوَّجہ میں آپ کو مہارت حاصل تھی لیکن حدیثِ رسول سے محبت آپ کا خاص وَصف تھا، آپ خود فرماتے ہیں: لوگ جب بیمار ہوتے ہیں تو دوائی کھاتے ہیں اور میں حدیثِ مصطفےٰ پڑھاتا ہوں تو مجھے آرام ہو جاتا ہے۔(4) حدیثِ پاک سے محبت ہی کے باعث آپ نے زندگی کا اکثر حصّہ درسِ حدیث میں گزارا۔ دس سال تک دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف (ہند) میں(5) اور قیامِ پاکستان کے بعد تادمِ حیات جامعہ رَضَویہ مظہرِ اسلام سردارآباد (فیصل آباد) میں درسِ حدیث کی خدمات سر انجام دیں(6) اس عرصے میں سینکڑوں فُضلا نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔(7) حدیثِ رسول کی خدمت کی وجہ سے آپ کو مُحدّثِ اعظم پاکستان کہا گیا(8) آپ کی حدیثِ رسول سے محبت کا یہ عالَم تھا کہ دورانِ درس جیسی حدیث ہوتی ویسی ہی آپ کی کیفیت ہوتی، اگر حدیث میں سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تبسّم کا ذکر ہوتا تو آپ بھی مسکراتے، اگر گریہ و علالت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بھی روتے۔(9) دورانِ درس بارہا ایسا نور ظاہر ہوتا کہ جس کے سامنے سورج کی روشنی بھی مدھم پڑ جاتی۔(10)

حکایت ایک مرتبہ ایک عقیدت مند نے آپ کی دعوت کی، آپ نے دعوت قبول فرمائی، کھانے کے بعد خُدّام حاضرین جو کھانا کھا چکے تھے ان سے فرمایا: مولانا خوب کھائیں، خوب کھائیں، خُدّام نے آپ کے ارشاد پر دوبارہ کھانا کھایا، پھر فرمایا: آج میں نے نبی پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سرکارِ ابوہریرہ والی سنت ادا کی ہے۔(11) اِس حکایت میں مُحدّثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اشارہ بخاری شریف کی اس حدیث پاک کی طرف ہے جس میں سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ کے ایک پیالے سے ستر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سیراب فرمایا اور آخر میں حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: پیو! انہوں نے سیر ہو کر پیا، پھر فرمایا: پیو! آپ نے سیر ہو کر پیا، پھر فرمایا پیو! ۔۔۔الخ(12) فنِ حدیث میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یدِ طُولیٰ (کمال) حاصل تھا(13) جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بُخاری شریف کی صرف پہلی جلد سے علمِ غیبِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ثبوت پر 220، اختیار و فضائلِ رسول پر 150، معجزات و کرامات پر 50، فضائلِ صحابہ پر 40، اصولِ حدیث، اَسماءُ الرِّجال اور تقلید پر 150 احادیث جمع فرمائیں۔(14) حدیث میں شہرت و کمال ہی کی وجہ سے حکیم الامت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جیسے شارحِ و مُفسّر بھی آپ سے حدیث پڑھنے کے خواہشمند تھے۔(15) عُلمائے عرب و عجم نے آپ کو حدیث کی اجازت دی، آپ کے کئی تلامذہ (شاگرد) جلیلُ القدر مُحدّث بنے، آپ نے اُمّہاتِ کُتُب (صحاحِ ستّہ) پر تعلیقات لکھیں، آپ کے تلامذہ نے

کُتُبِ حدیث کی شُروحات اور قراٰنِ پاک کی تفاسیر لکھیں[16] جو اِس بات کا بَیِّن ثُبوت ہے کہ آپ حقیقتاً مُحدِّثِ اعظم تھے۔[17] آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فیضان سے فیض یاب ہونے والوں میں شارِحِ بُخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفسّرِ قراٰن علّامہ محمد رِیاض الدّین قادری، مُصنّف و مترجم کُتُبِ کثیرہ علّامہ مفتی فیض اَحمد اُویسی، مُفسّرِ قراٰن علّامہ جلال الدّین قادری، شہزادۂ صدرُ الشّریعہ شیخ الحدیث مفتی عبدالمصطفےٰ ازہری، شیخ الحدیث مفتی عبدالقیوم ہزاروی، شارِحِ بخاری علّامہ غلام رسول رَضوی، مولانا محمد عبد الرّشید جھنگوی، مُصنّف کُتُبِ کثیرہ شیخ الحدیث علّامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی اور مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدّین قادری رَضَوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن جیسی جلیل القدر شخصیات کے نام قابلِ ذِکر ہیں۔[18] تمام عُمر درس و تدریس اور خدمتِ حدیث میں مشغول رہنے کے بعد یکم شعبان المعظم 1382ھ کو آپ کا وِصال ہوا۔ سُنّی رَضَوی جامع مسجد سردار آباد (فیصل آباد) سے متّصل آپ کا مزارِ مبارک مَرجَعِ خلائق ہے۔[19]

---

(1) حیاتِ محدثِ اعظم، ص27 (2) حیاتِ محدثِ اعظم، ص33 ملخصاً (3) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 35/2 (4) حیاتِ محدثِ اعظم، ص153 (5) حیاتِ محدثِ اعظم، ص54 (6) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 11/2 (7) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 13/1 (8) حیاتِ محدثِ اعظم، ص65 ملخصاً (9) حیاتِ محدثِ اعظم، ص62 ملخصاً (10) حیاتِ محدثِ اعظم، ص63 ملخصاً (11) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، ص228 (12) بخاری، 234/4، حدیث:6452 ملخصاً (13) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 36/2 ملخصاً (14) حیاتِ محدثِ اعظم، ص137 ملخصاً (15) حیاتِ محدثِ اعظم، ص62 ملخصاً (16) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 10/2 (17) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 39/2 (18) تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان، 43/2 ملخصاً، حیاتِ محدثِ اعظم، ص65 ملخصاً (19) حیاتِ محدثِ اعظم، ص334، 339 ماخوذاً

شعبانُ المعظم اور رَمضانُ المبارک کے چند اہم واقعات

21 شعبانُ المعظم 673 ہجری
عرس لعل شہباز قلندر سیّد عثمان مروندی حنفی
(مزید معلومات کے لئے ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبان المعظم 1438ھ اور مکتبۃ المدینہ کا رسالہ "فیضانِ عثمان مروندی لعل شہباز قلندر" پڑھئے)

29 شعبانُ المعظم 1423 ہجری
یومِ حاجی مشتاق عطاری
دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے پہلے نگران
(مزید معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "عطار کا پیارا" پڑھئے)

اسلامی طریقے

محمد آصف خان عطاری مدنی*

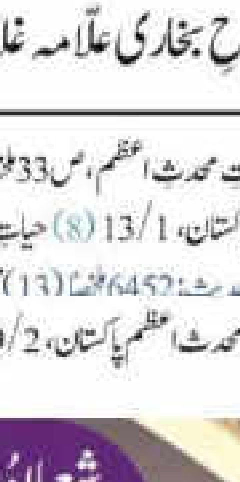

عمامہ باندھنے کا طریقہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضور نبیِّ رَحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری اور محبوب ترین سنّت عمامہ شریف بھی ہے۔ عمامہ شریف باندھنے سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کرلیجئے، اگر عمامہ باندھتے وقت ایک بھی اچھی نیّت نہ ہوئی تو ثواب نہیں ملے گا لہٰذا کم از کم یہ نیّت ضرور کرلیجئے کہ رِضائے الٰہی کیلئے بطورِ سنّت عمامہ باندھ رہا ہوں۔

عمامہ باندھنے کے مدنی پھول ❁ خَاتَمُ الْمُحَدِّثِین، حضرتِ علّامہ شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عمامہ باطہارت اور قبلہ رُو کھڑے ہو کر باندھے اور جب کھولے تو پیچ پیچ کرکے کھولے یکبارگی نہ اتارے، جیسے باندھنے میں پیچ پر پیچ دیا تھا اسی طریقے سے کھولے، عمامہ باندھنے کے بعد آئینہ یا پانی یا اس کی مثل کسی (عکس دار) چیز میں دیکھ کر اس کو دُرُست کرے اور عمامہ شملہ کے ساتھ باندھے۔ (کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص38) مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی داہنی (سیدھی) جانب جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، 199/22) ❁ (عمامے کے) شملے کی اَقل (یعنی کم از کم، Minimum) مقدار چار اُنگُشت (اُنگل) اور ❁ زیادہ سے زیادہ (Maximum) ایک ہاتھ (یعنی آدھی پیٹھ تک) (فتاویٰ رضویہ، 182/22) ❁ عمامہ میں سنّت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو، نہ چھ گز سے زیادہ۔ (فتاویٰ رضویہ، 186/22)

عمامہ شریف کے فضائل و مسائل تفصیل سے جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "عمامہ کے فضائل" پڑھئے۔

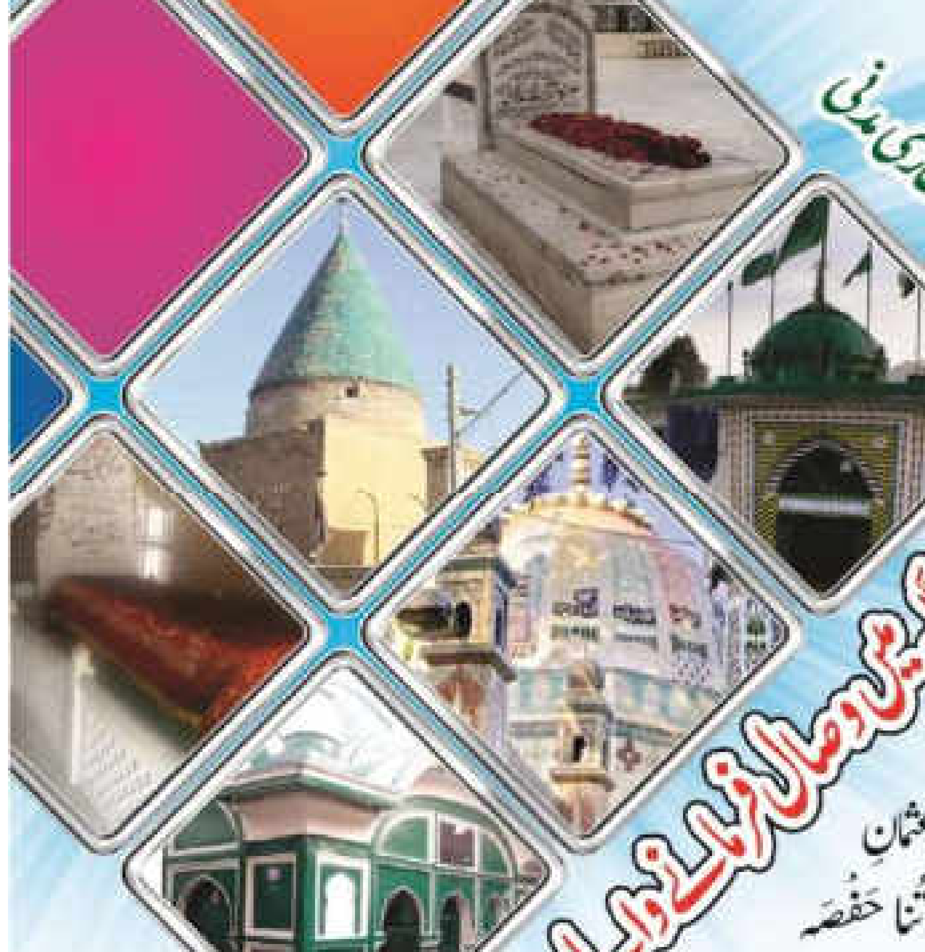

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

شعبانُ المعظّم میں وصال فرمانے والے بزرگانِ دین

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

شَعْبانُ المُعَظَّم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابیات، علمائے اسلام اور اَولیائے عِظام کا وِصال ہوا، ان کا مختصر ذکر 5 عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔

صحابیات: (1) شہزادیِ رسول حضرت اُمِّ کُلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ولادت اعلانِ نبوّت سے 6 سال قبل مکۂ مکرمہ میں ہوئی اور وصال شعبان 9ھ میں ہوا، نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا نکاح امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا۔(الاصابہ،8/460) (2) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا حَفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ذکرِ خیر صفحہ 47 پر ملاحظہ فرمائیے۔

علمائے اسلام: (3) کروڑوں شافعیوں کے امام حضرت سیّدنا ابوعبداللہ محمد بن اِدریس ہاشمی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کی ولادت غزہ فلسطین میں 150ھ میں ہوئی اور یکم شعبان 204ھ مصر میں وصال فرمایا۔ مزارِ مبارک قَرافۂ صُغریٰ (جبل مُقطّم جنوبی قاہرہ) مصر میں مرجعِ خاص وعام ہے۔ آپ عظیم فقیہ، مجتہد، مُحدّث، مُصنّف، فقہِ شافعی کے بانی وامام اور آفتابِ اسلام ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے "کتاب الاُمّ" اور "کتاب الرسالہ" کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء، 8/377تا411، وفیات الاعیان، 4/23، الاعلام للزرکلی،6/26) (4) امام حَسن بن محمد صَغانی حَنَفی لاہوری، مُحدّث، لُغَوِی، مُصنّف اور علمائے عرب وعجم کے استاذ ہیں۔ 577ھ مرکزالاولیا لاہور میں پیدا ہوئے اور 19 شعبان 650ھ میں بغداد میں وصال فرمایا، آپ کی 56 تصانیف میں احادیث کا مجموعہ مَشَارِقُ الاَنْوَارِ النَّبَوِیَّۃ کو شہرت حاصل ہوئی۔(حدائق الحنفیہ، ص281، تاریخ الاسلام، 47/444) (5) خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ غلام رسول رَضَوی، استاذُ العلما، شیخُ الحدیث اور بانیِ جامعہ نظامیہ رَضَویہ مرکزالاولیا لاہور ہیں۔ 11 جلدوں پر مشتمل تَفْہِیْمُ البُخاری شرح صحیح البخاری آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ آپ بَیئسَر (امرتسر) ہند میں 1323ھ میں پیدا ہوئے اور 27 شعبان 1422ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک جامعہ سِراجیہ رَسُولیہ رَضَویہ اعظم آباد سردارآباد (فیصل آباد) میں ہے۔ (تذکرہ حضور محدث کبیر پاکستان، ص23، 31، 98۔ روشن ستارے، ص 155-163) (6) قاضی محمد بن سَماعَہ تَمِیْمِی حنفی، فَقِیہ، مُحدّث اور بہت عبادت گزار تھے، اَدَبُ القَاضِی اور نَوَادِر آپ کی تصانیف سے ہیں، 130ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان 233ھ میں وصال فرمایا۔(الجواہر المضیہ، 2/58، المنتظم،11/198)

اولیائے کرام: (7) امام الاولیا پیر سیّد محمد راشد شاہ رَوْضے دَھنی کی پیدائش 1117ھ کو ہوئی اور یکم شعبان 1233ھ کو پیر جو گوٹھ (ضلع خیر پور میرس) بابُ الاسلام سندھ میں وصال ہوا۔ آپ سلسلۂ قادریہ راشِدِیہ کے بانی ہیں۔ آپ کا مزار مرجعِ خاص وعام ہے۔(تذکرہ صوفیائے سندھ، ص272-275) (8) حضرت سیّدُنا ابوالفَرَج محمد یوسف طَرطُوسی، عالم باعمل، ولیِ کامل اور سلسلۂ قادِرِیہ رَضَویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت ہیں، آپ شام کے شمال مغربی ساحلی شہر طرطوس میں پیدا ہوا ہوئے اور 3 شعبان 447ھ میں یہیں وصال فرمایا۔(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص215، شریف التواریخ،1/628) (9) سلطانُ العارِفین حضرت سیّدُنا بایزید طَیفُور بِسطامی، عارِفین کے امام اور زمانے کے غوث تھے، 160ھ میں بِسطام (صوبہ سَمنان) ایران میں پیدا ہوئے اور یہیں 15 شعبان میں 261ھ وصال فرمایا۔ مزار مبارک مرجعِ خلائق ہے۔(طبقات الصوفیہ، ص67-68، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص70) (10) ولیِ کامل پیر سیّد جماعت علی شاہ

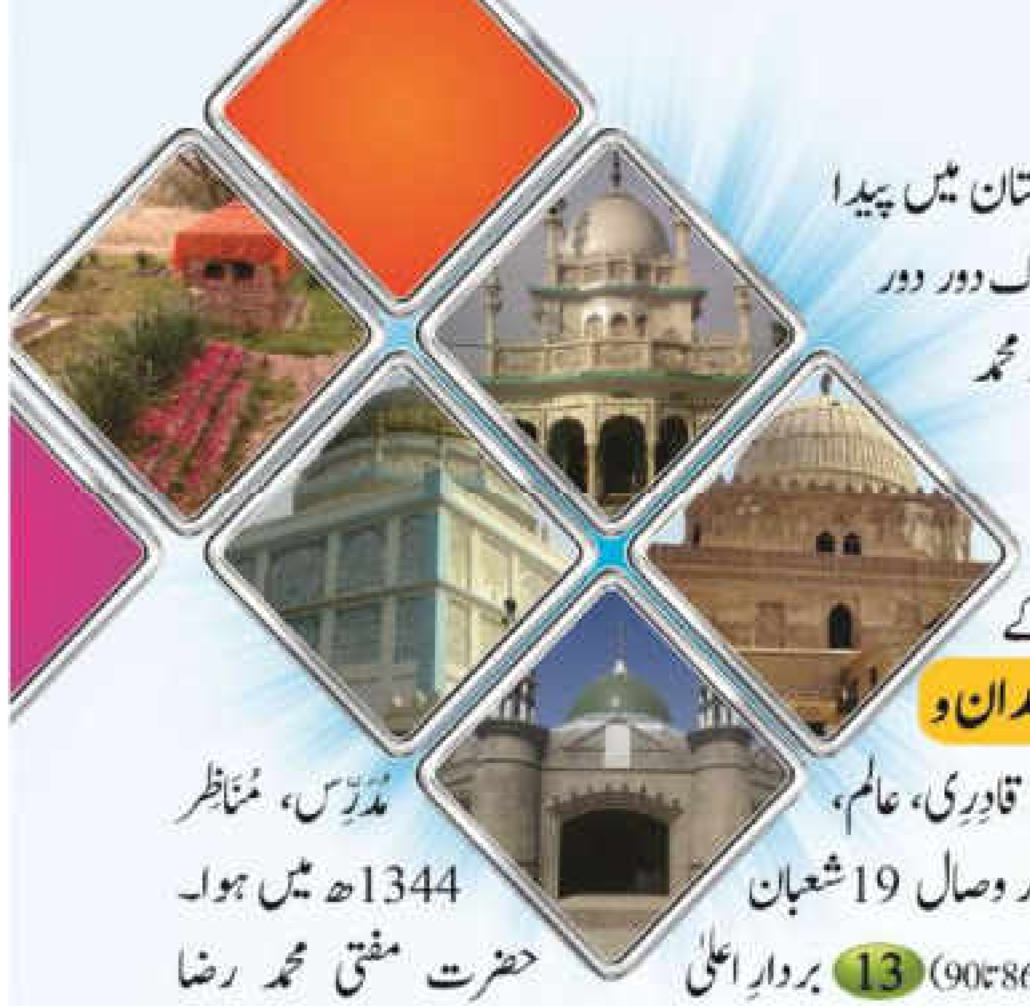

لاثانی نقشبندی، 1276ھ میں علی پور سیّداں (ضلع نارووال، پنجاب) پاکستان میں پیدا ہوئے اور 16 شعبان 1358ھ میں یہیں وصال فرمایا مزار مبارک پر لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص118) 11 سیّد الاولیا حضرت سیّد محمد کالپوی تِرمِذی قادِری کی ولادت 1006ھ میں ہوئی اور وصال 26 شعبان 1071ھ کو کالپی (یوپی) ہند میں ہوا۔ آپ سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ کے شیخِ طریقت، عالِم باعمل، خانقاہ محمدیہ کالپویہ کے بانی اور کئی کُتُب کے مُصَنِّف ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، 314تا322)

خاندان و احبابِ اعلیٰ حضرت: 12 استاذُ العلما مفتی عبدالکریم دَرْس اَزْہری قادِری، عالم، مُدَرِّس، مُناظِر اور مصنِّف ہیں۔ پیدائش بابُ المدینہ (کراچی) میں 1277ھ کو ہوئی اور وصال 19 شعبان 1344ھ میں ہوا۔ میوہ شاہ قبرستان باب المدینہ (کراچی) میں مدفون ہیں۔ (تذکرہ بزرگان کراچی، 86تا90) 13 برادرِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد رضا خان نوری رَضَوی، عالم، مفتی اور علمُ الفَرائض (وراثت کے علم) کے ماہر تھے۔ 1293ھ میں پیدا ہوئے اور 21 شعبان 1358ھ میں وصال فرمایا، مزار قبرستان بِہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (معارف رئیس الاتقیا، 32 تجلیات تاج الشریعہ، 89)

خلفاو تلامذۂ اعلیٰ حضرت: 14 مفسّرِ قراٰن حضرت علامہ سیّد ابوالحَسَنات محمد احمد قادِری اَشْرَفی 1314ھ اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر مرکزالاولیا لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سیّد علی ہَجْوِیری کے قرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعِظ، مسلمانوں کے مُتَحَرِّک رہنما اور کئی کتب کے مُصَنِّف تھے۔ تصانیف میں تفسیرُ الحَسَنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت، ص442، تفسیر الحسنات، 1/46) 15 استاذُ العُلَما حضرت علامہ مفتی محمد رحیم بخش آروی رَضَوی، جیّد مُدَرِّس، مُناظِر، واعظ، مجازِ طریقت اور بانیٔ مدرسہ فیضُ الغُرَبا (آرہ بہار ہند) تھے۔ 8 شعبان 1344ھ میں وفات پائی مولا باغ قبرستان آرہ (ضلع شاہ آباد بہار) ہند میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص137) 16 سلطان الواعِظِین حضرت علامہ مولانا محمد عبدُالاَحد مُحَدِّث پیلی بھیت، عالمِ باعمل، مجازِ طریقت، استاذُ العُلَما اور واعِظِ خوش بیاں تھے۔ 1298ھ میں پیلی بَھیت (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور یہیں 13 شعبان 1352ھ میں وصال فرمایا، گنج مرادآباد (ضلع اناؤ) ہند میں دربار مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے قرب میں دفن کیے گئے۔ (تذکرہ محدث سورتی 209تا218) 17 مفتی محمد عُمَرُ الدّین ہزاروی، مفتیٔ اسلام، مُصَنِّف، نامور علمائے اسلام میں سے ہیں۔ طویل عرصہ بمبئی میں خدمتِ دین میں مصروف رہے۔ وصال 14 شعبان 1349ھ میں فرمایا، مزار شریف کوٹ نجیبُ اللہ (ضلع مدنی صحرا، مانسہرہ) خیبر پختون خواہ پاکستان میں ہے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 622تا627) 18 حضرت مولانا سیّد حسین علی رَضَوی اجمیری عالمِ باعمل، کتاب "دربارِ چشت اجمیر" کے مصنف، انجمن تبلیغ مُحِبِّ خواجہ مشن ہند اجمیر کے بانی اور روضۂ خواجہ غریب نواز کے مجاور تھے۔ وصال 22 شعبان 1387ھ میں ہوا اور اناساگر گھاٹی اجمیر (راجستھان) ہند میں دفن کیے گئے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 448تا462) 19 مفتیٔ مالِکِیّہ شیخ محمد علی مالِکی مکی، عالم، مُدَرِّسِ حَرَم، مُصَنِّفِ کتبِ کثیرہ اور امامُ النَّحو ہیں۔ 1287ھ میں مکہ شریف میں پیدا ہوئے اور طائف میں 28 شعبان 1367ھ کو وصال فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزار کے قریب دفن ہونے کی سعادت پائی۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص181، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، ص136-149)

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

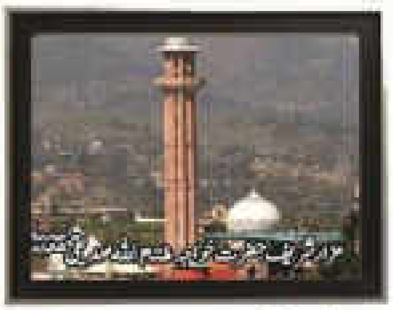

(وہ بزرگانِ دین جن کا یوم وصال/عرس شعبان المعظم میں ہے)

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 19 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا مزید کا تعارف ملاحظہ فرمایئے: **صحابیات** (1) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتنا حَفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ولادت اعلانِ نبوت سے 5 سال قبل مکّہ شریف میں ہوئی اور وصال شعبان 45ھ میں مدینۂ منورہ میں فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی۔ آپ کثرت سے روزے رکھنے والی، بہت عبادت کرنے والی، علمِ حدیث و فقہ سے شغف رکھنے والی، بلند ہمت اور حق گو خاتون تھیں۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد 60 ہے۔ (طبقات ابن سعد، 8/65 تا 69، فیضان امہات المؤمنین، ص94 تا 115) (2) حضرت سیّدتنا اُمِّ ایمن برکۃ بنت ثعلبہ حبشیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا، نبیِّ پاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضاعی والدہ، آپ علیہ السّلام سے بہت محبت کرنے اور آپ کی خدمت کی سعادت پانے والی، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زوجہ اور حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی والدۂ محترمہ اور قدیم الاسلام تھیں، حبشہ و مدینہ دونوں جانب ہجرت فرمائی، وصال شعبان یا رمضان 10ھ یا محرم 23ھ کو ہوا۔ (زرقانی علی المواھب، 1/308) **علمائے اسلام رحمھم اللہ السّلام** (3) حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 70ھ یا 80ھ کو کوفہ (عراق) میں ہوئی اور وصال بغداد میں 2 شعبان 150ھ کو ہوا۔ مزار مبارک بغداد (عراق) میں مرجعِ خلائق ہے۔ آپ تابعی بزرگ، مجتہد، محدث، عالمِ اسلام کی مؤثر شخصیت، فقہِ حنفی کے بانی اور کروڑوں حنفیوں کے امام ہیں۔ (نزہۃ القاری، مقدمہ، 1/110، 164، خیرات الحسان، ص31، 92) (4) شیخ الاسلام حضرت سیّدنا امام لیث بن سعد مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 94ھ قَرْقَشَنْدَہ (القلیج صوبہ قلیوبیہ) مصر میں ہوئی۔ آپ محدثِ زمانہ اور مفتیِ مصر تھے۔ 15 شعبان 175ھ کو مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک قرافہ صُغریٰ (شارع امام لیث، قاہرہ) مصر میں ہے۔ (حدائق الحنفیہ، ص140، تاریخ ابن عساکر، 50/347، 349) (5) امام الحنفیہ، حضرت سیّدنا ابو الحسن عُبَیدُ اللہ کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 260ھ میں کرخ جدان (عراق) میں ہوئی اور وصال 15 شعبان 340ھ کو فرمایا، تدفین بغداد (عراق) میں ہوئی۔ آپ مجتہد فی المسائل، مفتیِ عراق، شیخ الحنفیہ اور زُہد و تقویٰ کے پیکر تھے۔ "اُصولِ کرخی" قواعدِ فقہ میں آپ کی یادگارِ زمانہ کتاب ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی، 25/48، اصول الکرخی، ص366) (6) ابن الکتاب حضرت علّامہ جمالُ الدّین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 630ھ کو مصر میں ہوئی اور وفات شعبان 711ھ کو قاہرہ (مصر) میں ہوئی۔ آپ عظیم ادیب، مؤرخ، استاذُ العلماء اور قاضی طرابلس تھے۔ کئی جلدوں پر مشتمل عربی لغت "لِسانُ العَرَب" آپ کی عالمگیر شہرت کا باعث ہے۔ (لسان العرب، 1/5، الدرر الکامنہ، 4/262، 265) (7) استاذِ صاحبِ درِّ مختار حضرت سیّدنا محمد محاسنی آفندی دمشقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی

ولادت 1012ھ دمشق شام میں ہوئی اور وصال شعبان 1072ھ کو فرمایا، بابِ فرادیس شام میں دفن کیا گیا۔ آپ ممتاز عالمِ دین، مدرسِ جامعِ اُمَوِی، خطیبِ جامعِ دمشق تھے، مسلم شریف پر تعلیقات یادگار ہیں۔ (خلاصۃ الاثر، 3/408، 411، حدائق الحنفیہ، ص438) 8 قطبِ شام حضرت امام عبدالغنی نابُلُسی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1050ھ دِمَشق شام میں ہوئی۔ آپ عالمِ کبیر، شاعر و ادیب، استاذُ العلماء، عارف بِاللہ اور 250 سے زائد کتب و رسائل کے مصنف ہیں۔ 24 شعبان 1143ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارَک صالحیّہ دمشق شام میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ آپ کی کتاب "اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃُ" کا ترجمہ بنام "اصلاحِ اعمال" کر رہی ہے جس کی جلد اوّل شائع ہوچکی ہے۔ (اصلاحِ اعمال مترجم، 1/56تا70) 9 محدثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1323ھ میں ضلع گورداسپور (موضع دیال گڑھ مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یکم شعبان 1382ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک سردار آباد (فیصل آباد پنجاب) پاکستان میں ہے۔ آپ استاذ العلماء، محدثِ جلیل، شیخِ طریقت، بانیِ سنّی رضوی جامع مسجد و جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام سردار آباد اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ (حیاتِ محدثِ اعظم، ص27، 334) 10 شرفِ ملت حضرت علّامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 1363ھ مزار پور (ضلع ہوشیار پور پنجاب) ہند میں ہوئی۔ آپ استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مصنف و مترجم کتب، پیرِ طریقت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ 18 شعبان 1428ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جوڈیشنل کالونی لالہ زار فیز-2 مرکز الاولیاء لاہور پاکستان میں ہے۔ (شرفِ ملت نمبر لاہور، ص126)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

11 شیخ المشائخ حضرت حافظ ابوعبدالرحمٰن محمد سُلَمی محدث نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 325ھ نیشاپور (صوبہ خراسان) ایران میں ہوئی۔ آپ عالم دین، حافظ الحدیث، مفسر قراٰن، استاذالعلماء، کئی کتب کے مصنف اور ولیِ کامل تھے۔ طَبقاتُ الصُّوفِیۃ آپ کی تصنیف ہے۔ وصال 3 شعبان 412ھ کو ہوا اور تدفین نیشاپور میں ہوئی۔ (المنتظم، 15/151، 150، طبقات الصوفیۃ، مقدمۃ المحقق، ص15) 12 ولیِ شہیر حضرت لعل شہباز قلندر حافظ سیّد محمد عثمان مَرْوَندی سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 573ھ مَرْوَنْد (ضلع ہرات) افغانستان یا مَرَنْد آذربائیجان میں ہوئی اور 21 شعبان 673ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک سہون شریف (ضلع جامشورو باب الاسلام سندھ) پاکستان میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ آپ علم و فضل، زُہد و تقویٰ میں کامل اور روحانیت کے تاجدار ہیں۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1/144تا159) 13 قادری بزرگ حضرت سید ابوالحسن موسیٰ پاک شہید ملتانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ولادت 952ھ میں اوچ شریف (ضلع بہاولپور جنوبی پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 23 شعبان 1001ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مدینۃ الاولیاء ملتان میں ہے۔ آپ خاندانِ غوث الاعظم کے چشم و چراغ، سلسلہ قادریہ کے نامور شیخ طریقت اور مشہور محدث شیخ عبدالحق دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کے مُرشِد ہیں۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 2/403-406) 14 حضرتِ ایشاں، پیر سیّد خاوند محمود بخاری نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القَوی کی ولادت 971ھ بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور 12 شعبان 1052ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظ القراٰن، عالمِ دین، مصنف اور نقشبندی سلسلے کے بزرگ تھے۔ آپ کا عالیشان مزار محلہ بیگم پورہ (نزد انجینیئرنگ یونیورسٹی باغبانپورہ) مرکز الاولیاء لاہور میں واقع ہے۔ (تذکرہ خانوادہ حضرت ایشاں، ص54تا109) 15 قاضیِ کشمیر حضرت خواجہ فتح اللہ صدیقی شطاری علیہ رحمۃ اللہ البارِی کی ولادت غالباً ضلع روہتک (ریاست ہریانہ) ہند میں ہوئی۔ آپ عالم دین، شیخ طریقت، قاضی القضاۃ کشمیر اور مصنّف کتب ہیں۔ 8 شعبان 1088ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک گُلہار شریف (مضافات کوٹلی) کشمیر میں ہے۔ (قاضی فتح اللہ شطاری، ص59تا207)

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا وِصال/عرس شعبانُ المعظم میں ہے۔

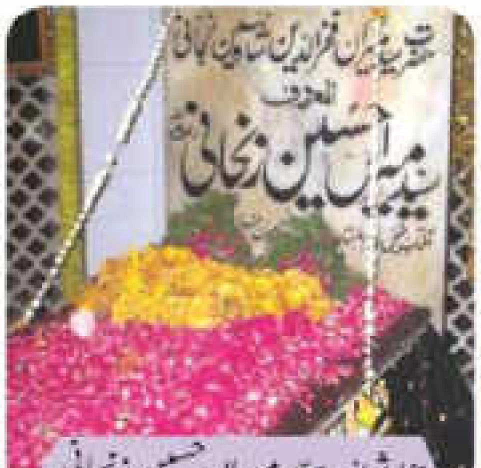

مزار شریف سید میراں حسین زنجانی

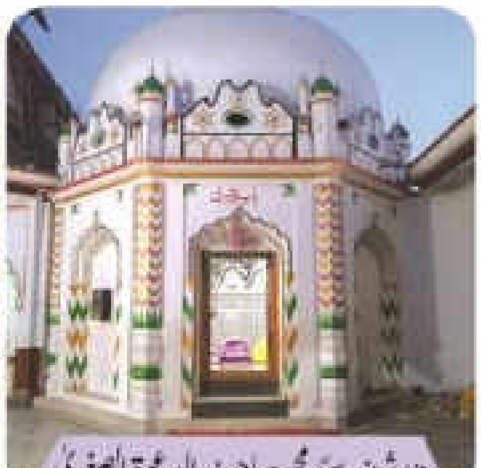

مزار شریف سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ

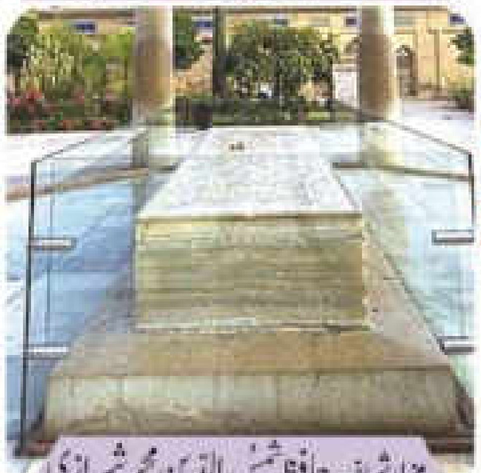

مزار شریف حافظ شمس الدین محمد شیرازی

مزار شریف سید عبدُاللہ شاہ اصحابی بغدادی قادری

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عُظّام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 34 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ اور 1439ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 15 کا تعارُف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** (1) زُہد و تقویٰ کے جامِع صحابی حضرت سیّدُنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رضاعی بھائی، قدیمُ الاسلام، حبشہ و مدینہ دونوں جانب ہجرت کرنے والے، سادہ و نیک طبیعت کے مالک، کثرت سے عبادت کرنے اور روزے رکھنے والے، اصحابِ صُفّہ اور بدری صحابہ میں سے تھے۔ شعبانُ المعظّم 3ھ میں فوت ہوئے اور مُہاجرین میں سب سے پہلے جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔ (حلیۃ الاولیاء، 1 /147تا151، جامع الاصول، 13 /313، 314) (2) جلیلُ القدر صحابی حضرت سیّدُنا مُغیرہ بن شُعْبہ ثقفی رضی اللہ عنہ کی ولادت طائف میں ہوئی اور شعبانُ المعظّم 50ھ میں کُوفہ میں وفات پائی، آپ پانچویں (5) سنِ ہجری میں اسلام قبول کرنے والے، عاشقِ رسول، مجاہدِ اسلام، کئی احادیث کے راوی، سحرُ البیان خطیب، صاحبِ رائے، بہترین منتظم، متعدد شہروں کے گورنر اور ذہانت میں ضربُ المثل تھے۔ (اعلام للزرکلی، 7 /277، تاریخ ابن عساکر، 60 /13تا62) **اولیائے کرام رحمہمُ اللہ السّلام** (3) فخرِ دین و ملّت حضرت سیّد میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 347ھ کو زنجان شہر (صوبہ زنجان) ایران میں ہوئی اور 19 شعبانُ المعظم 431ھ کو وصال فرمایا، آپ ولیِ کامل، سلسلہ جنیدیہ کے شیخ اور اکابر اولیائے کرام سے ہیں۔ مزار مبارک چاہ میراں مرکزُ الاولیاء لاہور میں ہے۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1 /43، 60) (4) فاتحِ بلگرام حضرت سیّد محمد صاحبُ الدعوۃ الصغریٰ چشتی بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 564ھ ہند میں ہوئی۔ آپ ولیِ کامل، مجاہدِ اسلام، خلیفۂ قطبُ الدّین بختیار کاکی، ساداتِ بلگرام، مارہرہ اور مسولی شریف کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔ 14 شعبانُ المعظّم 645ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جانبِ شمال محلہ میدان پور بلگرام (ضلع ہردوئی، یوپی) ہند میں ہے۔ (تذکرہ نوری، ص37) (5) لسانُ الغیب حضرت خواجہ حافظ شمسُ الدّین محمد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 720ھ میں شیراز (صوبہ فارس) ایران میں ہوئی اور یہیں 8 شعبانُ المعظم 792ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فارسی زبان کے بے مثل صوفی شاعر، فخرُ العلماء اور ناظمُ الاولیاء ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ "دیوانِ حافظ" اہلِ علم میں معروف ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 7 /794، 797، نفحات الانس مترجم، ص635، وفیات الاخیار، ص48) (6) سیّدُ الاولیاء حضرت سیّد عبدُ اللہ شاہ اصحابی بغدادی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت غالباً بغداد میں ہوئی۔ آپ خاندانِ غوثِ اعظم کے فرزند، شیخِ طریقت اور ولیِ کامل ہیں۔ 1093ھ کو وصال فرمایا، مزار ٹھٹھہ شہر کے قریب مکلی قبرستان (باب الاسلام سندھ) میں مرجعِ خلائق ہے۔ ان کا عرس ہر سال 13 تا 15 شعبان ہوتا ہے۔ (تذکرہ اولیائے پاکستان، 1 /469)

7 دمڑی والی سرکار حضرت میاں پیر اشاہ غازی قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1076ھ کو موضع چک بہرام ضلع گجرات (پنجاب) میں ہوئی اور 14 شعبانُ المعظم 1163ھ کو کھڑی شریف (ضلع میر پور) کشمیر میں وصال فرمایا، آپ صاحبِ مجاہدہ و کرامات اور کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرنے والے بزرگ تھے۔ (تذکرہ اولیائے جہلم، ص159، 162) 8 قطبِ زمان حضرت حاجی محمد عثمان خان دامانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت قصبہ لونی، تحصیل کلاچی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (صوبہ خیبر پختونخواہ KPK) میں ہوئی اور وصال 22 شعبانُ المعظم 1314ھ کو خانقاہِ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوا۔ آپ جامعِ کمالاتِ ظاہری و باطنی، متبعِ سنّت اور عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔ (فیوضاتِ حسنیہ، ص395) **علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام** 9 امامُ الائمّہ حضرت سیّدنا زُفر تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 110ھ کو کوفہ عراق میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 158ھ کو وصال فرمایا، تدفین بصرہ (عراق) میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، محدّثِ زمانہ، مجتہد فی المذہب، قاضیِ بصرہ اور امامِ اعظم کے جلیلُ القدر شاگرد تھے۔ (وفیات الاعیان، 1/342، اخبار ابی حنیفۃ، ص74، 109 تا 113) 10 امیرُ المؤمنین فی الحدیث حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 98ھ میں کوفہ (عراق) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 161ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بنی کُلیب قبرستان بصرہ میں ہے۔ آپ عظیم فقیہ، محدث، زاہد، ولیِ کامل اور استاذِ محدثین و فقہا تھے۔ (سیر اعلام النبلاء، 7/229، 279، طبقات ابن سعد، 6/350) 11 شمسُ الائمّہ حضرت سیّدنا عبدالعزیز حلوانی بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چوتھی صدی ہجری میں بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 448ھ کو شہر کش میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان کلاباذ بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم، حافظُ الحدیث، مجتہد فی المسائل، استاذُ الفقہاء اور فقہ حنفی کی بنیادی کتاب "المبسوط" کے شارح ہیں۔ (اعلام للزرکلی، 4/13، حدائق الحنفیہ، ص221، فقہ اسلامی، ص47) 12 تلمیذِ علّامہ سُیوطی مخدومُ الکبیر زینُ الدّین بن علی ملیباری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 873ھ میں کوچین (Cochin) ملیبار کیرالہ ہند میں ہوئی اور 17 شعبانُ المعظم 928ھ کو پونانی (Ponnani) میں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ حافظِ قراٰن، محقّق، شافعی عالم، شاعرِ اسلام، سلسلہ چشتیہ کے پیرِ طریقت، زہد و تقویٰ سے متّصف، مبلّغِ اسلام، چوبیس (24) سے زائد کتب کے مصنّف اور صاحبِ فتح المعین شیخ زینُ الدّین احمد مخدومُ الصغیر کے جدِّ امجد ہیں۔ (تراجم علماء الشافعیۃ فی الدیار الہندیۃ، ص69 تا 77) 13 صاحبِ مَوْلُود بَرْزَنجی، حضرت سیّد جعفر بن حسن برزنجی مدنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1128ھ مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ مفتیِ شافعیہ مدینۂ منورہ و امام و خطیبِ مسجدِ نبوی، استاذُ العلماء اور سلسلہ خلوتیہ کے شیخِ طریقت تھے۔ 3 شعبانُ المعظم 1177ھ کو وصال فرمایا اور تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی۔ آپ کی 12 تصانیف میں سے "مَوْلُودِ بَرْزَنجِی" (عِقْدُ الجَوهَرِ فِي مَولِدِ النَّبِيِّ الأَزهَر) مشہور ہے۔ (سلک الدرر، جز2، 1/11، مولود برزنجی، ص12، 13) 14 امامِ شریعت و طریقت حضرت امام سیّد محمد مُرتضیٰ حسینی بلگرامی زبیدی مصری قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1145ھ بلگرام (ضلع ہردوئی، یوپی) ہند میں ہوئی اور 17 شعبانُ المعظم 1205ھ قاہرہ مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک مشہدِ سیّدہ رقیہ میں ہے۔ آپ حافظُ الحدیث، صوفیِ کامل، جامعُ العلوم، فقیہ حنفی، کثیرُ التصانیف اور تیرھویں صدی کے مُجدّد تھے۔ آپ کی سو (100) کے قریب تصانیف میں سے تاجُ العُروس (40 جلدیں) اور اتحافُ السادۃ المتقین (احیاء العلوم کی شرح) کو بینَ الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔ (حلیۃ البشر، جز3، 1/1492، حدائق الحنفیۃ، ص477) 15 شیدائے اعلیٰ حضرت، عالمِ باعمل حضرت مولانا تاجُ الدّین قادری رحمۃ اللہ علیہ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدّین (پنجاب، پاکستان) کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ مرکزُ الاولیاء لاہور میں علمِ دین حاصل کیا اور یہیں کئی مساجد میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ جیّد عالمِ دین اور شیخِ طریقت تھے۔ آپ کا وصال 25 شعبانُ المعظم 1327ھ کو ہوا اور اپنی تعمیر کردہ مسجد تاجُ الدین (محلہ چوبچہ مصطفےٰ آباد مرکز الاولیاء لاہور) سے مُتّصل دفن کئے گئے۔ (تذکرہ اکابر اہلِ سنّت پاکستان، ص111)

اُپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی

مزار شریف ابو سلیمان عبد الرحمٰن دارانی

مزار شریف حضرت شیخ صلاحُ الدّین غازی چشتی

مزار شریف مفتی امام الدین رتوی

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 49 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ تا 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:** (1) بدرِی صحابی حضرت سیّدُنا سَلیط بن قیس خَزْرَجی انصاری رضی اللہ عنہ بنوعدی بن نَجار کے چشم وچراغ، بدْر سمیت تمام غزوات اور جنگوں میں شرکت کرنے والے، نڈر اور شجاعت کے پیکر تھے، آپ سے ایک حدیث بھی مروی ہے، آپ نے جنگ جسر ابو عبید (جسے جنگ قُسُّ النَّاطِف اور جنگِ مروحہ بھی کہتے ہیں، یہ مقام کُوفہ کے قریب دریائے فرات کے پاس ہے) میں شعبان 13ھ میں شہادت پائی۔[1] (2) حضرت سیّدُنا ابوعبید بن مسعود ثَقفی رضی اللہ عنہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں، امیرُ المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے خلافت میں جب جنگِ عراق کے لئے مسلمانوں کو اُبھارا تو یہ فوراً تیار ہوگئے، بہادری اور شجاعت کی وجہ سے انہیں امیرِ لشکر بنایا گیا، اس لشکر نے جنگِ نمارق اور جنگ کَسکر میں فتح حاصل کی اور جنگِ جسْر ابوعبید میں شعبان 13ھ میں شہید ہوئے۔[2] **اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام:** (3) قُدوۃُ المشائخ حضرت ابو سلیمان عبد الرحمٰن دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 140ھ میں دَارَیّا (ریف، دمشق) شام میں ہوئی اور یہیں 27 شعبان 215ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مشہور ہے۔ آپ محدّثِ جلیل، زاہدِ زمانہ، عابدِ شام، امامُ الصّوفیہ اور محبوبُ الاولیاء تھے۔[3] (4) غوثِ اعظم کے شہزادۂ اصغر حضرت سیّد ابوزکریا یحییٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 550ھ میں بغداد شریف میں ہوئی اور شعبان 600ھ میں بغداد شریف میں وصال فرمایا، مزار مبارک حَلبہ میں ہے۔ آپ گیارہ سال تک حضور غوثِ پاک اور پھر دیگر عُلَما و فُقَہا سے مستفیض ہوئے، تکمیلِ علم و معرفت کے بعد مصر تشریف لے گئے، زندگی کا ایک حصہ وہاں گزارا۔ کثیر لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا، زندگی کے آخری ایام میں بغداد شریف آگئے۔ آپ بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔[4] (5) شیخ سیلان حضرت شیخ صلاحُ الدّین غازی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل، خلیفۂ خواجہ نظامُ الدین اولیا اور جذبۂ تبلیغ اسلام سے سرشار تھے۔ پونے (مہاراشٹر) ہند میں رہائش اختیار فرمائی اور یہیں شعبان 759ھ میں وصال فرمایا، روضۂ مبارکہ معروف ہے۔[5]

(6) جَدِّ امجد آلِ سقاف، مقدمِ ثانی حضرت امام سید عبدالرحمٰن سقاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 739ھ میں تریم (حضرموت) یمن میں ہوئی اور یہیں 23 شعبان 819ھ کو وصال فرمایا، مزار زنبل قبرستان میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ دین، استاذُالعلماء، بانیِ مسجدِ سقاف، مشہور شیخِ طریقت، صاحبِ کرامات اور مَرجَعِ عوام وخاص تھے۔(6) (7) امام سیّد احمد بن زین حبشی حضرمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1069ھ میں غُرفہ (حضرموت) یمن میں ہوئی اور وصال حَوطہ احمد بن زین (حضرموت) یمن میں 19 شعبان 1144ھ کو فرمایا، مزار یہیں مرجع عوام وخواص ہے۔ آپ امامِ وقت، فقیہِ شافعی، مشہور شیخِ طریقت، دو درجن کے قریب مساجد و مدارس کے بانی، 18 کتب کے مصنف اور کئی جیّد عُلَما کے استاذ و شیخ ہیں۔ آپ کی کتاب "اَلرِّسَالَۃُ الْجَامِعَۃُ وَالتَّذْکِرَۃُ النَّافِعَۃُ" مشہور ہے۔(7)

(8) خورشیدِ مَکلی، حضرت نقشبندی حضرت مخدوم ابوالقاسم نورُ الحق ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ دین، مرید وخلیفہ خواجہ سیفُ الدین سَرہندی اور مُستَجابُ الدّعوات تھے، آپ کا وصال 7 شعبان 1138ھ کو ہوا، مزار مبارک مَکلی قبرستان میں ہے۔(8)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام: (9) صاحبِ طبقاتِ صوفیہ حضرت امام ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین سُلَمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 325ھ میں ایک نَجِیْبُ الطَّرَفَین (نیک خاندان) میں ایران کے شہر نیشاپور میں ہوئی اور یہیں 3 شعبان 412ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظُ الحدیث، محدثِ وقت، صُوفیِ کبیر، علومِ شریعت و طریقت کے جامع اور کثیرُالتَّصانیف ہیں۔(9)

(10) صاحبِ اسد الغابہ حضرت علّامہ عزُّالدّین علی بن محمد ابنِ اَثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 555ھ میں جزیرہ ابنِ عمر (صوبہ شیرناک) تُرکی میں ہوئی اور وصال شعبان 630ھ کو مَوصِل (عراق) میں فرمایا، تدفین محلہ باب سِنجار میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، علومِ جدیدہ وقدیمہ میں ماہر، عظیم محدث، ماہرِ اَنساب اور بہترین تاریخ دان تھے، آپ کی تصانیف میں سے "اُسْدُ الْغَابَۃ" اور "اَلْکَامِلُ فِی التَّارِیْخ" کو عالمی شہرت ملی۔(10) (11) حُجَّۃُ العرب علامہ جمالُ الدین ابن مالک محمد بن عبد اللہ طائی جَیَّانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 600ھ میں جَیّان (اندلوسیا) اسپین میں ہوئی اور وصال دمشق میں 12 شعبان 672ھ کو ہوا، آپ علومِ اسلامیہ بالخصوص نحو میں امام، عابدوزاہد، خوفِ خدا وعشقِ رسول کے پیکر اور رقیقُ القلب (نرم دل) تھے، زندگی بھر علمِ عربی کے ادب، شعر اور نظم کی تعلیم و تدریس اور تصنیف میں مصروف رہے، 16 کتب میں سے "اَلْفِیہ ابن مالک" کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔(11)

(12) امامُ العلوم حضرت شیخ عمر بن عبد الوہاب عرضی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 950ھ میں حلب شام میں ہوئی اور یہیں 15 شعبان 1024ھ کو وصال فرمایا، آپ علوم وفنون کے جامع، فقیہِ شوافع، محدثِ کبیر، واعظِ دلپذیر، مصنفِ کتبِ کثیرہ اور استاذُ العلماء تھے۔ تین جلدوں پر مشتمل شِفَا شریف کی شرح بنام "فَتْحُ الْغَفَّار بِمَا اَکْرَمَ اللہُ بِہٖ نَبِیَّہُ الْمُخْتَار" آپ کی ہی تصنیف ہے۔(12) (13) فقیہِ ملّت حضرت علامہ مفتی امام الدین رتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رتہ شریف (تحصیل کلرکہار، ضلع چکوال) پنجاب میں ہوئی اور یہیں 29 شعبان 1337ھ کو وصال فرمایا، جامع مسجد رتہ شریف کے پہلو میں مزار شریف زیارت گاہِ خلائق ہے۔ آپ جیّدعالمِ دین، مفتیِ علاقہ، علومِ معقول ومنقول کے جامع، استاذُ العلماء، شیخِ طریقت اور بانیِ آستانہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ رتہ شریف ہیں۔(13)

---

(1) الاصابۃ، 3/136، تاریخ طبری، 3/146تا155، معجم البلدان، 7/50 (2) تاریخ طبری، 3/146تا155، اسد الغابہ، 6/217، الکامل فی التاریخ، 2/282 (3) سیر اعلام النبلاء، 8/472، 474، وفیات الاعیان، 3/109، وفیات الاخیار، ص14، مرآۃ الاسرار، ص313 (4) اتحاف الاکابر، ص375 (5) تذکرۃ الانساب، ص66، 67 (6) الامام الشیخ عبد الرحمٰن السقاف، ص14تا45 (7) تبصرۃ الولی بطریق السادۃ آل ابی علوی، ص7تا23 (8) تذکرۂ اولیاء سندھ، ص79 (9) طبقات الصوفیہ، ص14، 15 (10) اسد الغابہ، 1/12، 11، الفوائد البھیہ، ص19 (11) شذرات الذھب، 5/483، طبقات شافعیۃ الکبریٰ، 8/67، الفیۃ ابن مالک، ص3، 6 (12) خلاصۃ الاثر، 3/215تا218 (13) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص59۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مزار حضرت ابو المکارم موسیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت بدرُ الدّین رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ

رَمَضانُ المبارَک اسلامی سال کا نواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظّام اور عُلمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 58 کا مختصر ذِکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" رَمَضانُ المبارَک 1438ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 14 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہم الرضوان: 1 صحابیِ رسول حضرت ابو صخر حُبَیش بن خالد خزاعی رضی اللہ عنہ مشہور صحابیہ حضرت اُمِّ معبد خزاعیہ کے بھائی ہیں جن کے ہاں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دورانِ ہجرت تھوڑی دیر قیام فرمایا تھا، حدیثِ اُمِّ معبد کے راوی بھی آپ ہی ہیں۔ آپ فتحِ مکہ کے دن بطحا میں شہید ہوئے۔ فتحِ مکہ 20 رمضان 8ھ کو ہوا۔[1] 2 صحابیِ رسول حضرت سیّدنا ابو موسیٰ سُہَیل بن بیضاء فِہری قرشی رضی اللہ عنہ قدیمُ الاسلام صحابی ہیں، آپ نے حبشہ پھر مدینۂ منوّرہ ہجرت فرمائی، غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں حصّہ لیا، چالیس سال کی عمر میں غزوۂ تبوک سے واپسی پر وصال فرمایا، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ جنازہ ادا فرمائی۔ غزوۂ تبوک سے واپسی رمضان 9ھ کو ہوئی۔[2] اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم: 3 عارفِ ربانی حضرت شیخ سیّد شرفُ الدّین عیسیٰ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ و تلمیذِ غوثِ اعظم، عالمِ باعمل، مدرس وواعظ، شیخِ طریقت اور صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں، وصالِ غوثِ اعظم کے بعد آپ دمشق سے ہوتے ہوئے مصر تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوگئے، کئی مصری محدثین اور عُلَما و مفتیانِ کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال 12 رمضان 573ھ مصر میں ہوا، قرافہ قبرستان میں آپ کا مزار مرجعِ خاص و عام ہے۔ جواھر الاسرار و لطائف الانوار علمِ تصوف پر آپ کی بہترین تصنیف ہے۔[3] 4 قطبِ عالم حضرت پیر سیّد ابو المکارم قطبُ الدّین موسیٰ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 936ھ ٹھٹھہ سندھ میں ہوئی اور وصال 25 رمضان 999ھ کو قبولہ شریف (نزد پاکپتن، پنجاب) میں ہوا، عالیشان مزار منبعِ برکات ہے۔ آپ خاندانِ غوثیہ کے چشم و چراغ، ظاہری و باطنی علوم سے مالامال، صاحبِ دیوان شاعر اور صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں۔ تحفۃ السالکین آپ کی تصنیف ہے۔[4] 5 شاہ جہاں حضرت سیّد ابو صالح بدرُ الدّین محمد باقر رفاعی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1207ھ کو ہوئی اور وصال 15 رمضان 1255ھ کو ہوا، مزار خانقاہِ رفاعیہ، بریا بھاگل، سورت، گجرات ہند میں ہے۔ آپ سلسلہ احمدیہ رفاعیہ کے عظیم فرزند، صاحبِ عظمت و جلال بزرگ اور سجادہ نشین خانقاہِ رفاعیہ تھے۔[5] 6 سلطانُ المشائخ، حضرت پیر آقا سیّد سکندر شاہ پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1266ھ کو پشاور میں ہوئی اور یہیں 14 رمضان 1331ھ کو وصال فرمایا، آپ خاندانِ غوثیہ کے فرزند، عالمِ دین، خواجہ شمسُ العارفین کے مرید و خلیفہ، بارعب و خوب صورت، کثیرُ الفیض اور مستجابُ الدّعوات بزرگ تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے علّامہ سیّد محمد سعید آغا جان صاحب نے 7 رمضان 1353ھ اور چھوٹے صاحبزادے حضرت پیر علّامہ سیّد تجمل حسین آغا گل صاحب نے 21 رمضان 1366ھ کو وصال فرمایا۔[6] 7 پیرِ طریقت حضرت سیّد محمد خلیلُ اللہ جنیدی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1350ھ کو غازی پورہ یوپی ہند میں ہوئی اور 21 رمضان 1427ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وصال فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں کی گئی۔ آپ سلسلہ قادریہ جنیدیہ احسلیہ کی روحانی شخصیت، دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ، شاعرِ اسلام اور بانی ضیاءُ العلوم اسکول ناظم آباد کراچی

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس
المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)، کراچی

ہیں۔[7] **علمائے اسلام رحمۃ اللہ علیہم:** 8 امامِ زمانہ حضرت سیّدنا محمد بن عبدُالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 74ھ میں ہوئی اور رمضان 148ھ میں وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قراٰن، محدثِ کبیر، مفتیِ اسلام، مصنفِ کتب اور قاضیِ کوفہ تھے۔ کتابُ الفرائض آپ کی تصنیف ہے۔[8] 9 شیخُ الاسلام حضرت شیخ ابوالحسن بُنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ واسط (عراق) کے باشندے تھے، مصر میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں رمضان 316ھ میں وصال فرمایا، نمازِ جنازہ میں لوگوں کا اِزدحام تھا۔ آپ ثقہ محدث، زہدو تقویٰ کے پیکر، صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ، انتہائی عبادت گزار، نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کے جذبے سے سرشار تھے۔[9]

مزار حضرت عبدُاللہ بلحاج بافضل الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت مولانا حافظ محمد نور عالم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

10 حضرت امام عبدُاللہ بلحاج بافضل الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 850ھ کو تریم یمن میں ہوئی اور 5 رمضان 918ھ کو وصال فرمایا، مزار الشحر (حضرموت) یمن میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، فقیہ شافعی، عارف باللہ، مصنفِ کتبِ کثیرہ اور استاذُ العلماء ہیں۔ "المقدمۃ الحضرمیۃ فی فقہ السادۃ الشافعیۃ" آپ کی مشہور کتاب ہے۔[10] 11 استاذُ العلماء حضرت مولانا حافظ محمد نور عالم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کڑی شریف (نزد سنگھوئی تحصیل و ضلع جہلم) میں 1248ھ میں ہوئی۔ یہیں 3 رمضان 1311ھ کو وصال فرمایا اور جانب جنوب ایک چار دیواری میں مزار بنا۔ آپ استاذُ العلماء علّامہ احمد الدین گرسالوی کے شاگرد، حافظ و قاریِ قراٰن، جید عالمِ دین، درسِ نظامی کے بہترین مدرس، منکسرُ المزاج، حلیمُ الطبع، صاحبِ کشف، خلیفۂ شمسُ العارفین سیالوی اور انتہائی سادگی پسند شخصیت کے مالک تھے۔ کثیر علمانے آپ سے علمی فیضان حاصل کیا۔[11] 12 شیخُ العلمائے انڈونیشیا حضرت علّامہ حاجی محمد ہاشم اشعری جومبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1282ھ کو جومبان (مشرقی جاوا) انڈونیشیا میں ہوئی اور یہیں 7 رمضان 1366ھ کو وصال فرمایا، مزار جومبان (مشرقی جاوا) میں ہے۔ آپ تلمیذِ خلیفۂ اعلیٰ حضرت شیخ عابد بن حسین مکی، فیض یافتہ علمائے انڈونیشیا و مکہ مکرمہ، بانی و رئیس جمیعۃُ نھضۃِ العُلَماء (عظیم دینی و فلاحی تنظیم)، استاذُ العلماء، مفتیِ اسلام، صاحبِ کرامات ولیُّ اللہ، کئی کتب کے مصنف اور انڈونیشیا کی مؤثر ترین شخصیت ہیں۔[12] 13 شاعرِ اسلام مولانا سید محمد ناصر جلالی دہلوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دہلی میں ہوئی اور انتقال 7 رمضان 1385ء کو کراچی میں ہوا، تدفین خاموش کالونی قبرستان لیاقت آباد میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، شیخِ طریقت، علمی و ادبی شخصیت، سحرُ البیان خطیب اور اچھے شاعر تھے، آپ نے چھ اخبار یا ماہنامے جاری کئے، آپ شبیہِ غوثُ الاعظم حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے خلیفہ تھے۔[13] 14 محدّثِ اعظم حجاز، فضیلۃُ الشیخ سیّد محمد بن علوی مالکی ادریسی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1362ھ مکہ شریف میں ہوئی اور 15 رمضان 1425ھ کو وصال فرمایا، جنۃ المعلیٰ میں تدفین ہوئی۔ آپ جیّد عالمِ دین، عارفِ کامل، استاذُالعلماء، کئی کتب کے مصنف، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند اور عالمگیر شہرت کے مالک تھے۔[14]

---

(1) الاستیعاب، 1 / 453، مواھب لدنیہ، 1 / 327 (2) طبقاتِ ابن سعد، 3 / 317، زرقانی علی المواھب، 11 / 133 (3) اتحاف الاکابر، ص374 (4) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1 / 130 (5) تذکرۃ الانساب، ص203 (6) تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد، ص198 تا 206 (7) اللہ والے کلیات مناقب، ص467 (8) سیر اعلام النبلاء، 6 / 476، شذرات الذھب، 1 / 366 (9) سیر اعلام النبلاء، 11 / 438، طبقات الصوفیہ للسلمی، ص224 (10) المقدمۃ الحضرمیۃ، ترجمۃ المؤلف، ص13 تا 34 (11) فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، 1 / 469 تا 477 (12) نثر الجواھر والدرر، 2 / 1521 (13) حیات مخدوم الاولیاء، ص395، 396، انوار علمائے اہل سنّت سندھ، ص986 تا 991 (14) محدث اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، ص20 تا 30۔

رجب المرجب/شعبان المعظم 1443ھ

فروری 2022ء کا

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

لا رہا ہے آپ کے لئے

بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

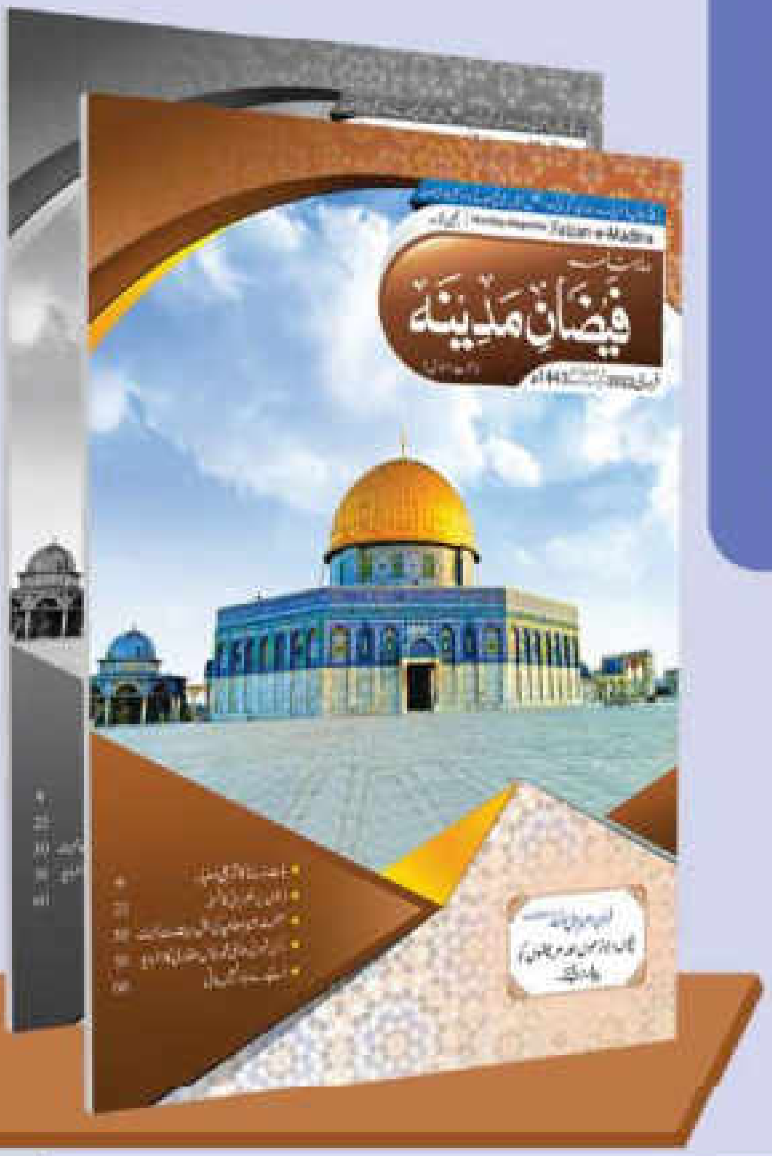

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:

Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ ونافلہ اور دیگر مدنی عطیات (چندے) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے!

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0

0125764

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net